قیامت
مؤلف:
علی موسیٰ الکعبی

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

کتاب: قیامت

مؤلف: علی موسیٰ الکعبی

مقدمہ ناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قیامت ، اصول دین کی پانچویں اصل ھے جو ہر مسلمان کی زندگی کا بنیادی ضابطہ اور قانون ھے، کیونکہ ہر مسلمان کو یہ بات معلوم ھے کہ وہ جو کچھ بھی اس دنیا میں انجام دیتا ھے اس کی جزا یا سزا روز قیامت ضرور ملے گی۔

چنانچہ جب ھم قرآن کریم کی تلاوت کرتے ھیں تو دیکھتے ھیں کہ خداوندعالم نے تقریباً دوہزار آیتوںکے ضمن میں بالواسطہ یابلاواسطہقیامت کا ذکر کیا ھے، لہٰذا خداوندمتعال کا ان تمام آیات کے ذکر کرنے کا مقصد کیا ھوسکتا ھے؟ جبکہ اس کا قول و فعل حکمت سے خالی نھیں ھوتا! تو فوراً ھی اس کا جواب آئے گا کہ چونکہ خداوندعالم "ارحم الراحمین" ھے، اور وہ اس دن اور اس میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں خبر رکھتا ھے، اسی وجہ سے اس دن کا نام "کلیجہ منھ کو آنے والا دن" اور "آنکھیں چکاچوند کرنے والادن" رکھا ھے، پس خداوندعالم اس کے ذریعہ انسان سے چاہتا یہ ھے کہ اس روز (قیامت) پر ایمان رکھے اور خود کو اس دن کے لئے آمادہ کرے۔کیونکہ "جاویدانی زندگی "اسی دن سے شروع ھوتی ھے، لہٰذا خوش نصیب ھے وہ انسان جس نے اس دن کے لئے آمادگی کررکھی ھے، کیونکہ جس شخص نے اس دن کے لئے آمادگی کی ھوگی وہ اس دن میں کامیاب ھوگا، اور جس نے اس دن کے لئے آمادگی نھیں کی اس کے بارے میں نہ پوچھئے (العیاذ باللہ) وہ تو بڑے گھاٹے میں رھے گا۔

بالتحقیق قرآن کریم نے قیامت کو ثابت کرنے کے لئے (متعدد مقامات پر) عقلی اور منطقی دلائل و براھین پیش کئے ھیں، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:

(وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ . ذَلِکَ بِأَنَّ اللهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِ الْمَوْتَى وَأَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) (1)

"اور جب تم زمین کو مردہ دیکھتے ھو پھر جب ھم پانی برسادیں گے تو وہ لہلہانے لگتی ھے اور ابھرنے لگتی ھے اور ہر طرح کی خوبصورت چیز اگانے لگتی ھے۔یہ اس لئے ھے کہ وہ اللہ خدائے برحق ھے، اور وھی مردوں کو زندہ کرتا ھے اور وھی ہر شئے پر قدرت رکھنے والا ھے"۔

یہ مردہ زمین زندہ ھوگی لیکن خداوندعالم خاص سبب یا خاص قانون کے تحت اس کو زندہ کرے گا اور وہ ھے پانی کا برسنا ،جس سے زمین میں دوبارہ جان آجائے گی اور اس کی حیات واپس مل جائے گی، واضح رھے کہ مردہ زمین اور مردہ انسان میں کوئی فرق نھیں ھے، پس جس طرح زمین پانی برسنے سے زندہ ھوجائے گی اسی طرح انسان بھی ایک صور پھونکنے سے زندہ ھوجائیں گے:

(فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ) (2)

پس قیامت کے سلسلہ میں قرآن مجید میں بہت سی آیات .بیان ھوئی ھیں جن سے خداوندعالم کا مقصد یہ ھے کہ انسان اس روز پر ایمان لے آئے اور اس عظیم (اور سخت) دن کے لئے ھمہ وقت تیار رھے۔

قارئین کرام! کتاب ہذامیں ضرورت قیامت اور اس کے اثبات پر بہت سے دلائل اور براھین .بیان کئے گئے ھیں، موسسہ امام علی علیہ السلام اس کتاب کا ترجمہ اس لئے پیش کرتا ھے کہ دینی برادران کی کچھ خدمت ھو سکے اور اس کے ذریعہ مومنین کرام میں .بیداری پیدا ھوجائے اور روزقیامت پر مستحکم ایمان رکھیں، اور اس عظیم (اور سخت) دن کے لئے ھمیشہ تیار رھیں، آخر میں خداوندعالم کی بارگاہ میں دعا ھے کہ خداوندعالم ھم کو مزید توفیق سے نوازتے ھوئے اس ناچیز خدمت کو قبول فرمائے اور ھمیں سیدھے راستے پر قائم رکھے۔(آمین یا رب العالمین، بحق محمد و آلہ الطاہرین)

شیخ ضیاء جواہری

مدیر موسسہ امام علی علیہ السلام

١١ ذی قعدة الحرام ١۴٢۵ھ

---

(1) سورہ حج آیت ۵،۶۔

(2) سورہ زمر آیت ۶۸۔

عرض مولف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ربّ العالمین وأفضل الصلاۃ و أتم التسلیم علی خیرالأنام مُحَمَّد المصطفیٰ وآلہ الھداۃ المعصومین الکرام،

امابعد:

قرآن کریم اور احادیث معصوبین علیھم السلام میں روز قیامت پر عقیدہ رکھنا اسلام کے اھم اصول اوربنیادی ارکان میں شمار کیا گیا ھے،اس کے علاوہ عقل سلیم روز قیامت اور اُخروی زندگی کے بارے میں دلالت کرتی ھے۔

اسی وجہ سے تمام آسمانی ادیان نے اس بنیادی اصل پر اتفاق کیا ھے، اور اس سلسلہ میں انبیاء اور مرسلین (علیھم السلام) نے اپنی اپنی قوموں میں اس عقیدہ کو راسخ کرنے کے لئے بہت زحمتیں اٹھائی ھیں، اور انھوں نے بڑے بڑے چیلنج کا مقابلہ کیا ھے۔

زمین و آسمانی مخلوقات میں غور و فکر اور اسی طرح اس مرتب و منظم کائنات میں غور و فکر کرنے سے ان کے بنانے والے خدا کی عظیم قدرت کے ایمان پر اضافہ ھوتا ھے، اور اُخروی زندگی کے ایمان میں تازگی پیدا ھوتی ھے، جیسا کہ خداوندعالم نے ھمیں عدم سے وجود بخشا، کیونکہ جو کوئی شروع میں کوئی چیز بنا سکتا ھے تو اس کو دوبارہ بنانے پر زیادہ قدرت رکھتا ھے:

(أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللهَ الَّذِی خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَی أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَی) [(1)]

"کیا ان لوگوں نے یہ نھیں غور کیا کہ جس خدا نے سارے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اور ا ن کے پیدا کرنے سے ذرا بھی تھکا نھیں وہ اس بات پر (بھی) قادر ھے کہ مردوں کو زندہ کرے گا"۔

اس سلسلہ میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

"عجبت لمن انکر النشاۃ الاخرۃ ،وھو یری النشاۃ الاولیٰ۔" [(2)]

"واقعاً اس شخص پر تعجب ھے جو اُخروی زندگی کا انکار کرے جبکہ وہ اس دنیاوی زندگی کو دیکھ رھاھو!"

اس بنا پر موت ھمارا انتظار کررھی ھے جیسا کہ ھم سے پہلے لوگ بھی اس دنیا میں نھیں رھے، لیکن یہ موت عدم ،فنا اور انسان کا قصہ تمام ھونے کے معنی میں نھیں ھے ، وہ انسان جو خلیفۃ اللہ ھے، اور خداوندوحدہ لاشریک کی اطاعت و بندگی پر مامور کیا گیا ھے تاکہ اس دنیا میں نیکی اور خیر کے راستہ پر چلے، یھی نھیں ، بلکہ اسلامی عقیدہ کے مطابق یہ دنیا ھی عالم

آخرت کا مقدمہ ھے ،وہ عالم آخرت جہاں پر انسان کو ھمیشہ ھمیشہ کے لئے باقی رہنا ھے، چاھے جنت میں رھے یا دوزخ میں، کیونکہ انسان وہاں پر اپنے اعمال کا گروی ھوگا(جیسے اعمال اس دنیا میں انجام دے گا اس کو ویسی ھی جزایا سزا دی جائے گی)چنانچہ ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ) [3]

"ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گرو ھے"۔

پسیا تو انسان ھمیشہ ھمیشہ کے لئے جنت میں رھے گا، یا دوزخ کے عذاب میں بتلا رھے گا۔ روز قیامت خداوندعالم کا عدل، اس کی صداقت اور اس کے وعدہ و وعید واضح ھوجائیں گے ،پس معلوم یہ ھوا کہ آخرت میں انسان کو اس کے کئے کی جزا یا سزا ملے گی، لہٰذا اس بات پر ایمان رکھنا کہ خداوندعالم انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ خلق فرمائے گا، جیسا کہ اس نے وعدہ (بھی) کیا ھے، اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ اطاعت گزار بندوں کو جنت میں انعام و اکرام سے نوازے گا، اور نافرمان لوگوں کو عذاب میں بتلا کرے گا، انسان کو ھوائے نفس کی پیروی سے روکتا ھے، اور گناھوں سے دوری کا سبب بنتا ھے، اور انسان کو اس دنیا میں صاحب فضیلت بنادیتا ھے ،پھر انسان اجتماعی اور انفرادی طریقہ سے خیر و صلاح اور فضیلت و کمال کی طرف تیزی سے قدم بڑھاتا ھے، تاکہ موت کے بعد پیش آنے والے واقعات (وحشت قبر اور روز حساب کے خوف) سے مقابلہ کے لئے خود کو آمادہ کرلے۔

روز قیامت پر ایمان رکھنے کا ایک دوسرا فائدہ یہ ھے کہ انسانی نفس میں ایک آرزو

پیدا ھوجاتی ھے اور وہ ھے اُخروی زندگی سے باخبر ھونا، جس کو عدل الٰھی ،اس کی صداقت اور اس کے وعدہ و وعید سے تعبیر کیا جاتا ھے، جس سے انسان کے اخلاق اور دینی عقائد میں استحکام پیدا ھوتا ھے، اوردین خدا کی تبلیغ میں پیش آنے والی صعوبتوں کو برداشت کرنے کی طاقت حاصل کرلیتا ھے۔

قارئین کرام! ھم اس کتاب میں قیامت کے بارے میں چار فصلوں بینّدرج ذیل عنوان کے تحت بحث کریں گے:

۱۔ تعریف معاداور اس عقیدہ کے آثارو فوائد

۲۔ضرورت قیامت پر محکم دلائل و برہان

۳۔ حقیقت معاد اور قیامت پر ھونے والے اعتراضات کے جوابات

۴۔منازل الآخرت جیسے موت اور برزخی زندگی، قیامت کی نشانیاں اور قیامت کے مراحل وغیرہ۔

خداوندعالم ھمیں اپنے قہر و غضب سے محفوظ رکھے اور ھم پر اپنی رحمت و مغفرت کا سایہ فرمائے۔(آمین یا رب العالمین)

والسلام
علی موسیٰ الکعبی

---

(1) سورہ احقاف آیت۳۳۔

(2) غرر الحکم ،مرحوم الآمدی ،ج۲:ص ۳۵/۳، موسسہ الاعلمی ۔ بیروت۔

(3) سورہ مدثر آیت۳۸۔

پہلی فصل

تعریف معاد اور اس عقیدہ کے آثار و فوائد

پہلی بحث: معاد کے لغوی اور اصطلاحی معنی

معاد کے لغوی معنی:

ہر چیز کا اپنے مقصد او رانتھاکی طرف پلٹنا، اور یہ "عاد الیہ" کا مصدر ہے جس طرح کھاجاتا ہے: "یعود عوداً و عودةً ومعاداً" یعنی اس کی طرف رجوع کیا اور اس کی طرف پہنچ گیا، جیسا کہ خداوندعالم کا ارشاد ہے:

(كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ) (1)

"جس طرح اس نے تمھیں شروع (شروع) میں پیدا کیا تھا اسی طرح پھر (دوبارہ) زندہ کئے (اور لوٹائے) جاوگے۔"

اور یہ بنفسہ متعدی(2) بھی ھوجاتا ہے، اور ھمزہ کے ذریعہ بھی متعدی بناتے ھیں، یعنی باب افعال میں لے جاکر متعدی بناتے ھیںجیسے: "عاد الشیءَ عوداً وعِیاداً"، "واعدتُ الشیء" یعنی میں نے اس کو دوبارہ بنادیا، یا اس کو دوبارہ پلٹادیا۔ جیسا کہ خداوندعالم کا قول ہے:

(ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا) (3)

"پھر تم کو اسی میں دوبارہ لے جائے گا اور (قیامت میں اسی سے) نکال کھڑا کرے گا"۔

معاد کی اصل "مَعْوَد" بروزن "مَفْعَل" ہے جس کے واو کو الف سے بدل دیا گیا، اس کی بہت سی مثالیں بھی ھیں جیسے مقام اور مراح، جس کو حضرت امیر المومنین علیہ الصلاة والسلام نے ایک حدیث کے ضمن میں بیان فرمایا ہے:

"والحکم الله والمعود الیه القیامة"۔(4)

"مَفْعَل" اور اس سے مشتق بمعنی عَود مصدر صحیح میں استعمال ھوتا ہے، اور معاد (عود) اسم زمان و مکان دونوں کے لئے استعمال ھوتا ہے جیسا کہ ارشاد ھوتا ہے:

(إِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَادُّکَ إِلَی مَعَادٍ) (5)

"(اے رسول خدا) جس نے تم پر قرآن نازل کیا ضرور ٹھکانے تک پہنچا دے گا"۔

اور جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے:

""واصلح لی آخرتی التی فیھامعادي"۔

"(پالنے والے میری آخرت کی اصلاح فرما، جہاں مجھے پلٹ کر جانا ہے"۔

"مبدی المعید" خدا کے صفات میں سے ایک صفت ہے، کیونکہ خداوندعالم نے تمام مخلوقات کو زندگی دی اس کے بعد ان کو موت دے گا اور پھر قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرے گا، جیسا کہ ارشاد خداوندعالم ہوتا ہے:

(وَهُوَ الَّذِی يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ) [6]

"اور وہ ایسا (قادر مطلق) ہے جو مخلوقات کو پہلی بارپیدا کرتا ہے پھر دوبارہ(قیامت کے دن)پیدا کرے گااور یہ اس پر بہت آسان ہے"۔

معاد کے اصطلاحی معنی:

معاد کے اصطلاحی معنی: خداوندعالم کا تمام چیزوں کو مرنے اور ان کے اجزاء بکھرجانے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا ہے۔[7]

معاد کی تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے: "فنا کے بعد دوبارہ وجود کی طرف پلٹنا" یا "اجزاء بدن کے منتشر ہونے کے بعد دوبارہ بدن کی طرف رجوع کرنا" یا "مرنے کے بعد زندہ ہونا"، یا "جسم سے روح نکلنے کے بعد دوبارہ روح کا واپس آنا[8]

لیکن آیا معاد فقط روحانی ہے یا جسمانی اس میں اختلاف ہے، بعض فلاسفہ کے نظریہ کے مطابق معاد صرف روحانی ہے ،چونکہ ان کی نظر میں ایک قاعدہ عقلی ہے کہ "إن المعدوم لا یعاد" (جو چیز ختم ہوگئی وہ دوبارہ پلٹ نہیں سکتی) لہٰذا جب جسم موت کی وجہ سے معدوم ہوگیا تو پھر اس کا پلٹنا ناممکن نہیں، لہٰذا یہ لوگ کہتے ہیں کہ معاد صرف روح سے متعلق ہے کیونکہ روح فنا نہیں ہوتی، (بلکہ روح باقی رہتی ہے)

لیکن جسمانی معاد کے معتقد حضرات تقریباً تمام ہی مسلمین، متکلمین، فقہاء ، اہل حدیث اور صوفی حضرات کا یہ نظریہ ہے کہ روز قیامت اسی جسم کے ساتھ پلٹائے جائیں گے، جیسا کہ خداوندعالم نے بھی بیان کیا ہے۔

البتہ ان لوگوں نے روح کی بازگشت اور اس کے ٹھکانے کے بارے میں اختلاف کیا ہے، اور اس اختلاف کا سبب خود روح کے سلسلہ میں پائی جانے والی تفسیر اور اس کے معنی ہیں چنانچہ ان میں سے ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ روح بھی ایک جسم ہوتا ہے جو انسان کے بدن میں جاری وساری ہوتا ہے جیسے کوئلہ میں آگ اور دریا میں پانی، چنانچہ ان کی نظر میں معاد جسم و روح سے متعلق ہے جس کو جسمانی معاد کھاجاتا ہے۔ دوسرا گروہ جس میں بہت سے بزرگ حکماء، عظیم الشان علماء کلام وعرفان ہیں، جو کہتے ہیں

کہ روح مجرد ھے لیکن یہ روح روز قیامت جسم میں پلٹ جائے گی، ان کے نزدیک یہ معاد جسمانی اور روحانی ھے، چنانچہ اس بنا پر معاد کے سلسلہ میں تین نظریے قائم ھوتے ھیں:

۱۔ معاد روحانی۔

۲۔ معاد جسمانی۔

۳۔ معاد جسمانی و روحانی۔[9]

دوسری بحث: عقیدہ معاد کے آثار

عقیدہ معاد پر مرتب ھونے والے آثار کو بیان کرنے سے پہلے ھم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ھیں کہ خداوندعالم نے یوم آخرت پر عقیدہ رکھنا ھمارے اوپر فرض نھیں کیا ھے، اسی طرح جو حساب و کتاب میں دقیق باتیں ھیں اور جو اعمال کے نتائج ظاہر ھوں گے، اس کے بارے میں ھم پر اعتقاد فرض نھیں ھے اسی طرح دنیا میں شر و فساد کے ردع کرنے کے وسائل کے بارے میں اعتقاد رکھنا یا عمل خیر و شر کی طرف ترغیب کے بارے میں اعتقاد ھمارے اوپر فرض نھیں ھے بلکہ خداوند متعال نے اعتقاد بالمعاد اس لئے فرض کیا ھے کہ یہ ایک ثابت حقیقت ھے اور اس کا وجود واقعی ھے لہٰذا ایمان بالمعاد ایک امر واقع پر ایمان و اعتقاد رکھنا ھے اور ایک حتمی و ضروری قضا کے سامنے تسلیم ھونا ھے۔

جیسا کہ ارشاد خداوندعالم ھوتا ھے:

(وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لاَتَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَى وَرَبِّى لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ لاَيَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِى السَّمَاوَاتِ وَلاَفِى الْأَرْضِ وَلاَأَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلاَأَكْبَرُ إِلاَّ فِى كِتَابٍ مُبِينٍ) [10]

"اور کفار کہتے ھیں کہ قیامت آنے والی نھیں ھے، تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار کی قسم !وہ ضرور آئے گی، وہ عالم الغیب ھے، اس کے علم سے آسمان و زمین کا کوئی ذرہ دور نھیں ھے اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ بڑا، بلکہ سب کچھ اس کی روشن کتاب (لوح محفوظ) میں محفوظ ھے۔"

لیکن روز قیامت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے پیدا ھونے والے آثار و فوائد جیسے شریعت کے احکام سے واقف ھونا اور اس کے احکام و قوانین کے مطابق عمل کرنا (اور جو آثار شریعت کی پیروی سے پیدا ھوتے ھیں مثلاً انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں صالح اور دیندار بن جاتا ھے، اخلاق و تہذیب کے میدان میں نیک کردار ھوجاتا ھے، نفسیاتی طور پر اس میں نیک سیرت اور اچھائی پیدا ھوتی ھے اور احکام خداوندی پر عمل کرنے سے اس کے فضل و کمال پیدا ھوجاتا ھے وغیرہ وغیرہ،) یہ ساری چیزیں

اعتقاد بالمعاد کی فرع هیں یعنی اول اعتقاد بالمعاد هوگا تب یہ ساری چیزیں پیدا هو سکتی هیں، قارئین کرام! هم یہاں پر ان اهم آثار و فوائد کی طرف اشارہ کرتے هیں:

۱۔ انسانی زندگی پر معاد کے آثار و فوائد

قارئین کرام ! یہ بات ظاهر هے کہ انسانی ہدایت و راهنمائی کی ضرورت کے پیش نظر بعثت انبیاء ضروری هے اور یہ اسی صورت میں کارساز هو سکتی هے کہ جب اس ہدایت کو نافذ کرنے والی ایک بہترین قدرت ان کے پاس هو، تاکہ انسان ان کی اطاعت و فرماں برداری کرے ، یہ الٰهی تعلیمات و احکام انسان کو آمادہ کردیتی هیں جس کی وجہ سے انسان ہدایت و راهنمائی کے ساحل پر پہنچ جاتا هے، بغیر اس کے کہ اس کی ذرہ برابر بھی مخالفت اور تجاوز کرے، لیکن اگر وہ قوت او رقدرت نہ هو تو پھر یہ تعلیمات اور احکام صرف موعظہ بن کر رہ جائیں گے، جس کی کوئی اهمیت باقی نهیں رہتی، اور انسانی زندگی میں بے اثر هوجاتی هے۔

جب هم بعض دنیاوی قوانین کو دیکھتے هیں (جیسے سزائے موت، عمر قید، پھانسی اور جلا وطن کرنا وغیرہ) تو نفس پر کنٹرول کرتے هیں اور یہ قوانین نیک اور اچھے کاموں کی طرف ہدایت کرتے هیں، لیکن هم خارج میں دیکھتے هیں کہ یہ قوانین انفرادی و اجتماعی شرّ و فساد کو بالکل ختم کرنے میں ناکافی هیںٓاور نہ هی ان کے ذریعہ انسانی انفرادی یا اجتماعی سعادت و کمال کا حصول ممکن نهیں۔

یہ قوانین اس بنا پر معاشرہ سے شر و فساد کو ختم کرنے میں ناکافی هیں کہ قوانین جهاں مجرمین و اشرار کو بڑی سے بڑی سزا دینے میں کفایت کرتے هیں وهیں پر جب سیاسی حضرات کی باری آتی هے تو ان قوانین پر عمل نهیں هوتا، حکام وقت اپنے خود ساختہ قوانین کے سایہ میں لوگوں کا مال ہضم کرتے هوئے نظر آتے هیں۔

اس کے بعد یہ بات بھی واضح هے کہ انسان کی زندگی میں ظاہری اسباب بھی موثر هوتے هیں جیسا کہ اکثر حکومتوں میں سزائی قوانین مرتب کئے جاتے هیں، اور یہ قوانین اس حکومت کی طاقت کے زور پر نافذ کئے جاتے هیں ، لیکن اگر کسی حکومت میں قوانین نافذ کرنے کی طاقت هی نہ هو تو اس ملک میں بدامنی اور فساد پھیل جاتا هے اور پھر ان قوانین کی کوئی اهمیت باقی نهیں رہتی، اور نہ هی ان قوانین سے کسی کو خوف و وحشت هوتی هے اور نہ هی کوئی ان کو احترام کی نگاہ سے دیکھتا هے۔

لہٰذا جب هم نے یہ بات مان لی کہ قوانین هی کے ذریعہ مجرمین کی تعداد کم کی جاسکتی هے، اور انهیں قوانین کے ماتحت حکومت چل سکتی هے، لیکن کبھی کبھی ایسے مواقع آتے هیں جهاں پر انسان تنہائی کے عالم میں هوتا هے اور وهاں پر اس حکومت کی رسائی نهیں هوتی اور نہ هی وهاں تک قانون کی رسائی هوتی هے اور ان شاذ و نادر جرائم کو حکومت فاش نهیں کرپاتی ، مثلاً انسان نفسانی شهوات کا شکار هوجائے اور اس پر سوار شیطان هوجائے:

(وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلاَلًا بَعِيدًا) [11]

"اور شیطان تو یہ چاہتا ھے کہ انھیں بہکا کے بہت دور لے جائے "۔

(إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا) [12]

"کیونکہ شیطان تو ایسی ھی باتوں سے فساد ڈلواتا ھے اس میں شک ھی نھیں کہ شیطان آدمی کا کھلا ھوا دشمن ھے"۔

اگر کوئی شخص کھے: ایک کافر و ملحد بھی کبھی کبھی صاحب فضیلت ھوتا ھے تو یہ اس کی ظاہری فضیلت ھوتی ھے، جس کی بنیاد نفسانی اصول نھیں ھوتے ھیں، ان کے اندر یہ اچھائیاں معاشرہ کے خوف کی وجہ سے پیدا ھوتی ھیں، یا حکومتی قوانین کے خوف سے پیدا ھوتی ھیں، چنانچہ اگر یہ دونوں چیزیں سامنے نہ ھوں اور وہ آزاد ھوں، تو پھر وہ کسی بھی طرح کے اخلاق کی رعایت نھیں کریں گے ، کسی کی بے عزتی کریں گے اور کسی کا مال لوٹیں گے، یا دوسری حرام چیزوں کے مرتکب ھوں گے، کیونکہ جب نفس پر شھوت کا غلبہ ھوجاتا ھے تو پھر وہ کسی بھی برائی سے پرھیز نھیں کرتا اور برائی میں غرق ھوتا ھوا نظر آتا ھے، پس یہ فضیلت اس شخص میں کیسے جلوہ گر ھوسکتی ھے جو اپنے کو فانی حیوان سمجھتا ھے؟

لہٰذا حکومت کی طرف سے بنائے گئے قوانین یہاں تک کہ آج کل کے ترقی یافتہ ممالک میں بھی بعض افراد کو خصوصی چھوٹ دی جاتی ھے تاکہ وہ موجودہ شرائط کے ساتھ اپنی زندگی آرام سے گزار سکےں، اوریھی انسان کا کردار معاشرہ میں اثرانداز ھوجاتا ھے جس کی بنا پر انسان دنیا و آخرت کو سنوار سکتا ھے۔

پس مذکورہ باتوں کے پیش نظر انسان کے اندر ایسے اندرونی اسباب ھوتے ھیں اور اس کا ضمیر اور وجدان ھوتا ھے جو انسان کے کردار کو سنوارتا ھے اوریھی انسان کا ضمیر اس کے سفر و حضر اور خلوت و بزم میں ادارہ کرتا ھے، اورچونکہ انسان کی روح اس کو اپنے اختیار میں رکھتی ھے، کیونکہ روح ایک بلند اور عالی حقیقت ھے جو انسان کو کمال و بلندی کی طرف لے جاتی ھے، لیکن کبھی کبھی انسان اپنے جسم کے لئے روح کو حاکم بنادیتا ھے کیونکہ یہ ایک مشکل کام ھے اور اس میں بہت زیادہ روحانی ریاضت کی ضرورت ھے، یہ وہ کام ھے جس کو اس شخص کے علاوہ اور کوئی انجام نھیں دے سکتا جو نفس اور روح کے ھمیشہ ھمیشہ باقی رہنے کا عقیدہ رکھتا ھو، اوریھی اعتقاد انسان کے ضمیر کو نیک اور اچھے کاموں کے لئے ابھارتا ھے، تاکہ اس کو آخرت میں ثواب مل سکے، اسی طرح یھی عقیدہ انسان کو ھوائے نفس کی اطاعت اور آخرت کے عذاب کے خوف کی بنا پر گناھوں اور برے کاموں سے روکتا ھے۔

یہ اس لئے ھے کہ انسان کا ضمیر برائیوں پر ملامت اور سرزنش تو کرسکتا ھے لیکن اس کو عذاب نھیں دے سکتا، اسی طرح انسان کا ضمیر اس کو وعظ و نصیحت کرتا ھے لیکن کبھی بھی اس کے لئے توجیہ نھیں کرسکتا، کیونکہ انسان ھوائے نفس کے مقابلہ میں کوئی نفع و نقصان نھیں پہنچا سکتا، اور جب اس کا غلبہ ھوجاتا ھے تو اس کو ناکارہ بنادیتا ھے اور پھر انسان لوگوں کی نگاھوں سے بچ کر جو چاہتا ھے وہ انجام دیتا ھے۔

لہٰذا جب ایک طرف سے حکومتی قوانین اور معاشرہ انسان کو برائیوں سے روکنے والا ھے اور دوسری طرف خود انسان کا ضمیر اندر سے انسان کو برائیوں سے روکتا ھے تو یہ دونوں چیزیں قدر معین کی طرف ہدایت کرتی ھیں، اور خداوندعالم وروز قیامت پر ایمان کے ذریعہ ان دونوں کے درمیان اتفاق قائم کردیتا ھے، جس کے ذریعہ انسانی نفس میں قول و عمل میں دشمن کے رقیب ھونے کی بنا پر تربیت اخلاقی ھوجاتی ھے، اور کوئی بھی بندہ مومن اپنے رقیب و دشمن سے فرار نھیں کرسکتا چونکہ خداوندعالم ہرچیز پر محیط ھے اور رگ گردن سے زیادہ قریب ھے، ظاہری اور باطنی چیزوں کو جانتا ھے، اور ہر چھوٹی بڑی چیز کا حساب کرنے والا ھے، کوئی بھی ذرہ اس سے مخفی نھیں ھے، اسی وجہ سے بندہ مومن کو اپنی ذمہ داری کا احساس ھونا چاہئے، خدا کے عقاب سے ڈرنا چاہئے، یہاں تک کہ اگر بندہ لوگوں کی نظروں سے چھپ کر بھی کوئی کام انجام دیتا ھے تو خود اس کے نفس سے جواب طلب ھوگا، چاھے قانون اور حکومت کی سزا سے محفوظ رھے، کیونکہ حکم خدا اور اس کی حکومت سے فرار ممکن نھیں ھے۔[13]

جیسا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ھے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آکر کہا: میں ایک عاصی اور گناہگار شخص ھوں، اور گناھوں پر صبر بھی نھیں کرسکتا، لہٰذا مجھ کو نصیحت فرمائیے اس وقت امام علیہ السلام نے نصیحت فرمائی:

"افعل خمسة أشياء و اذنب ما شئت، فأول ذلک: لا تأكل رزق الله، و اذنب ما شئت، والثانی: اخرج من ولاية الله، و اذنب ما شئت، والثالث: اطلب موضعاً لايراک فيه الله،و اذنب ما شئت، والرابع: إذا جاء ملک الموت ليقبض روحک فادفعه عن نفسک،و اذنب ما شئت، والخامس: إذا أدخلک مالک في النار فلاتدخل النار، و اذنب ما شئت"۔[14]

"پانچ کام انجام دینے کی طاقت حاصل کرلو اس کے بعد جو چاھو گناہ کرو،پہلی: خداوندعالم کا عطا کردہ رزق نہ کھاؤ، اس کے بعد جو چاھو گناہ کرو، دوسری: خدا کی ولایت و حکومت سے نکل جاؤ پھر جو چاھو گناہ کرو، تیسری: کوئی ایسی جگہ تلاش کرلو جہاں پر خدا نہ دیکھ سکے، پھر جو چاھو گناہ کرو، چوتھی: جب ملک الموت تمہاری روح قبض کرنے کے لئے آئے تو اس کو روح قبض نہ کرنے دینا، پھر جو چاھو گناہ کرو، پانچویں: جب داروغہ دوزخ تمھیں آتش جہنم میں ڈالنا چاھے تو داخل نہ ھونے کی قدرت حاصل کرلو ، پھر جو چاھو گناہ کرو،"۔

پس ایک بندہ مومن کا اعتقاد یہ ھونا چاہئے کہ ہر چیز خداوندعالم کے ارادہ اور حکومت کے تابع ھے، اس کی ولایت کے ماتحت ھے، خداوندعالم انسان کے ہر ہر اعمال اور حرکات و سکنات کو دیکھتا ھے، ان تمام چیزوں سے باخبر ھے جو انسان کے دل میں پیدا اور خطور کرتی ھیں، یھی وہ اعمال ھیں جو انسان کے مرنے کے بعد سے قیامت تک کے لئے اس کے ساتھی ھوں گے، اور انھیں اعمال کی بنیاد پر ثواب و عقاب دیا جائے گا، ان کے علاوہ اور کوئی چیز کام آنے والی نھیں ھے۔

حضرت رسول اکرم کا ارشاد گرامی ہے:

"یتبع المرء ثلاثة: أهله و ماله و عمله، فیرجع اثنان و یبقی واحد، یرجع أهله و ماله و یبقی عمله"۔[15]

روز قیامت پر ایمان کے نتائج میں سے یہ ہیں: انسان اس بات پر عقیدہ رکھے کہ ہم لوگ آنے والی چیزوں کے مقروض اور گزشتہ چیزوں کے مرہون منت ہیں، ایک روز آنے والا ہے جس دن اس خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے جو حساب و کتاب کرنے والا ہے اور اس سے چھوٹی سی چیز بھی مخفی نہیں ہے، تمام لوگوں سے ان کے اعمال، افعال اور مخفی ہر خیر و شرّ کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اور اسی لحاظ سے جزا اور سزا دی جائے گی،جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ہے:

(وَلاَتَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ إِلاَّ عَلَیْهَا وَلاَتَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَی) [16]

"اور جو شخص کوئی برا کام کرتا ہے اس کا وبال اسی پر ہے اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"۔

نیز ارشاد فرماتا ہے:

(کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِینَةٌ) [17]

"ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گرو ہے"۔

پس فضائل اور برائیوں کا معیار و مقیاس انسان کے اعمال ہیں، اوریہی اعمال خدا کی رحمت سے نزدیک اور دور ہونے کی بنیاد ہےں، کیونکہ روز قیامت انسان کی شکل و صورت دیکھ کر حساب و کتاب نہیں کیا جائے گا، نہ ہی حسب و نسب کے لحاظ سے، نہ ہی تجارت وکثرت اولاد اور کثرت مال کو مد نظر رکھ کر حساب و کتاب کیا جائے گا، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ہے:

(فَإِذَا نُفِخَ فِی الصُّورِ فَلاَأَنسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَلاَیَتَسَاءَ لُون. فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِینُهُ فَأُوْلَئِکَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ . وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِینُهُ فَأُوْلَئِکَ الَّذِینَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِی جَهَنَّمَ خَالِدُونَ) [18]

"پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا تو اس دن نہ لوگوں میں قرابت داریاں رہیں گی اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے،پھر جن (کی نیکیوں)کے پلے بھاری ہوں گے تو یہی لوگ کامیاب ہوں گے اور جن (کی نیکیوں) کے پلے ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنا آپ کو نقصان پہنچایا، وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے"۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

(لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلاَأَوْلاَدُهُمْ مِنْ اللهِ شَیْئًا) [19]

"ان کو خدا (کے عذاب)سے نہ ان کے مال ہی کچھ بچائیں گے،نہ ان کی اولاد (کچھ کام آئے گی)"۔

(لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلاَأَوْلاَدُهُمْ مِنْ اللهِ شَیْئًا) [20]

"خدا (کے عذاب)سے بچانے میں ہرگز نہ ان کے مال ہی کچھ کام آئیں گے اور نہ ان کی اولاد"۔

نیز ارشاد فرماتا ھے:

(وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٓ) [21]

"اور جب وہ ہلاک ھوگا تو اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا"۔

حضرت رسول اکرم (ص)کا ارشاد گرامی ھے:

"ان الله لا ینظر الی صورکم ،ولا الی اموالکم ،ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم"۔[22]

"خداوندعالم تمہاری شکل و صورت اور تمہارے مال و اولاد کو نھیں دیکھے گا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کے (لحاظ سے حساب و کتاب کرے گا")۔

قارئین کرام! یہ قیامت کے عقیدہ سے پیدا ھونے والے بعض آثار ھیں، اوریھی عقیدہ انسان کے اندر زہد و تقویٰ پیدا کرتا ھے ،خدا کی حرام کردہ چیزوں سے دور کرتاھے، اورانسان گناھوں کے ارتکاب سے پہلے اکثر مردد اورپریشان ھوتا ھے، اس کا ضمیر جس کا قیامت پر ایمان ھے اس کو روکتا ھے، اور اس کا ضمیر جو اعمال کے بارے میں رقیب پر یقین رکھتا ھے، بغیر اس کے قانون اور حکومت کا اس کو کوئی خوف ھو۔

لہٰذا معلوم ھوا کہ قیامت کا اعتقاد انسان کی انفرادی اورمعاشرتی زندگی پر موثرھے، کیونکہ قیامت پر ایمان رکھنے والا شخص قرآن کریم اور سنت نبوی (ص) سے تمسک رکھتا ھے ،جیسا کہ قرآن اور سنت نبوی میں زندگی بسر کرنے کا طریقہ بتایا گیا اسی لئے وہ ہر صاحب حق کے حق کوادا کرتا ھے، ہر کام کرتے وقت اس کو ذمہ داری اور فرض کا احساس ھوتا ھے، اور دوسروں کے حقوق پر زیادتی کو ظلم سمجھتا ھے، لہٰذا ان پر ظلم و ستم روا کرنے سے پرھیز کرتا ھے، جیسا کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی ھے:

"بئس الزاد الی المعاد العدوان علی العباد"۔[23]

"روز قیامت کے لئے بدترین زاد سفر بندگان خدا پر ظلم ھے"۔

نیز آپ کا ارشاد ھے:

"لا یومن بالمعاد من لایتحرّج عن ظلم العباد"۔[24]

"جو شخص روز قیامت پر ایمان نھیں رکھتا وہ بندگان خدا پر ظلم سے باز نھیں آتا"۔

ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ھیں:

"والله لان ابيت على حسک السعدان مسهد ا ،او اجر فی الاغلال مصفد ا ،احب الی من ان القی الله و رسوله یوم القیامة ظالما لبعض العباد،و غاصبا لشیء من الحطام، وکیف اظلم احداً لنفسٍ یسرع الی البلی قفولها ،و یطول فی الثری حلولها؟!"۔[25]

" خدا گواہ ھے کہ میرے سعدان کی خاردار جھاڑی پر جاگ کر رات گزار لینا یا زنجیروں میں قید ھوکر کھینچا جانا اس امر سے زیادہ عزیز ھے کہ میں روز قیامت پروردگار سے اس عالم میں ملاقات کرونکہ کسی بندہ پر ظلم کیا ھویا دنیا کے کسی معمولی مال کو غصب کیا ھو، بھلا میں کسی شخص پر اس نفس کے لئے کس طرح ظلم کرونگا جو بہت جلد فنا کی طرف پلٹنے والا ھے اور زمین کے اندر بہت دنوں رہنے والا ھے۔۔۔"۔

قارئین کرام! اسلام نے آخرت کے لئے بہترین زاد راہ "تقویٰ" کو قرار دینے پر زور دیا ھے، تاکہ انسان اسی تقویٰ کے ذریعہ خیانت اور دوسری برائیوں سے دور رھے، اور انفرادی و معاشرتی اصلاح کے لئے قدم بڑھائے۔

حضرات ائمہ طاہرین علیھم السلام نے مسلمانوں کو اسی راستہ کی ہدایت کی ھے، جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ھیں:

"""کان امیر المومنین علیه السلام بالکوفه ،اذا صلی بالناس العشاء الاخرة ینادی بالناس ثلاث مرات، حتی یسمع اهل المسجد :ایها الناس ،تجهزوا یرحمکم الله ،فقد نودی فیکم بالرحیل ،فما التعرج علی الدنیا بعد النداء فیها بالرحیل ؟!تجهزوا رحمکم الله ،و انتقلوا بافضل ما بحضر تکم من الزاد ،وهو التقوی"۔[26]

"حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کوفہ میں تشریف فرما تھے، نماز عشاء پڑھنے کے بعد لوگوں کو تین مرتبہ یہ پیغام دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ تمام اہل مسجد اس کو سنتے تھے، اے لوگو! اپنے کو آمادہ کرلو، خدا تم لوگوں پر رحم کرے، تمھیں سفر پر جانا ھے، لہٰذا جب تمھیں (آخرت کے) سفر پر جانا ھے تو پھر دنیا داری کیسی، آمادہ ھوجاؤ، خدا تم پر رحم کرے، اور تم لوگ وہاں کے لئے بہترین زادہ راہ اختیار کرو اور وہ تقویٰ (الٰھی) ھے۔۔۔"۔

یھی قیامت کا اعتقاد حقوق الناس کی ادائیگی میں مدد کرتا ھے اور انسان اصول و فرض کی بنا پر اپنی زندگی گزارتا ھے، جس میں انصاف، صداقت اور امانت سے کام لیتا ھے، جیسا کہ خدا وندعالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ھے:

(وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوهُمْ أَوْوَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُوْنَ أَلَايَظُنُّ أُوْلَئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ) [27]

"ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی خرابی ھے،جو اوروں سے ناپ کرلیں تو پورا پورا لیں، اور جب ان کو ناپ یا تول کردیں تو کم دیں کیا یہ لوگ اتنا بھی خیال نھیں کرتے کہ ایک بڑے (سخت)دن (قیامت)میں اٹھائے جائیں گے"۔

اسلام نے اس بات پر بہت زور دیا ھے کہ جب انسان اس دنیا سے چلا جاتا ھے، تو اس کو کوئی چیز فائدہ نھیں پہنچا سکتی مگر یہ کہ نیک اولاد اور سنت حسنہ جس پر اس کی موت کے بعد عمل ھوتا ھے اور انسان کے عمل صالح اور دوسروں کے ساتھ نیکی اور احسان۔

حضرت صادق علیہ السلام کا ارشاد ھے:

"لیس یتبع المومن بعد موته من الاجرالا ثلاث خصال :صدقة اجراها فی حیاته فهی تجری بعد موته، و سنة هو سنها فهی یعمل بها بعد موته ،او ولد صالح یدعوله"۔[28]

"مومن کے مرنے کے بعد تین چیزوں کے علاوہ اور کوئی چیز کام نھیں آئے گی : وہ صدقہ جاریہ جو اس نے اپنی زندگی میں کیا ھو ، تو وہ اس کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ھے، اور وہ سنت حسنہ جس کی بنیاد اس نے اپنی زندگی میں رکھی ھو اور اس پر عمل کیا جارھاھو، یا نیک اولاد جو اس کے لئے کار خیر انجام دیتی ھےں۔

اس حدیث پر غور و فکر کرنے سے یہ معلوم ھوتا ھے کہ انسان کو اپنی اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا چاہئے، اور ایسے کارنامے انجام دینا چاہئے جن ثواب سے موت کے بعد بھی فیضیاب ھوتا رھے۔

اس بنا پر روز قیامت اور روز حساب پر ایمان رکھنے سے انسان ایسے اعتقادات پر یقین حاصل کرلیتا ھے جو نتیجہ کے لحاظ سے با اھمیت اور واضح نتائج کے حامل ھوں ،تاکہ انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو صحیح طورپر منظم کرسکے اور اپنے کردار کو انسانی اغراض و مقاصد کے لحاظ سے مرتب کرے ، یعنی ہر طرح کے ظلم و ستم، قتل و غارت گری اور فساد و برائی سے دور رھے جیسا کہ آج کی دنیا میں ہر طرف ظلم و ستم اور قتل و غارت گری کا دور دورہ ھے۔

(یھی وہ جگہ ھے کہ جہاں پر بے دین اور روز قیامت پر ایمان نہ رکھنے والے افراد مجبور ھوکر اس بات کا وضاحت کے ساتھ اعلان کرتے ھوئے نظر آتے ھیں کہ انسان کی زندگی کو ظلم و ستم سے بچانے اور حق و عدل اور انصاف سے زندگی گزارنے کے لئے قیامت کے عقیدہ کے علاوہ اور کوئی چیز نھیں ھوسکتی، جیسا کہ "کانٹ" اور "فولٹر" وغیرہ نے اس کا اعتراف کیا ھے)۔[29]

۲۔ انسانی زندگی پر قیامت کا اثر

بے شک اللہ اور روز قیامت پر اعتقاد رکھنے کی وجہ سے انسان اپنے آپ کوتیار اور محفوظ رکھتا ھے، کیونکہ یہ عقیدہ انسانی نفس میں ایک ایسی طاقت بخشتا ھے جو خواہشات نفسانی کا مقابلہ کرتی ھے، اور اس دنیا میں دھوکہ دینے والی چیزوں سے محفوظ رہتا ھے اور عقیدہ معاد انسان کے لئے ایسی سپر ھے جس کی وجہ سے انسان خواہشات نفسانی ،دنیاپرستی اور ھوا وھوس سے مصون رہتا ھے کیونکہ اکثر وہ لوگ جو معادپر ایمان نھیں رکھتے بلکہ ان کا اعتقاد ھے کہ جب انسان مرجائے گا تو اس کا جسم ریزہ ریزہ ھوکر نابود

هوجائے گا اور اس کی حیات بعد از مرگ تمام هوجائے گی ان لوگوں کے پاس کوئی ایسی چیز نهیں هے جو دنیا میں اس کو سرکشی اور هوا و هوس سے روکے رکھے اور ان کو باطل پرستی و فعل قبیح کے اتیان سے باز رکھے۔

لیکن روز آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص اس دنیاوی چند روزہ زندگی کو ایک مدرسہ اور معرفت و فضیلت اور کمال تک پهنچنے کا وسیلہ اور آخرت میں آرام سے زندگی گزارنے اور سرمدی اور همیشگی زندگی کا ذریعہ سمجھتا هے، کیونکہ انسان اس دنیا میں رہ کر اپنے کو گناهوں او رلغزشوں سے محفوظ رکھتا هے، فضیلت و عدالت کو اپناتا هے اور شرع و عقل کی مخالف چیزوں کا مقابلہ کرتا هے تاکہ انسان کمال کی بلندی کو طے کرتا هوا روحی اطمینان تک پهنچ جائے، جیسا کہ ارشاد رب العزت هوتا هے:

(يَااَيَّتُهَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةَ ارْجِعِيَ اِلَىٰ رَبِّکِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي) [30]

"اے اطمینان پانے والی جان اپنے پرور دگار کی طرف چل تو اس سے خوش وہ تجھ سے راضی تو میرے (خاص)بندوں میں شامل هوجا ، اور میرے بهشت میں داخل هوجا"۔

اور انسان اس قیامت پر ایمان رکھے بغیر (جو برائی اور بھلائی کا روز جزا و سزا هے)ان تمام اقدار اور بلندیوں کو نهیں چھوسکتا اور اسی عقیدہ معاد کی وجہ سے انسان کے نفس میں ایسی طاقت پیدا هوجاتی هے کہ جس سے انسان نیکیوں اور اچھائیوں کا دوستدار بن جاتا هے اور گناهوں سے دور هوتا چلاجاتا هے، کیونکہ برائیوں کے ارتکاب سے انسان کے اندر شرمندگی، حسرت اور روز قیامت کی ذمہ داری کا احساس بڑھتا جاتا هے۔

اور پھر روز قیامت کا اعتقاد انسان کو برائیوں سے هی نهیں روکتا بلکہ نفس کو مطمئن بھی کردیتا هے اور خطرات کے موقع پر انسان میں چین و سکون پیدا کردیتا هے، اسی کے ذریعہ امانت کی خاموش نہ هونے والی شمع روشن هوجاتی هےں، انسان کی آرزوئیں صرف حق و کمال کی تلاش میں رہتی هیں اس وقت انسان بافضیلت هوجاتاهے، اور فضیلت کے اس مقام تک پهنچنے کی وجہ سے اس کا عذاب خدا سے ڈرنا یا امید ثواب نهیں هے ،بلکہ اس معاد کے عقیدہ کی وجہ سے انسان رذیلت کی لذت سے فضیلت کی لذت محسوس کرنے لگتا هے، اور وہ کسی ڈر یا لالچ میں اللہ کی عبادت نهیں کرتا بلکہ وہ خداکو عبادت کا مستحق سمجھتا هے، جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے هیں:

"الهی ما عبد تک خوفاً من عقابک ولا طمعا فی ثوابک ،ولکن وجدتک اهلا للعبادة فعبدتک"۔(۱) [31]

"پالنے والے! میں تیری عبادت تیرے عذاب کے خوف سے کرتا هوں نہ تیرے ثواب کے لالچ سے، بلکہ تجھے عبادت کا اہل پاتا هوں تو تیری عبادت کرتا هوں"۔

یهی عبادت آزادافراد اور مخلص مومنین کی هے۔

لیکن قیامت پرایمان نہ رکھنے والے اور خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا عقیدہ نہ رکھنے والے لوگ اسی دنیاوی زندگی پر خوشحال، اور مطمئن ہیں اور اسی پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں، جس سے ان کی رغبتوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، اور ہوائے نفس ان پراور ان کی ذات پر غلبہ کرلیتی ہے جس سے ان کے نفوس تباہ و برباد ہوجاتے ہیں، اس وقت یہ لوگ خود کو دنیاوی برائیوں کے دلدل میں پھنسا ہوا دیکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ سعادت اور اپنی زندگی کا عیش و آرام اور مرنے سے پہلے بہت سی آرزوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں، ان کے عقیدہ کے مطابق عالم موتفنا ہوجانا ہے۔

اسی وجہ سے آپ حضرات ان کو مضطرب اور پریشان دیکھتے ہیں، وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں مرنے سے پہلے ہی ان کا رزق ختم نہ ہوجائے،مرنے سے پہلے آسائش و سکون کے اسباب نہ حاصل کرپائیں، وہ زندگی میں تھوڑی سی تکلیف سے پریشان ہوجاتے ہیں، اور ظاہری مال و دولت اورچین و سکون کے وسائل حاصل نہ کرنے پر اپنے نفس کی ملامت کرتے ہیں ان کی نظر میں یہ دنیا تاریک بن جاتی ہے یعنی اس کا مقصد معلوم نہیں ہوپاتا، اسی وجہ سے کبھی کبھی اس غم سے نجات حاصل کرنے کے لئے خودکشی کرلیتے ہیں، یہ لوگ درحقیقت اندھے ہیں، جو کچھ بھی نہیں دیکھ پاتے ہیں، دنیا نے ان کو حق و حقیقت اور خیر و کمال کو دیکھنے سے اندھا کردیا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انما الدنیا منتھیٰ بصر الاعمی ،لا یبصرمما و راء ھا شیئا، والبصیر ینفذھا بصرہ ،ویعلم ان الدار وراء ھا فالبصیر منھا شاخص، والاعمی الیھا شاخص ،والبصیر منھا متزود والاعمی لھا متزوّد"۔[32]

"یہ دنیا اندھے کی بصارت کی آخری منزل ہے جو اس کے ماوراء کچھ نہیں دیکھتا ہے جبکہ صاحب بصیرت کی نگاہ اُس پار نکل جاتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ منزل اس کے ماوراء ہے، صاحب بصیرت اس سے کوچ کرنے والا ہے اور اندھا اس کی طرف کوچ کرنے والا ہے، بصیر اس سے زاد راہ فراہم کرنے والا ہے اور اندھا اس کے لئے زاد راہ اکٹھا کرنے والا ہے"۔

لیکن اس کے برعکس ایک مرد مومن کا عقیدہ یہ ہوتا ہے او راس کا نفس اس بات پر مطمئن ہوتا ہے کہ سعادت و خوشبختی اس دنیا اور اس کے محدود مال و متاع میں خلاصہ نہیں ہوتی کیونکہ اس کے عقیدہ کے مطابق جو چیز خدا کے پاس ہے وہ خیر کثیر اور باقی رہنے والی سعادت ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

(وَمَا أُوتِیتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیَاةِ الدُّنْیَا وَزِینَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللهِ خَیْرٌ وَأَبْقَی) [33]

"اور تم لوگوں کو جو کچھ عطا ہوا ہے تو وہ دنیا کی (ذراسی)زندگی کا فائدہ اور اسی کی آرائش ہے اور جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ اس سے کہیں بہتر اور پائیدار ہے"۔

لہٰذا وہ دنیاوی مشکلات و مصائب کے سامنے مضطرب اور پریشان نھیں ھوتا، حوادث کے سامنے سر نھیں جھکاتا، اضطراب و پریشانی کے موقع پر چیخ و پکار نھیں کرتا، بلکہ اپنے نفس کو صبر کی تلقین کرتا ھے، موت کا تذکرہ کرتا ھے، خداوندعالم کی بارگاہ میں حاضر ھونے کی جاودانہ سعادت کی امید رکھتا ھے، جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشادگرامی ھے:

"اکثروا ذکر الموت ویوم خروجکم من القبور ،وقیامکم بین یدی اللہ تعالی ،تھون علیکم المصائب"۔[34]

" اکثر اوقات موت کا ذکر اور قبر سے نکلنے کا تصور کیا کرواور خداوندعالم کے سامنے حاضری کا تصور کیا کرو تو تم پر مصائب آسان ھوجائیں گے"۔

پس معلوم ھوا کہ قیامت کا عقیدہ انسان کو سعادت اور خوشبختی کی طرف لے جاتا ھے اور انسان کو کمال و فضیلت کا مالک بنادیتا ھے، کیونکہ حقیقی کامیابی وھی آخرت کی کامیابی ھے جو انسانی کمال اور فضائل کسب کرنے کی بنا پر حاصل ھوتی ھے کہ انسان اپنے کو حد اعتدال میں رکھے اور غضب و شھوت میں افراط و تفریط کا شکار نہ ھو ، اور ان راستوں کا انتخاب کرے جن کے ذریعہ وہ بہترین کمال تک پہنچ جائے اور اپنے کو مختلف برائیوں سے دور رکھے کیونکہ برائیوں میں انسان کی ذلت اور خواری کے علاوہ کچھ نھیں ھے، تاکہ آخرت میں ذلت اور عذاب کا مستحق قرار نہ پائے، لہٰذا ان تمام چیزوں کے پیش نظر انسان کے لئے یہ دنیا اُخروی کمال تک پہنچنے کا راستہ بن جاتی ھے۔

آج جب کہ انسان مختلف چیزوں میں ترقی کرتا ھوا نظر آتا ھے، اور مختلف طاقتوں پر قبضہ کئے ھوئے ھے لیکن خود اس کے نفس کی لگام ڈھیلی ھے اور اس کو کمال مطلوب کی طرف پہنچنے میں مانع ھے اس کے بعد انسان ان انحرافات ،پریشانیوں اور مشکلات کو دور کرنے سے عاجز رہ جاتا ھے، جیسا کہ آج کل کی ترقی یافتہ دنیا کے اکثر ممالک میں ھورھا ھے۔

اسی وجہ سے روحانی پریشانی اور اضطرابات کو دور کرنے کے تمام راہ حل بے کار رہ جاتے ھیں اور انسان شش و پنج کی زندگی میں مبتلا ھوجاتا ھے۔

لہٰذا یہاں پر صرف ایک عقیدہ معاد ھی راستہ باقی رہ جاتا ھے ، جس کے ذریعہ انسان اپنے نفس کو پاکیزہ بناسکتا ھے اور انحرافات اور برائیوں کے آڑے آسکتا ھے، اوریہ ایسی مضبوط زرہ ھے جو ھوائے نفس اور خواہشات نفسانی سے محفوظ رکھتی ھے تاکہ انسان اپنی منزل مقصود کو حاصل کرلے، اوراسی بنیادی رکن پر نفس اور فاضل معاشرہ کی بنیاد رکھی ھوئی ھے۔

---

(1) سورہ اعراف آیت ۲۹۔

(2) فعل کی دو قسمیں ھوتی ھیں ایک لازم (جس کا اثر دوسرے تک نہ پہنچے، جیسے میں گیا،) دوسرے متعدی (جس کا اثر دوسرے تک پہنچے جیسے میں نے زید کو مارا)، مترجم۔

(3) سورہ نوح آیت۱۸۔

(4) نہج البلاغہ / صبحی الصالح: ۲۳۱ خطبہ نمبر ۱۶۲ ۔دار الھجرۃ ۔ قم۔

(5) سورہ قصص آیت ۸۵۔

(6) سورہ روم آیت ۲۷۔ ، لغوی معنی کے سلسلہ میں رجوع کریں: لسان العرب ۳ ابن منظور ۔ عود۔۳/ ۳۱۵۔ادب الحوزہ ۔ قم ، مفردات القرآن / الراغب ۔ عود ۔: ۳۵۱۔المکتبہ المرتضویہ ۔طہران، المصباح المنیر/ الفیومی ۔عاد ۔:۲۔ ۱۰۱ مصر، معجم مقاییس اللغہ / ابن فارس ۔عود۔ ۱۸۱ :۴۔دار الفکر ۔ بیروت ۔

(7) النافع یوم الحشر فی شرح الباب الحادی عشر فاضل مقداد: ۸۶ انتشارات زاہدی۔

(8) شرح المقاصد / التفتازانی ۵:۸۲۔الشریف الرضی ۔ قم۔

(9) المبداء و المعاد / صدرا الدین الشیرازی: ۳۷۴۔۳۷۵، حق الیقین / عبد اللہ شبر ۲:۳۶۔۳۷ مطبعہ العرفان ۔صیدا۔

(10) سورہ سبا آیت ۳۔

(11) سورہ نساء آیت ۶۰۔

(12) سورہ اسراء آیت ۵۳۔

(13) جیسا کہ مولائے کائنات دعاء کمیل میں فرماتے ھیں، "ولا یمکن الفرار من حکومتک"۔ (تیری حکومت سے فرار کرنا ممکن نھیں ھے) (مترجم)

(14) جامع الاخبار / سبزواری: ص ۱۰۰۱ / ۳۵۹۔ موسسہ آل البیت علیہ السلام قم، بحار الانوار / علامہ مجلسی ج۷۸ص ۷ / ۱۲۶، از امام حسین علیہ السلام ۔

(15) کنزل العمال / متقی ہندی ۴۲۷۶۱ /۱۵:۶۹۰ ۔موسسہ الرسالہ ۔ بیروت۔

(16) سورہ انعام آیت ۱۶۴ ۔

(17) سورہ مدثر آیت ۳۸۔

(18) سورہ مومنون آیت ۱۰۱ تا ۱۰۳ ۔

(19) سورہ آل عمران آیت ۱۰ ۔ و سورہ مجادلہ آیت ۱۷ ۔

(20) سورہ آل عمران آیت ۱۱۶ و ، سورہ مجادلہ آیت ۱۷ ۔

(21) سورہ لیل آیت ۱۱ ۔

(22) تفسیر رازی ۲۲:۱۳۵۔دار احیاء التراث العربی ۔ بیروت۔

(23) نہج البلاغہ / صبحی الصالح: ۵۰۷۔الحکمہ ۲۲۱ ۔

(24) غرر الحکم / الآمدی ۲:

(25) نہج البلاغہ / صبحی الصالح:۳۴۶۔خطبہ نمبر۲۲۴۔

(26) امالی مفید:۱۹۸/۳۲ موتمر شیخ مفید۔قم۔

(27) سورہ مطففین آیت ۱۔۵۔

(28) التہذیب / شیخ طوسی ۳/۲۳۲:۹ ۔دارالکتب الاسلامیہ ۔تہران۔

(29) الادلۃ الجلیہ فی شرح الفصول النصیریۃ/عبد اللہ نعمۃ:۱۹۳۔دارالفکر اللبنانی۔

(30) سورہ فجر آیت۲۷۔۳۰۔

(31) بحارالانوار /علامہ مجلسی،ج ۴۱،ص۱۴/۴ ۔

(32) نہج البلاغہ / صبحی الصالح :۱۹۱۔خطبہ نمبر۔(۱۳۳)

(33) سورہ قصص آیت۶۰۔

(34) الخصال، شیخ صدوق:۶۱۶۔حدیث الاربعمائۃ۔

دوسری فصل

ضرورت قیامت پر محکم دلائل و برہان

اول: قرآنی دلائل

بے شک روز قیامت پر ایمان رکھنے کی بنیاد اس وحی الٰھی کے ثبوت پر قائم ھے جو ذات اقدس سے صادر ھوتی ھے، اور عقیدہ قیامت پر قرآن مجید میں بہت سی آیات بیان ھوئی ھیں، اور قرآن مجید کا کوئی سورہ بھی ایسا نہ ھوگا جس میں قیامت اور عالم آخرت کے بارے میں گفتگو نہ کی گئی ھو، یہاں تک کہ بعض علماء نے یہ بھی بیان کیا ھے کہ قرآن مجید میں تقریباً ایک ہزار آیات یںٔوضاحت کے ساتھ یا ارشارہ و کنایہ میں قیامت کے بارے میں بیان ھوا ھے۔

اسی طرح روز قیامت اور اس سے متعلق امور کے بارے میں مختلف صورتوں میں تفصیل بیان ھوئی ھے، جن کے ذریعہ سے مختلف دلائل اور براھین کے ذریعہ قیامت کے وجود کو حتمی اور ضروری عنوان سے بیان کیا گیا ھے، اس عقیدہ کو تمام ھی آسمانی ادیان کے مسلم اصول میں شمار کیا جاتا ھے، اور انکار کرنے والوں کے شبہات ردّ کئے گئے ھیں، اور روز قیامت، حشر و نشر، حساب و صراط اور جنت میں مومنین کے حالات اور ان کے لئے آمادہ نعمات نیز گناہگاروں کے لئے جہنم اور ان کے لئے تیار ھمیشگی عذاب کے بارے میں تفصیل بیان ھوئی ھے۔

قارئین کرام! ھم یہاں پر قیامت سے متعلق قرآن مجید کی اھم مضامین پر مشتمل ان آیات کو بیان کرتے ھیں:

۱۔ روز قیامت کو اعتقادی بنیادوں میں شمار کیا گیا ھے اور اس بات پر زور دیا گیا ھے کہ روز قیامت کا اعتقاد واجب اعتقاد کے اصول میں سے ھے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ھے:

(لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ) (1)

"نیکی کچھ یھی تھوڑی ھے کہ (نمازیں) اپنے منہ اورپورب یا پچھم کی طرف کرلوبلکہ نیکی تو اس کی ھے جو خدا اور روز آخرت اور فرشتوںاور (خدا کی) کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائے"۔

اسی طرح ارشاد ھوتا ھے:

(مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِوَعَمِلَ صَالِحًا فَلاَخَوْفٌ عَلَيْهِمْ) (2)

"جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لائے گا اور اچھے (اچھے) کام کرے گا ان پر البتہ نہ تو کوئی خوف ھو گا"۔

۲۔درج ذیل آیات میں روز قیامت کے وجود پر تاکید کی گئی ھے اور اس کو ایک حتمی اور غیر قابل شک امر بتایا گیا ھے، ارشاد ھوتا ھے:

(رَبَّنَا إِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لاَرَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللهَ لاَيُخْلِفُ الْمِيعَادَ) [3]

"اے همارے پرور دگار بیشک تو ایک نہ ایک دن جس کے آنے میں کوئی شبہ نھیں لوگوں کو اکٹھا کرے گا (تو هم پر نظر عنایت رھے)بیشک خدا اپنے وعدے کے خلاف نھیں کرتا "۔

(اللهُ لاَإِلَهَ إِلاَّ هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لاَرَيْبَ فِيهِ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنْ اللهِ حَدِيثًا) [4]

"الله تو وهی پروردگارهے جس کے سوا کوئی قابل پرستش نھیں وہ تم کو قیامت کے دن جس میں ذرا بھی شک نھیں ضرور اکٹھاکرے گا خدا سے بڑھ کر بات میں سچا کون هوگا"۔

(وَأَقْسَمُوا بِاللهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لاَيَبْعَثُ اللهُ مَنْ يَمُوتُ بَلَى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَيَعْلَمُونَ) ۔[5]

"اور یہ کفار خدا کی جتنی قسمیں ان کے امکان میں تھیں کھا کرکہتے ھیں کہ جو شخص مرجاتا ھے پھر خدا اس کو دوبارہ زندہ نھیں کرے گا(اے رسول تم کہدو کہ)ہاں(ضرور ایسا کرے گا)اس پر اپنے وعدہ (کی وفا)لازمی و ضروری ھے مگربُہتر ے آدمی نھیں جانتے ھیں"۔

(وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوالاَتَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَى وَرَبِّى لَتَأْتِيَنَّكُمْ) ۔۔[6]

"اور کفار کہنے لگے کہ هم پر تو قیامت آئے هی گی نھیں (اے رسول)تم کہدو ہاں(ہاں) مجھ کو اپنے اس عالم الغیب پرور دگار کی قسم ھے"۔

۳۔ هم ذیل میں وہ آیات پیش کرتے ھیں جن میں ظاہری طور پر قیامت کے تصور کو ثابت کیا گیا ھے اور کبھی بھی ان آیات کی تاویل و توجیہ نھیں کی جاسکتی ، جن میں گزشتہ امتوں کے بعض افراد یا گروہ اور حیوانات کو اسی دنیا میں موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا گیا ھے، جب کہ وہ مرچکے تھے ، ان کی موت ثابت هوچکی تھی، اور اس موت کے بعد خدا نے ان کو دوبارہ زندہ کیااور پھر دوبارہ خدا نے ان کو موت دی ھے، یہ کام مختلف زمانوں میں انجام پایا ھےتاکہ اس کے بعد دنیا والے تعجب نہ کرےں، اور انھیںخداوندعالم کی قدرت کا اندازہ هوجائے، هم یہاں پر ان میں سے بعض آیات کو مثال کے طور پر بیان کرتے ھیں۔ [7]

الف۔ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو دوبارہ زندگی ملی، جیسا کہ ارشاد خداوندعالم هوتا ھے:

(أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمْ اللهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَيَشْكُرُونَ) [8]

"تاکہ تم سمجھو (اے رسول)کیا تم نے ان لوگوں (کے حال)پر نظر نھیں کی جو موت کے ڈر کے مارے اپنے گھروں سے نکل بھاگے اور وہ ہزاروں آدمی تھے تو خدا نے ان سے فرمایا کہ سب کے سب مرجاو (اور وہ مرگئے)پھر خدا نے انھیں زندہ کیا ۔بیشک خدا لوگوں پر بڑا مہربان ھے مگر اکثر لوگ اس کا شکریہ ادا نھیں کرتے"۔

ب۔ بنی اسرائیل کے ایک نبی کو دوبارہ زندہ کیا گیا، جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے:

(أَوْكَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) (9)

"(اے رسول تم نے) مثلاً اس (بندے کے حال) پر نظر بھی کی جو ایک گاوں پر (سے ھو کر) گذرا اور وہ ایسا اجڑا تھا کہ اپنے چھتوں پر ڈھے کے گر پڑا تھا، یہ دیکھ کر وہ بندہ کہنے لگا، اللہ اب اس گاوں کو (ایسی) ویرانی کے بعد کیونکر آباد کرے گا اس پر خدا نے اس کو (مار ڈالا) سو برس تک مردہ رکھا پھر اس کو جلا اٹھایا (تب) پوچھا تم کتنی دیر پڑے رہے عرض کی ایک دن پڑا رھا یا ایک دن سے بھی کم، فرمایا نھیں تم (اسی حالت میں) سو برس پڑے رھے، اب ذرا اپنے کھانے پینے (کی چیزوں) کو دیکھ کہ اُبسی تک نھیں اور ذرا اپنے گدھے (سواری) کو تو دیکھو (کہ اس کی ہڈیاں ڈھیر پڑی ھیں اور یہ سب اس واسطے کیا ھے تاکہ لوگوں کے لئے تمھیں قدرت کا نمونہ بنائیں اور (اچھا اب اس گدھے کی ہڈیوں کی طرف نظر کرو کہ ھم کیونکر جوڑ جاڑ کر ڈھانچہ بناتے ھیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ھیں پس جب ان پر یہ ظاہر ھوا تو بیساختہ بول اٹھے کہ (اب) میں بہ یقین کامل جانتا ھوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ھے"۔

ج۔ قوم موسیٰ کے ستّر لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا، ارشاد ھوتا ھے:

(وَإِذْ قُلْتُمْ يَامُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمْ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنظُرُونَ # ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ) (10)

"اور وہ وقت بھی یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کھا تھا کہ اے موسیٰ ھم تم پر اس وقت تک ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک تم خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں اس پر تمھیں بجلی نے لے ڈالا اور تم تکتے ھی رہ گئے ۔پھر تمھیں تمہارے مرنے کے بعد ھم نے جلا اٹھایا تاکہ تم شکر کرو"۔

د۔ بنی اسرائیل کے ایک مقتول شخص کا زندہ ھونا، ارشاد ھوتا ھے:

(وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللهُ مُخْرِجٌ مَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ) (11)

"اور جب تم نے ایک شخص کو مار ڈالا اور تم میں اس کی بابت پھوٹ پڑ گئی ۔کہ ایک دوسرے کو قاتل بتانے لگا اور جو تم چھپاتے تھے خدا کو اس کا ظاہر کرنا منظور تھا۔ پس ھم نے کھا کہ اس گائے کا کوئی ٹکڑا لے کر اس (کی لاش) پر مارو یوں خدا مردے کو زندہ کرتا ھے اور تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھادیتا ھے تاکہ تم سمجھو"۔

ھ۔ جناب ابراھیم علیہ السلام کے لئے باذن اللہ پرندوں کا زندہ ھونا، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:

(وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِى كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِى قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنْ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءً ا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَکَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ) [12]

"اور(اے رسول)وہ واقعہ بھی یاد کرو)جب ابراھیم نے (خدا سے)درخواست کی اے میرے پروردگار تومجھے بھی دکھا دے کہ تو مردہ کو کیونکر زندہ کرتا ھے خدا نے فرمایا کیا تمھیں (اس کا) یقین نھیں ، ابراھیم نے عرض کی (کیوں نھیں) مگر آنکھ سے دیکھنا اس لئے چاہتا ھوں کہ میرے دل کو اطمینان ھوجائے فرمایا (اچھا اگر یہ چاہتے ھو) تو چار پرندے لو اور ان کو(اپنے پاس منگا لو اور)ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو پھر ہرپہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو اس کے بعد ان کو بلاو(پھر دیکھوتو کیونکر)وہ سب کے سب تمہارے پا س کس طرح آتے ھیں اور سمجھو کہ خدا بیشک غالب و حکمت والا ھے"۔

۴۔ قرآن مجید میں اس بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ھے کہ انبیاء علیھم السلام کے مھم امور میں سے ایک کام روز قیامت اور روز حساب و کتاب سے ڈرانا تھا، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے :

(يَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِى وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا قَالُوا شَهِدْنَا عَلَى أَنفُسِنَا وَغَرَّتْهُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ) [13]

"پھر (ھم پوچھیں گے)کہ کیوں اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس تمھیں میں سے پیغمبر نھیں آئے جو تم سے ھماری آیتیں بیان کریں اور تمھیں اس روز (قیامت) کے پیش آنے سے ڈرائیں وہ سب عرض کریں گے (بیشک آئے تھے)ھم خود اپنے اوپر آپ (اپنے خلاف)گواھی دیتے ھیں (واقعی)ان کو دنیا کی (چند روزہ)زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا اور ان لوگوں نے اپنے خلاف آپ گواھی دی کہ بیشک یہ سب کے سب کافر تھے''۔

نیز ایک دوسری جگہ ارشاد ھوتا ھے:

(وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاءُ وهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا قَالُوا بَلَى وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ) [14]

"اور جو لوگ کافر تھے ان کے غول کے غول جہنم کی طرف ہنکائے جائیں گے یہاں تک کہ جب جہنم کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دئے جائیں گے اور اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم ھی لوگوں میںسے پیغمبر تمہارے پاس نھیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور تم کو اس روز (بد) کے پیش آنے سے ڈراتے وہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں (آئے تو تھے)مگر (ھم نے نہ مانا اور) عذاب کا حکم کافروں کے بارے میں پورا ھو کر رھا"۔

یہاں پر انذار اور خوف سے عام معنی مراد ھیں، کسی خاص قوم سے مخصوص نھیں ھیں۔

۵۔ قرآن کریم نے اس بات پرزور دیا ہے کہ اسلام سے قبل آسمانی شریعتوں میں معاد کا عقیدہ موجود تھا، جیسا کہ خداوندعالم جناب نوح کے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

(وَاللهُ أَنْبَتَكُمْ مِنْ الْأَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا) (15)

"اور خدا ھی نے تم کو زمین سے پیدا کیا پھر تم کو اسی میں دوبارہ لے جائے گا اور (قیامت میں اسی سے)نکال کھڑا کرے گا"۔

اسی طرح جناب موسیٰ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

(ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدىً وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ)

(16)

"پھر ھم نے جو نیکی کی اس پر اپنی نعمت پوری کرنے کے واسطے موسیٰ کو کتاب (توریت)عطا فرمائی اور اس میں ہر چیز کی تفصیل (بیان کردی) تھی اور لوگوں کے لئے (از سرتا پا)ہدایت و رحمت ہے تاکہ وہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے حاضر ھونے کا یقین کریں"۔

اسی طرح خداوندعالم جناب موسیٰ کی فرعون اور اس کی قوم کی حکایت کرتے ھوئے فرماتا ہے:

(وَقَالَ مُوْسَى إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لاَيُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ) (17)

"اور موسیٰ نے کھاکہ میں تو ہر متکبر سے جو حساب کے دن (قیامت)پر ایمان نھیں لاتا اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لے چکا ھوں"۔

نیز جناب عیسیٰ علیہ السلام کے لئے قیامت کے متعلق تذکرہ کرتے ھوئے ارشاد ھوتا ہے:

ا (ِإِذْ قَالَ اللهُ يَاعِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنْ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ) (18)

"جب عیسیٰ سے خدا نے فرمایا اے عیسیٰ میں ضرور تمہاری زندگی کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھا لوں گا اور کافروں (کی گندگی)سے تم کو پاک و پاکیزہ رکھوں گا اور جن لوگوں نے تمہاری پیروی کی ان کو قیامت تک کافروں پر غالب رکھوں گا ،پھر تم سب کو میری طرف لوٹ آنا ہے تب(اس دن)جن باتوں میں تم (دنیا)میں جھگڑے کرتے تھے (ان کا)تمہارے درمیان فیصلہ کردوں گا "۔

۶۔قرآن کریم نے بہت سی آیات میں اس بات کی تاکید کی ہے کہ خداوندعالم نے بندوں کے اعمال و افعال کو دقیق طور پر لکھنے کے لئے فرشتوں کو مامور کیا ہے، اور ایسے دفتر میں لکھتے ھیں جس میں وہ ان کے اعمال نہ ذرہ برابر اضافہ کرتے ھیں اور نہ کمی کرتے ھیں، جیسا کہ ارشاد قدرت ہے :

ا (ﭑنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ) [19]

"ھم ھی یقیناً مردوں کو زندہ کرتے ھیں اور جو کچھ وہ لوگ پہلے کر چکے ھیں (ان کو) اوران کی (اچھی یا بُری باقی ماندہ) نشانیوں کو لکھتے جاتے ھیں اور ھم نے ہر چیز کو ایک صریح و روشن پیشوا میں گھیر دیا ھے"۔

نیز ارشاد ھوتا ھے:

(أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لاَنَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلَى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ) [20]

"کیا وہ لوگ یہ سمجھتے ھیں کہ ھم ان کے بھیداور ان کی سرگوشیوں کو نھیں سنتے۔ ہاں (ضرور سنتے ھیں) اور ھمارے فرشتے ان کے پاس ھیں اور ان کی سب باتیں لکھتے جاتے ھیں"۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ھوتا ھے:

(وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنْ الْيَمِينِ وَعَنْ الشِّمَالِ قَعِيدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلاَّ لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيد) [21]

"اور بیشک ھم نے انسان کو پیدا کیا اور جو خیالات اس کے دل میں گذرتے ھیں ھم ان کو جانتے ھیں اور ھم تو اس کی شہرگ سے بھی زیادہ قریب ھیں جب (وہ کوئی کام کرتا ھے تو) وہ لکھنے والے (کراماکاتبین) جو (اس کے)داہنے بائیں بیٹھے ھیں لکھ لیتے ھیں کوئی بات اس کی زبان پر نھیں آتی مگر نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ھے"۔

درج ذیل قرآنی آیات اس بات کو واضح کرتی ھیں کہ روز قیامت انسان کا نامہ اعمال ان کے سامنے پیش کیا جائے گا، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:

(الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ هَذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ) [22]

"جو کچھ تم لوگ کرتے تھے آج تم کواس کا بدلہ دیا جائے گا یہ ھماری کتاب (جس میں اعمال لکھے ھیں) تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رھی ھے جو کچھ بھی تم کرتے تھے ھم لکھواتے جاتے تھے"۔

چنانچہ ان نامہ اعمال کو دیکھ کرکہ اس میں کس قدر امانت داری اور دقت سے کام لیا گیا ھے گناہگاروں میں خوف و دہشت طاری ھوجائے گا، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھے:

(وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَاوَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لاَيُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلاَكَبِيرَةً إِلاَّ أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلاَيَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا) [23]

"اور لوگوں کے اعمال کی کتاب (سامنے) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہے (دیکھ کر) سہمے ہوئے ہیں اور کہتے جاتے ہیں ہائے ہماری شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹے ہی گناہ کو بے قلمبند کئے چھوڑتی ہے نہ بڑے گناہ کو، اور جو کچھ ان لوگوں نے (دنیا میں) کیا تھا وہ سب (لکھا ہوا) موجود پائیں گے اور تیرا پروردگار کسی پر ظلم نہ کرے گا"۔

قارئین کرام! ان تمام آیات کے پیش نظر انسان مکمل طور سے قیامت کے عقیدہ پر یقین حاصل کرسکتا ہے وہ روز قیامت جہاں پر انسانی زندگی کا حساب و کتاب پیش کیا جائے گا، جہاں پر تمام چھوٹی بڑی سب چیزیں پیش ہوں گی۔

۷۔ قرآنی وہ بہت سی آیات جن میں قیامت کے منکرین کے بے جا اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے اور اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ ان کے انکار کے لئے ذرہ بھی گنجائش باقی نہیں ہے، کیونکہ وہ تو صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں اور ظن حق سے بے نیاز نہیں کرسکتا، ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

(وَقَالُوا مَا هِیَ إِلاَّ حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوتُ وَنَحْیَا وَمَا یُهْلِکُنَا إِلاَّ الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَلِکَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلاَّ یَظُنُّونَ)

[24]

"اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو بس دنیا ہی کی ہے یہیں مرتے ہیں اور یہیں جیتے ہیں اور ہم کو بس زمانہ ہی (جلاتا) مارتا ہے اور ان کو اس کی کچھ خبر تو ہے نہیں یہ لوگ تو بس اٹکل کی باتیں کرتے ہیں"۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

(وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ یَتَّبِعُونَ إِلاَّ الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لاَیُغْنِی مِنْ الْحَقِّ شَیْئًا) ۔[25]

"(حالانکہ) انھیں اس کی کچھ خبر نہیں ۔وہ لوگ تو بس گمان (خیال) کے پیچھے چل رہے ہیں حالانکہ گمان یقین کے مقابلہ میں کچھ بھی کام نہیں آیا کرتا"۔

اور جب منکرین قیامت کا انکار کرتے ہیں تو ان سے دلیل طلب کی جاتی ہے:

(قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَکُمْ إِنْ کُنتُمْ صَادِقِینَ) [26]

"اے (رسول) تم (ان مشرکین سے) کہدوکہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو''۔

کیونکہ ان کے اعتراضات اور شبہات بے جا اور بے ہودہ ہوتے ہیں[27] جن کا
جواب قرآن مجید نے کافی اور وافی طور پر دیا ہے، جن میں سے بعض کو عقلی دلائل کی بنیاد پر پیش کیا گیا ہے اور قیامت کی ضرورت اور وعدہ الٰہی کے پورا ہونے پر تاکید کی گئی ہے، جیسا کہ خداوندعالم نے ان کے اعتراض کو بیان کرتے ہوئے اس کا جواب بھی دیا ہے:

(وَضَرَبَ لَنَا مَثَلاً وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ # قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِی أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ) [28]

"اور همارى نسبت باتيں بنانے لگا اور اپنى خلقت (كى حالت) بهول گيا (اور) كہنے لگا كہ بهلا جب يہ ہڈياں (سڑ گل كر) خاک هو جائيں گى تو (پهر) كون (دوباره) زنده كر سكتا هے(اے رسول) تم كہدو كہ اس كو وهى زنده كرے گا جس نے ان كو(جب يہ كچھ نہ تهے)تو پہلى مرتبہ زنده كر دكهايا وه ہر طرح كى پيدائش سے واقف هے"۔

دوسری دلیل: کلام معصوم

احاديث نبوى (ص) اور كلام اہل بيت عليهم السلام ميں عالم آخرت ،روز قيامت حشر و نشر، حساب و كتاب اور جزا و سزا كا تذكره تفصيل سے بيان هوا هے، اور جس تفصيل سے قرآن مجيد ميں آيات موجود هيں بلكہ اس سے بهى زياده اور مزيد وضاحت كے ساتھ احاديث ميں ذكر هوا هے، هم يہاں پر بعض ان احاديث كا ذكر كرتے هيں جو قيامت كے وجود كو ثابت كرتى هيں اور اس كو حتمى اور ضرورى سمجهتى هيں۔

حضرت رسول اكرم (ص) ارشاد فرماتے هيں:

"يا بنى عبد المطلب!إن الرائد لايكذب أهله،والذى بعثنى بالحق لتموتنّ كما تنامون،ولتبعثنّ كما تستيقظون،ومابعد الموت دارٌ إلاّ جنّة أونار،خَلْقُ جميع الخلق و بعثهم على الله عزّوجلّ كخلق نفس واحدة و بعثها،قال الله تعالىٰ: (وما خلقكم ولا بعثكم الا كنفس واحدة) ۔(سوره لقمان آيت٢٨)[29]

"اے بنى عبد المطلب ! بيشک سرپرست اپنے اہل و عيال كے سامنے جهوٹ نهيں بولتا قسم اس خدا كى جس نے مجهے حق كے ساتھ مبعوث كيا تمهيں موت ويسے هى آئے گى جيسے تمهيں نيند آتى هے، اور تم كو اٹهايا جائے گا جيسے تم بيدار هوتے هو، اور موت كے بعد سوائے جنت يا جهنم كے كچھ نهيں هے، تمام مخلوق كو خداوندعالم كے سامنے ايک نفس كى طرح پيش هونا هے، جيسا كہ خداوندعالم ارشاد فرماتا هے: "تم سب كا پيدا كرنا اور پهر (مرنے كے بعد) جلا اٹهانا ايک شخص كے (پيدا) كرنے اور جلا اٹهانے كے برابر هے"۔

نيز رسول اكرم (ص) كا ارشاد گرامى هے:

"لا يومن عبد حتى يومن باربعة: يشهد ان لااله الا الله وحده لا شريک له،وانى رسول الله بعثنى بالحق ،وحتى يومن بالبعث بعد الموت،وحتىٰ يومن بالقدر۔"[30]

"کوئی بھی شخص اس وقت تک ایمان لانے والا نھیں بن سکتا جب تک چار چیزوں پر یقین نہ رکھے: گواھی دے کہ سوائے اللہ کے کوئی خدا نھیں ھے اور اس کا کوئی شریک نھیں ھے، اور میری نبوت کا اقرار کرے کہ مجھے حق کے ساتھ معبوث کیا گیا ھے، اور روز قیامت پر ایمان لائے، اور (قضاو) قدر پر یقین رکھے"۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ھیں:

"حتی اذا بلغ الکتاب اجلہ ،والامر مقادیرہ،والحق آخرالخلق باولہ،وجاء من امر اللہ مایرید ھ من تجدید خلقہ،ماد السماء وفطرھا، وارج الارض وارجفھا،وقلع جبالھاونسفھا،ودک بعضھابعضا من ھیبة جلالتہ،ومخوف سطوتہ ،واخرج من فیھا فجددھم بعد اخلاقھم ،و جمعھم بعد تفرقھم ،ثم میزھم لما یریدہ من مسالتھم عن خفایا الاعمال،وخبایا الافعال،و جعلھم فریقین :انعم علی ھولاء، وانتقم من ھولاء"۔[31]

"یہاں تک کہ جب قسمت کا لکھا اپنی آخری حدتک اور امر الٰھی اپنی مقررہ منزل تک پہنچ جائے گا، اور آخرین کو اولین سے ملادیا جائے گا، اور ایک نیا حکم الٰھی آجائے گا، کہ خلقت کی تجدید کی جائے تو یہ امر آسمانوں کو حرکت دے کر شگافتہ کردے گا، اور زمین کو ہلا کر کھوکھلا کردے گا، اورپہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ کر اڑادے گا اور ھیبت جلال الٰھی اور خوف سطوت پروردگار سے ایک دوسرے سے ٹکراجائیں گے، اور زمین سب کو باہر نکال دے گی اور انھیں دوبارہ بوسیدگی کے بعد تازہ حیات دیدی جائے گی، اور انتشار کے بعد جمع کردیا جائے گا، اور مخفی اعمال پوشیدہ افعال کے سوال کے لئے سب کو الگ الگ کردیا جائے گا، اور مخلوقات دو گروھوں میں تقسیم ھوجائے گی ایک گروہ مرکز نعمات ھوگا اور دوسرا محل انتقام"۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ حضرت علی علیہ السلام قیامت کی صفات بیان کرتے ھوئے بیان فرماتے ھیں:

"ذٰلک یوم یجمع اللہ فیہ الاولین وآلاخرین لنقاش الحساب وجزاء الاعمال، خضوعا، قیاماً قد الجمھم العرق ،و رجفت بھم الارض،فاحسنھم حالاً من وجد لقدمیہ موضعاً، و لنفسہ متسعاً"۔[32]

"(روز قیامت) وہ دن ھوگا جب پروردگار اوّلین و آخرین کو دقیق ترین حساب اور اعمال کی جزا کے لئے اس طرح جمع کرے گا کہ سب خضوع و خشوع کے عالم میں کھڑے ھوں گے، پسینہ ان کے دہن تک پھونچا ھوگا اور زمین لرز رھی ھوگی، بہترین حال اس کا ھوگا جو اپنے قدم جمانے کی جگہ حاصل کرلے گا اور جسے سانس لینے کا موقع مل جائے گا"۔

اسی طرح حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ھیں:

"العجب کل العجب لمن شک فی اللہ وھو یری الخلق ،والعجب کل العجب لمن انکر الموت وھو یری من یموت کل یوم و لیلة، والعجب کل العجب لمن انکر النشاة الاخرة وھو یری النشاة الاولیٰ، والعجب کل العجب لعامر دار الفناء و یترک دار البقاء"۔[33]

"واقعاً بہت زیادہ تعجب ھے اس شخص پر جو مخلوق کو تو دیکھ رھاھو لیکن خدا کے وجود کا انکار کرے، اور بہت زیادہ تعجب ھے اس شخص پرجو موت کا انکار کرے اور وہ آئے دن مرنے والوں کو دیکھ رھاھو، اور واقعاً تعجب ھے اس شخص پر جو روز قیامت کا انکار کرے جبکہ وہ خلقت اول کو دیکھ رھاھو، اور بہت زیادہ تعجب ھے اس شخص کے لئے جو اس فانی ھونے والی دنیا میں لگا ھوا ھے اور دار بقاء کو ترک کربیٹھا ھے"۔

تیسری دلیل: اجماع

روز قیامت ایک ایسا عقیدہ ھے جس پر تمام ھی اسلامی فرقوں کا اجماع اور اتفاق ھے، اور اس کے حتمی ھونے پر کسی کو کوئی اختلاف نھیں ھے، اور سبھی اسلامی فرقے قیامت کے عقیدہ کو ضروریات دین [34]میں شمار کرتے ھیں اور اس عقیدہ کے وجوب کے قائل ھیں، اور جو لوگ اس عقیدہ کا انکار کرتے ھیں وہ مسلمانوں کی فہرست سے خارج ھیں، [35]اور یھی وہ عقیدہ ھے جس کا ہر مسلمان نماز پنجگانہ میں اقرار کرتا ھے: (مالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) گویا یہ اس بات کا اعتراف ھے کہ موت کے بعد ایک دن زندہ کیا جائے گا ، اور اس عقیدہ کو سبھی مانتے ھیں۔

تمام ادیان اور شریعتیں اس بات پر متفق ھیں کہ مرنے کے بعد ایک حیات ھوگی اگرچہ موت کے بعد زندگی کی کیفیت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ھے، جیسا کہ ھم نے قیامت کے اصطلاحی معنی میں اقوال ذکر کئے ھیں، ھم یہاں پر ان اقوال کی نقد و تحقیق نھیں کرنا چاہتے اور نہ ھی یہاں پر یہ بیان کرنا چاہتے ھیں کہ کونسا قول صحیح ھے اور کون باطل،یہاں پر اھم بات اصل عقیدہ قیامت کو ثابت کرنا ھے کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا چاھے کسی بھی طرح ھو اور اس کو اس کے اعمال و کردار کی جزا دی جائے گی اگر اچھے اعمال انجام دئے ھیں تو اس کی جزا بھی اچھی دی جائے گی اور اگر برے اعمال کئے ھیں تو ان کی سزا بھی بُری ھی دی جائے گی، اور اس بات پر تمام ھی ادیان متفق ھیں، کیونکہ یہ بات عقلی طور پر ممکن ھے اور قرآنی و دیگر آسمانی کتابوں میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ھے۔

چوتھی دلیل: دلیل عقلی

بہت سے فلاسفہ اور متکلمین نے محض عقلی دلائل اور برہان کے ذریعہ قیامت کے ضروری ھونے کو ثابت کیا ھے، جیسا کہ خود قرآن مجید میں بھی بہت سے عقلی اور فطری دلائل کے ذریعہ قیامت اور حیات آخرت کا انکار کرنے والوں کے جواب میں ثابت کیا ھے، اور یہ بات واضح کی ھے کہ قیامت کا وجود ضروری اور حتمی ھے، ھم یہاں پر اپنے معزز قارئین کے لئے چند دلائل پیش کرتے ھیں:

۱۔ برہان مماثلۃ

مرحوم علامہ حلّی تحریر فرماتے ھیں: ھمارے عالم کا مماثل (ھم مثل) عالم بھی ممکن الوجود ھے کیونکہ مثلین (ایک طرح کی دوچیزوں) کا حکم ایک ھوتا ھے، لہٰذا جب یہ عالم ممکن الوجود ھے تو پھر دوسرا عالم بھی ممکن الوجود ھے۔[36]

جیسا کہ قرآن مجید میں دنیاوی اور آخرت کی زندگی کی مماثلت کی بعض مثالیں بیان کی گئی ھیں اور یہ شباہت دو طرح کی ھے:

۱۔ پہلی زندگی عدم سے وجود میں آئی اور دوسری زندگی بھی عدم کے بعد ھوگی۔

۲۔آخرت کی زندگی کی مثال اس زمین سے دی گئی ھے کہ جو پہلے مردہ ھو پھر زندہ ھوجائے اوریہاں ھماری عقل مثلین کے بارے میں ایک حکم لگاتی ھے۔

عقل حکم کرتی ھے کہ ایک جیسی چیزوں کا حکم بھی ایک ھی ھونا چاہئے، جس سے یہ بات واضح ھوجاتی ھے کہ جو ذات پہلی زندگی پر قادر ھے وہ دوسری زندگی پر بھی قادر ھے، کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے مشابہ ھیں،

شباہت کی پہلی قسم: ھم اس بات سے روز قیامت پر دلیل قائم کرنا چاہتے ھیں مبداء کی بنا پر، کیونکہ ان دونوں میں شباہت پائی جاتی ھے، جیسا کہ قرآن کریم نے بھی پہلی شباہت کے طریقہ پر معاد کے امکان کو ثابت کیا ھے، کیونکہ دنیا میں انسان کی پیدائش عدم سے ھوئی ھے، (جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا ھے) اس کے بعد قرآن میں بیان کیا گیا ھے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنْ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلاَيَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا) (الی قوله تعالیٰ) (ذَلِکَ بِأَنَّ اللهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَى وَأَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِير) [37]

”اگر تم کو (مرنے کے بعد)دوبارہ زندہ ھونے میں کسی طرح کا شک ھے تو اس میں شک نھیں کہ ھم نے تمھیں (شروع شروع) مٹی سے اس کے بعد نطفہ سے اس کے بعد جمے ھوئے خون سے پھر اس لوتھڑے سے جو پورا (سڈول)ھویا ادھورا ھو پیدا کیا تاکہ تم پر (اپنی قدرت)ظاہر کریں(پھر دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ھے)اور ھم عورتوں کے پیٹ میں جس (نطفہ)کو چاہتے ھیں ایک مدت معین تک ٹھہرا رکھتے ھیں پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ھیں پھر (تمھیں پالتے ھیں)تاکہ تم اپنی جوانی تک کو پہنچو اور تم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ھیں جو (قبل بڑھاپے کے)مرجاتے ھیں اور تم میںسے کچھ لوگ ایسے ھیں جو ناکارہ زندگی (بڑھاپے)تک پھیر لائے جاتے ھیں

تاکہ سمجھنے کے بعد سٹھیا کے کچھ بھی (خاک) نہ سمجھ سکے اور تو زمین کو مردہ (بیکار افتادہ) دیکھ رہا ھے پھر جب ھم اس پر پانی برسا دیتے ھیں تو لہلہانے اور ابھرنے لگتی ھے اور ہر طرح کی خوشنما چیزیں اُگائی ھیں "۔

پس انسان قابل ذکر نہ تھا خداوندعالم نے اس کو مٹی سے خلق فرمایا، اور وادی عدم سے ہستی وجود میں لایا، اس کو عقل و زبان عطا کیا اور اس کو احسن تقویم قرار دیا، لہٰذا اگر اس کو مرنے اور اس کے اعضاء کے مٹی میں ملنے کے بعددوبارہ زندہ کیا جائے تو اس میں کسی طرح کا کوئی شک و شبہ نھیں ھے، کیونکہ اس دنیا میں اس کی خلقت اور وجود (آخرت کے زندگی) سے مشابہ ھے، اور دو مشابہ چیزوں کا حکم ایک ھوتا ھے ان دونوں کے درمیان عقل فرق نھیں کرتی، بلکہ ایک کے وجود کو دوسرے کے وجود پر دلیل قرار دیتی ھے، جبکہ پہلی زندگی تو عدم سے ھے اور دوسری زندگی تو ان کے اعضاء کے ذریعہ ھوگی، بہر حال پہلی زندگی اعظم اور اھم ھے، جیسا کہ خود خداوندعالم نے ارشاد فرمایا ھے:

(وَهُوَ الَّذِی یَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَیْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى فِی السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) [38]

"اور وہ ایسا (قادر مطلق) ھے جو مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرتا ھے پھر دوبارہ (قیامت کے دن) پیدا کرے گا اور یہ اس پر بہت آسان ھے اور آسمان و زمین میں سب سے بالا تر اسی کی شان ھے "۔

اس برہان اور دلیل میں وہ تمام آیات شامل ھیں جو مبدا اور معاد کو حکم کے لحاظ سے مساوی اور برابر جانتی ھیں:

۱۔ (اللهُ یَبْدَوا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُهُ ثُمَّ إِلَیْهِ تُرْجَعُونَ) [39]

"خدا ھی نے مخلوقات کو پہلی بار پیدا کیا پھر وھی دوبارہ (پیدا) کرے گا پھر تم سب لوگ اسی کو لوٹائے جاوگے "۔

۲۔ (فَسَیَقُولُونَ مَنْ یُعِیدُنَا قُلْ الَّذِی فَطَرَکُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ) [40]

"تو یہ لوگ عنقریب ھی تم سے پوچھیں گے کہ بھلا ھمیں دوبارہ کون زندہ کرے گا تم کہدو کہ وھی (خدا) جس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا"۔

۳۔ (کَمَابَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِیدُهُ وَعْداً عَلَیْنَا اِ نَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ) [41]

"جس طرح ھم نے (مخلوقات کو) پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح) دوبارہ (پیدا) کر چھوڑیں گے (یہ وہ) وعدہ (ھے جس کا کرنا) ھم پر لازم ھے اور ھم اسے ضرور کرکے رھیں گے "۔

شباہت کی دوسری قسم: قرآن کریم بہت سی آیات[42] میںقیامت کے اثبات کو شباہت کے طریقہ پر محسوس اور مشاہدہ کے طور پر دوبارہ زندگی پر تاکید کی ھے ، جو مردہ زمین کو دوبارہ حیات دینا ھے، زمین سے سبزہ پیدا کیا ھے جبکہ وہ خشک اور بے جان ھوچکی تھی، اور موسم سرما میں مردہ ھوچکی تھی، اسی طرح روز قیامت میں دوبارہ زندگی میں شباہت پائی جاتی ھے جیسا کہ ارشاد قدرت ھوتا ھے:

(أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ) [43]

"اور وهی تو وه (خدا) هے جو اپنی رحمت (ابر) سے پہلے خوش خبری دینے والی هواوں کو بھیجتا هے یہاں تک کہ جب هوائیں (پانی سے بھرے)بوجھل بادلوں کو لے اڑیں تو هم نے ان کو کسی شہر کی طرف (جو پانی کی نایابی سے گویا)مرچکا تھا ہنکادیا پھر هم نے اس سے پانی برسایا پھر هم نے اس سے ہر طرح کے پھل (زمین سے)نکالے هم یونهی (قیامت کے دن زمین سے) مردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت و عبرت حاصل کرو"۔

قارئین کرام! یہ دونوں آیتیں عقل کے لئے یہ بات ثابت کرتی هیں کہ دو مشابہ چیزوں کا حکم ایک جیسا هوتا هے، جب مردہ زمین کو زندگی مل سکتی هے تو پھر مردہ انسان بھی دوبارہ زندہ کیا جاسکتا هے، اور دوسری چیزوں کو بھی زندہ کیا جاسکتا هے۔

علامہ طباطبائی (رحمۃ اللہ علیہ)اپنی تفسیر میں تحریر کرتے هیں: آیہ شریفہ "إِنَّ ذَلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَى " سے مراد زمین کے زندہ هونے اور دوسرے مردوں کی زندہ هونے میں شباہت پر دلالت هے، کیونکہ دونوں میں موت پائی جاتی هے یعنی زندگی کے آثار ختم هوجاتے هیں اور زندگی ان هی آثار کے ختم هونے کے بعد دوبارہ واپس آنے کا نام هے، اور جب زمین اور نباتات میں دوبارہ زندگی ثابت هوچکی هے تو پھر انسان اور غیر انسان کی حیات اور زندگی بھی انھیں کے مشابہ هے، اور"حکم الامثال فی ما یجوز و فی ما لایجوز واحد۔"(مشابہ اور ایک دوسرے کے مثل چیزوں کا حکم ممکن اور غیر ممکن میں ایک هوتا هے) پس جب ان بعض چیزوں میں دوبارہ زندگی ثابت هوگئی جیسے زمین اور نباتات تو پھر دوسری چیزوں کے لئے بھی یهی حکم ممکن اور ثابت هے۔[44]

قرآن کریم نے اسی معنی و مفهوم کی طرف اشارہ کیا هے کہ انسان کی خلقت نباتات کی طرح هے اسی طرح اس کی دوبارہ زندگی بھی هے، ارشاد هوتا هے:

(وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِنْ الْأَرْضِ نَبَاتًا # ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا) ۔[45]

"اور خدا هی نے تم کو زمین سے پیدا کیا پھر تم کو اسی میں دوبارہ لے جائے گا اور (قیامت میں اسی سے)نکال کھڑا کرے گا "۔

۲۔برہان قدرت

جب خداوندعالم کی قدرت عظیم اور بے انتها هے تو اس کی قدرت ہر مقدور شیئ سے متعلق هوسکتی هے، اور خداکی یہ قدرت تمام چیزوں پریکساں اور برابر هے چاهے وہ کام آسان هویا مشکل ، اور یهی بات اس آیت سے ظاہر هوتی هے: (إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) ۔ قرآنی آیات دونوں طریقوں سے قیامت پر استدلال قائم کرتی هے ، کہ خداکی قدرت عام اور لامحدود هے :

پہلی صورت: خداوندعالم نے بہت سی آیات[46] ینٌمعاد اور روز قیامت کے سلسلے میں اپنی اس قدرت کا اظہار کیا ھے جس میں اس بات کا اشارہ موجود ھے کہ جو ذات گرامی عدم سے وجود عطا کرنے میں قدرت رکھتی ھے، اس کے لئے ان کو دوبارہ پلٹانا آسان ھے، ارشاد ھوتا ھے:

(أَوَلَمْ یَرَوْا کَیْفَ یُبْدِئُ اللهُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُهُ إِنَّ ذَلِکَ عَلَی اللهِ یَسِیرٌ#قُلْ سِیرُوا فِی الْأَرْضِ فَانْظُرُوا کَیْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللهُ یُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللهَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ) [47]

"بس کیا ان لوگوں نے اس پر غور نھیں کیاکہ خداکس طرح مخلوقات کو پہلے پہل پیدا کرتا ھے اور پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا یہ تو خدا کے نزدیک بہت آسان ھے (اے رسول ان لوگوں سے) تم کہدو کہ ذرا روئے زمین پر چل پھر کر دیکھو تو کہ خدا نے کس طرح پہلے پہل مخلوق کو پیدا کیا پھر (اسی طرح وھی) خدا (قیامت کے دن) آخری پیدائش پیدا کرے گا بیشک خدا ہر چیز پر قادر ھے"۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ دونوں مذکورہ آیتیں انسان کو خلقت میں غور و فکر کرنے پر تحریک کرتی ھیں تاکہ انسان کی عقل اپنے خالق اور مدبر کی معرفت میں استقلال اور اطمینان پیدا کرلے، اور انسان یہ سمجھ لے کہ خدا کی قدرت کے سامنے معاد کی ضرورت ھے کیونکہ خدا کی قدرت بے انتھا ھے، جیسا کہ قرآن مجید کی دوسری متعدد آیات میں اس بات پر زور دیا گیا ھے، ارشاد ھوتا ھے:

(أَلاَیَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِیفُ الْخَبِیرُ) [48]

"بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ھے اور وہ تو بڑا باریک بینٌ واقف کار ھے"۔

نیز ارشاد ھوتا ھے:

(نَحْنُ خَلَقْنَاکُمْ فَلَوْلاَتُصَدِّقُونَ) [49]

"تم لوگوں کو (پہلی بار بھی) ھم ھی نے پیدا کیا ھے پھر تم (دوبارہ کی) کیوں نھیں تصدیق کرتے"۔

یہاں تک کہ ارشاد ھوا:

(وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ النَّشْأَةَ الْأُولَی فَلَوْلاَتَذَکَّرُونَ) [50]

"اور تم نے پہلی پیدائش تو سمجھ ھی لی ھے (کہ ھم نے کی) پھر تم غور کیوں نھیں کرتے"۔

یہ بات ظاہر ھے کہ انسان پہلی خلقت کا علم رکھتا ھے، اور یہ بھی جانتا ھے کہ اسی ذات نے اس کو پیدا کیا ھے اور اس کو اسی کے لحاظ سے قدرت دی ھے اور اس کے امور کی تدبیر کرتا ھے، وھی اللہ تمام مخلوقات کا خالق ھے، اس کے علاوہ کوئی اس کا خالق و مدبر نھیں ھے، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدوا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ) (51)

"(اے رسول ان سے)پوچھو کہ تم نے جن لوگوں کو (خدا کا) شریک بنایا ھے کوئی بھی ایسا ھے جو مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرے پھر ان کو (مرنے کے بعد)دوبارہ زندہ کرے "۔

نیز ارشاد قدرت ھوتا ھے:

(کَیْفَ تَکْفُرُونَ بِاللهِ وَکُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیکُمْ ثُمَّ إِلَیْهِ تُرْجَعُونَ) (52)

"(ہائیں)کیوں کر تم خدا کا انکار کر سکتے ھو حالانکہ تم (ماو ںکے پیٹ میں) بے جان تھے تو اسی نے تم کو زندہ کیاپھر وھی تم کو مارڈالے گاپھر وھی تم کو (دوبارہ قیامت میں)زندہ کرے گاپھر اسی کی طرف لوٹائے جاوگے "۔

قارئین کرام! مذکورہ آیات کے پیش نظر یہ بات واضح ھوجاتی ھے کہ قدرت خدا کی نسبت پہلی اور دوسری زندگی کے بارے میں ایک جیسی ھے وہ کسی کام کرنے سے عاجز نھیں ھے اور نہ اس کے لئے کوئی کام کرنا مشکل ھے اور نہ ھی وہ کسی کام سے تھکتا ھے، ارشاد ھوتا ھے:

(أَفَعَیِینَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ بَلْ هُمْ فِی لَبْسٍ مِنْ خَلْقٍ جَدِیدٍ) (53)

"کیا ھم پہلی بارپیدا کرکے تھک گئے ھیں (ہر گز نھیں) مگر یہ لوگ از سر نو(دوبارہ)پیدا کرنے کی نسبت شک میں پڑے ھیں "۔

اور یہ بات بھی واضح ھوجاتی ھے کہ خلق اول اور خلق جدید کے بارے میں قدرت خدا امکان اور وقوع کے لحاظ سے نفس واحدہ کی خلقت کی طرح ھے، ارشادپروردگار ھوتا ھے:

(مَاخَلْقُکُمْ وَلاَبَعْثُکُمْ إِلاَّ کَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ) (54)

"تم سب کا پیدا کرنا اور پھر (مرنے کے بعد)جلا اٹھانا ایک شخص کے (پیدا) کرنے اور جلا اٹھانے کے برابر ھے "۔

لہٰذا خدا کے لئے کوئی کام کرنا مشکل اور سخت نھیں ھے، یہ دلیل انسان کے لئے عقیدہ معاد کو ثابت کردیتی ھے اور اس کی تصدیق کا باعث بنتی ھے،(نیز انسان کے ایمان میں اضافہ کردیتی ھے)

دوسری صورت: خداوندعالم نے قیامت کے بارے میںاپنی قدرت کو خلقت زمین و آسمان کی خلقت پر مرتب کیا ھے یعنی جس خدا نے زمین و آسمان کو خلق کیا ھو اس کے لئے دوبارہ پلٹانا کوئی مشکل کام نھیں ھے، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:

(وَقَالُوا أَءِ ذَا کُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَءِ نَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِیدًا أَوَلَمْ یَرَوْا أَنَّ اللهَ الَّذِی خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَی أَنْ یَخْلُقَ مِثْلَهُمْ) (55)

"اور کہنے لگے کہ جب ہم (مرنے کے بعد سڑ گل کر) ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوجائیں گے تو کیا پھر ہم از سر نو پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے، کیا ان لوگوں نے اس پر بھی نہیں غور کیا کہ وہ خدا جس نے سارے آسمان و زمین بنائے اس پر بھی (ضرور) قادر ہے کہ ان کے ایسے آدمی پیدا کرے"۔

نیز ارشاد ہوتا ہے:

(أَوَلَيْسَ الَّذِی خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَى وَهُوَ الْخَلاَّقُ الْعَلِيمُ # إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُون) [56]

"(بھلا) جس خدا نے سارے آسمان اور زمین پیدا کیئے کیا وہ اس پر قابو نہیں رکھتا کہ ان کے مثل دوبارہ پیدا کر دے ہاں (ضرور قدرت رکھتا ہے) اور وہ تو پیدا کرنے والا واقف کار ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ جب کسی چیز کو (پیدا کرنا) چاہتا ہے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو (فوراً) ہو جاتی ہے"۔

ایضاً ارشاد رب العزت ہوتا ہے:

(أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللهَ الَّذِی خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى بَلَى إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَیْءٍ قَدِير) [57]

"کیا ان لوگوں نے یہ نہیں غور کیا کہ جس خدا نے سارے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے ذرا بھی تھکا نہیں وہ اس بات پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ نا کرپائے گا ہاں (ضرور) وہ یقینا ہر چیز پر قادر ہے"۔

قارئین کرام! اگر ہم زمین و آسمان کی خلقت پر غور و فکر کریں تو روز قیامت پر ہمارے ایمان میں اضافہ ہوجائے گا، کیونکہ زمین و آسمان کی خلقت اتنی عظیم ہے (جیسا کہ اس عظیم وسعت، عجائبات، چھوٹے چھوٹے نظام جن کو دیکھ کر انسان "انگشت بدندان" ہوجاتا ہے اور انسان ان میں ایک ذرہ ہے) تو پھر اس زمین و آسمان کا خلق کرنے والا روز قیامت دوبارہ انسان کو کیسے زندہ نہیں کرسکتا؟! کیونکہ زمین و آسمان کی خلقت کے سامنے انسان کی خلقت بہت ہی آسان ہے، ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

(لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَيَعْلَمُونَ) [58]

"سارے آسمان و زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے کی بہ نسبت یقینی بڑا (کام ہے) مگر اکثر لوگ (اتنا بھی) نہیں جانتے"۔

نیز ارشاد ہوتا ہے:

(ءَ اَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقاً أَمِ السَّماءُ بَنَاهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ دَحَاهَا) [59]

"بھلا تمہارا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے، یا آسمان کا کہ اسی نے اس کو بنایا اس کی چھت کو خوب اونچا رکھا ـ ـ ـ ـ ـ ـ اور اس کے بعد زمین کو پھیلایا"۔

یہاں پر قرآن مجید ان جاہل لوگوں کا جواب دیتا ھے جو قیامت کے منکر تھے اور معاد کو بعید از عقل سمجھتے تھے، کہتے تھے: (وَقَالُوا أَءِ ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَئِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا) ۔[60]("اور یہ لوگ کہتے ھیں کہ جب ھم (مرنے کے بعد سڑ گل کر) ہڈیاں رہ جائیں گے اور ریزہ ریزہ (ھو جائیں گے)تو کیا از سر نو پیدا کر کے اٹھا جائیں گے")تو خداوندعالم نے اپنی قدرت مطلقہ کا ذکر کرتے ھوئے ان کے اس نظریہ کو ردّ کرتے ھوئے فرمایا:

(قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا أَوْ خَلْقًا مِمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُم) [61]

"(اے رسول)تم کہدو کہ تم (مرنے کے بعد)چاھے پتھر بن جاو یا لوھایا کوئی اور چیز جو تمہارے خیال میں بڑی سخت ھو"۔

خدا نے ان کو پتھر یا لوھایا ان کے خیال میں سخت سے سخت چیز بن جانے کا حکم دیا یعنی جو چاھو بن جاؤ لیکن خداوندعالم تم کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرلے گا، اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ھے کہ خدا کی قدرت مطلق اور بے پناہ ھے، اس کے لئے کوئی مشکل نھیں ھے چاھے تم گل سڑکر مٹی بن جاؤیا پتھر اور لوھابن جاؤ وغیرہ۔[62]

۳۔ برہان حکمت

بے شک خداوند عالم اپنے کاموں میں حکیم ھے (یعنی اس کے تمام کام حکمت کے تحت اور حساب و کتاب کی بنا پر ھوتے ھیں) اور اس کے تمام کام چاھے عالم تکوینی میں ھوں یا عالم تشریعی میں؛ ان تمام کو حکمت کے تحت اورہدف کے ساتھ انجام دیتا ھے، یہ عجیب نظام کائنات اپنے چھوٹے سے کام میں بھی خاص مقصد کے تحت حرکت کرتا ھے، اور اپنے بہترین نتیجہ کو حاصل کرتا ھے، اسی طرح عالم تشریع میں بھی تمام چھوٹی بڑی چیزیں حکمت الٰھی کے تحت ھوتی ھیں جن میں لغو اور بے فائدگی کا کوئی شائبہ نھیں ھوتا، چنانچہ خداوندعالم فرماتا ھے:

(أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لاَتُرْجَعُونَ) [63]

"تو کیا تم یہ خیال کرتے ھو کہ ھم نے تم کو(یونھی)بیکارپیدا کیا اور یہ کہ تم ھمارے حضور میں لوٹا کر نہ لائے جاوگے"۔

نیز ارشاد ھوتا ھے:

(وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلاً ذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ النَّارِ) [64]

"اور ھم نے آسمان اور زمین اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان ھیں بیکار نھیں پیدا کیا یہ ان لوگوں کا خیال ھے جو کافر ھو بیٹھے تو جو لوگ دوزخ کے منکر ھیں ان پر افسوس ھے"۔

ایضاً ارشاد ھوا:

(أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدىً) [65]

"کیا انسان یہ سمجھتا ھے کہ وہ یوں ھی چھوڑ دیا جائے گا"۔

قارئین کرام! اس برہان کو قیاس کی شکل میں بھی بیان کیا جاسکتا ھے، جس کے دو مقدمے ھیں:

۱۔ خداوندعالم صاحب حکمت ھے۔

۲۔ صاحب حکمت کوئی بے ھودہ اور بے فائدہ کام نھیں کرتا۔

پس ان دونوں مقدموں کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ھے کہ خداوندعالم کوئی عبث اور بے ھودہ کام نھیں کرتا، اب اگر انسان کے لئے معاد نہ ھو تو اس کا خلق کرنا عبث اور بے فائدہ ھے، جبکہ خدا کی حکمت کا تقاضا یہ ھے کہ اس کا کوئی کام عبث اور بے ھودہ نہ ھو، لہٰذا ضروری ھے کہ انسان روز قیامت پلٹایا جائے، تاکہ وہاں پر حکمت الٰھی ظاہر ھوسکے۔

اوراگر انسان موت کے بعد نابود ھوجائے، اور اس کے بعد اس کے لئے کوئی دوسری دنیائے آخرت نہ ھو جہاں پر وہ سعادت و شقاوت کی زندگی گزارے تو پھر اس دنیا میں اس کی خلقت بے فائدہ ھوجائے گی، کیونکہ جب کسی کام کا کوئی فائدہ اور عقلائی ہدف نہ ھو تو وہ کام عبث اور بے ھودہ ھوتا ھے، لہٰذا فائدہ اورہدف مرتب کرنے کی خاطر معاد کا ھونا ضروری ھے، کیونکہ اگر انسان موت کے بعد معدوم ھوجائے تو اس کا مطلب یہ ھے کہ اس کی خلقت کا ہدف اور مقصد صرف یھی چند روزہ مشکلات و مصائب کی دنیا تھی ، اور اس زندگانی سے خداوندعالم صرف حیات دے کر مارنا چاہتا ھے، اورحیات و زندگی اسی طرح کرتا رھے اور اس کے کاموں کا کوئی مقصد نہ ھو !! واقعاً اس چیز کو کوئی بھی عاقل انسان قبول نھیں کرسکتا، تو پھر صاحب حکمت و جلال والی ذات اس کام کو کیونکر قبول کرسکتی ھے، کیونکہ خدا وندعالم کی حکمت سے کوئی بے ھودہ اور باطل کام سرزد نھیں ھوتا، تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً۔

لہٰذا مذکورہ گفتگو کے پیش نظر یہ بات ثابت ھوجاتی ھے کہ عالم آخرت اور قیامت کا ھونا ضروری ھے جس میں انسان کی خلقت کا ہدف واضح ھوجائے، یہ وھی عالم ھے جس کو "عالم بقا" (اور قرآن کی)اصطلاح میں "حَیَوَان" کھاجاتا ھے، ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلاَّ لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ) [66]

"اور یہ دنیا وی زندگی تو کھیل تماشے کے سوا کچھ نھیں اور اگر یہ لوگ سمجھیں بوجھیں تو اس میں شک نھیں کہ ابدی زندگی(کی جگہ) تو بس آخرت کا گھر ھے"۔

یہاں پر ھم ایسی قرآنی آیات پیش کرتے ھیں جو اس چیز کی تاکید کرتی ھیں کہ اس دنیا کی خلقت کی حکمت و مصلحت کے پیش نظر عالم آخرت اور قیامت کا ھونا ضروری ھے، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِی أَنفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلاَّ بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُسَمًّى وَإِنَّ كَثِيرًا مِنْ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ) [67]

"کیا ان لوگوں نے اپنے دل میں (اتنا بھی) غور نھیں کیا کہ خدا نے سارے آسمان اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان میں ھیں بس بالکل ٹھیک اور ایک مقرر میعاد کے واسطے خلق کیا ھے اور کچھ شک نھیں کہ بہتیرے لوگ تو اپنے پروردگار (کی بارگاہ) کے حضور (قیامت) ھی کو کسی طرح نھیں مانتے"۔

نیز ارشاد ھوتا ھے:

(وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَعِبِينَ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلاَّ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لاَيَعْلَمُونَ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ) [68]

"اور ھم نے سارے آسمان و زمین اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیںھیں ۔ ان کو کھیل تماشا کرنے کے لئے نھیں بنایا ان دونوں کو ھم نے بس ٹھیک (مصلحت سے) پیدا کیا مگر ان میں کے بہتیرے لوگ نھیں جانتے بیشک فیصلہ (قیامت) کا دن ان سب (کے دوبارہ زندہ ھونے) کا مقرر وقت ھے"۔

۴۔ برہان عدالت

۱۔ انسان کے لئے فرائض کا ھونا وجود قیامت کا اقتضاء کرتا ھے:

واضح رھے کہ خداوندعالم نے انسان کے لئے اس دنیا کو امتحان گاہ [69] اور آزمائش کی جگہ قرار دیا ھے، اس نے جہاں انسان کو جذبہ خیر عنایت کیا وھیں اس کو جذبہ شر بھی دیا ھے تاکہ وہ اس کے ذریعہ امتحان دے سکے، اس کے ساتھ ساتھ خداوندعالم نے اس انسان کو عقل بھی عنایت کی ھے جس سے وہ اچھائی اور برائی کے درمیان امتیاز پیدا کرسکے، اس کے علاوہ خدا نے انبیاء اور مرسلین کو بھی بھیجا تاکہ خیر و شرّ کے راستہ کو معین کردیں، اس کے بعد خداوندعالم نے حق کی پیروی کو واجب قرار دیا اور شرّ اور برائی سے پرھیز کرنے کا حکم دیدیا، اس کے بعد انسان کو ارادہ و اختیار دیا تاکہ وہ اپنے ارادہ سے نیکیوں یا برائیوں کے انجام دینے پر عقاب و ثواب مستحق ھو سکے، ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(الَّذِی خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً) [70]

"جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کام میں سب سے اچھا کون ھے"۔

ایضاً:

(وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ) [71]

"اور دکھ (دونوں طرح) سے آزمایا تاکہ وہ (شرارت سے) باز آجائیں"۔

نیز ارشاد هوتا هے:

(وَ نَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُونَ) [72]

"اور هم تمهیں مصیبت و راحت میں امتحان کی غرض سے آزماتے هیں اور (آخر کار) همارى هى طرف لوٹائے جاوگے"۔

اسی بنا پر دنیاوی زندگانی میں مختلف قسم کی پریشانیاں اور سختیاں، بیماری، صحت، مالداری اور غربت اور برائیوں کا رجحان اور نیکیوں سے بے رغبتی پائی جاتی هے، یہ امتحان اور آزمائش هے، اوریہاںپر کوئی ایسی چیز نهیں هے جو جزا یا سزا بن سکے، اورچونکہ فرائض اور واجبات کا هونا اس بات کا تقاضا کرتا هے کہ اس کے لئے جزا یا سزا هو اسی لئے روز قیامت کا هونا ضروری هے تاکہ نیکی انجام دینے والوں کو نیک جزا دی جائے اور برائی کرنے والوں کو سزا دی جائے، اور اگر ایسا نہ هو تو پھر فرائض اور واجبات کا کوئی فائدہ نهیں هوگا اور واجبات و تکالیف لغو و بےکار هوجائےں گے۔

اس سلسلہ میں علامہ فاضل مقداد کہتے هیں: اگر روز قیامت کا عقیدہ صحیح اور حق نہ هو تو پھر واجبات و فرائض کا وجود قبیح اور بُرا هوگا، اور واجبات و فرائض قبیح نهیںهیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ عقیدہ قیامت بھی صحیح اور حق بجانب هے کیونکہ فرائض اور تکالیف ایک مشقت اور کلفت هے، پس مشقت بغیر معاوضہ(اور بدلہ) کے ظلم هے، اور یہ بدلہ فرائض کی ادائیگی کے وقت نهیں هے، تو اس کے لئے دوسرے جهان کا هونا ضروری هے تاکہ انسان کو اپنے اعمال کا بدلہ مل سکے، ورنہ تو واجبات اور محرمات کا معین کرنا ظلم هوجائے گا، جو قبیح اور بُرا هے، خدا ظلم سے پاک و پاکیزہ هے۔[73]

۲۔ وجود قیامت، عدل الٰهی کا تقاضا هے

علامہ نصیر الدین طوسی صاحب قیامت کو ثابت کرنے کے لئے کہتے هیں: "وعدہ (خدا) اور اس کی حکمت کا تقاضا یہ هے کہ قیامت کا وجود هو"۔ اس جملہ کی شرح میں علامہ حلی فرماتے هیں: "چونکہ خداوندعالم نے انسان سے ثواب و جزا کا وعدہ کیا هے اسی طرح عذاب کا بھی وعدہ کیا هے، تو اس صورت میں قیامت کا هونا ضروری هے تاکہ خداوندعالم اپنے وعد و وعیدپر وفا کرے۔"[74]

کیونکہ اس بات میں کسی بھی انسان کو کوئی شک و شبہ نهیں هے کہ انسان اس چند روزہ زندگی میں اپنے اعمال کی جزا یا سزا تک نهیں پهنچتا، لہٰذا وہ متدین افراد جنھوں نے اپنی عمر عبادت و بندگی میں گزاردی هو اور معاشرہ کی فلاح و بهبودی کے لئے زحمت اٹھائی هو، اس سلسلہ میں مشکلات، سختیاں اور پریشانیاں برداشت کی هوں، تو کوئی بھی حکومت اس کے اعمال کی جزا اور ثواب

نھیں دے سکتی، اسی طرح انسانیت پر بڑے بڑے ظلم و ستم کرنے والے مجرمین کو جنھوں نے دوسروں پر ظلم و ستم کی وجہ سے اس دنیا میں مزے اڑائے ھوں ،بعض اوقات تو مجرم غائب ھوجاتے ھیں اور اگر گرفتار بھی کرلئے جائیں تو ان کی سزا ان کے جرائم سے بہت کم ھوتی ھے، مثلاً اگر اس نے پچاس انسانوں کا خون بہایا ھو تو اگر اس کی سزا میں اس کو سولی بھی دی جائے تو ایک انسان کا بدلہ ھوا ھے، اور باقی جرائم کا بدلہ باقی ھے، لہٰذا اس دنیا میں کوئی ایسی طاقت نھیں ھے جو اس کے تمام جرائم کی سزا دے سکے۔

لیکن جب انسان مرجاتا ھے اور ظالم و مظلوم، صالح اور مفسد بغیر عادلانہ ثواب و عقاب کے قبروں کے حوالے کردئے جاتے ھیںیعنی نیکی کرنے والوں کو ثواب نھیں ملتا اور ظلم و ستم کرنے والوں کو دردناک عذاب نھیں ملتا، پس یہ چیز اس وعدہ الٰھی کے خلاف ھے جس کی بنا پر نیکی کرنے والوں اور ظلم و ستم کرنے والوں کے درمیان فرق قائم کرے اور نیک افراد کو ثواب دے اور برے لوگوں کو عذاب دے، اورچونکہ یہ کام اس دنیا میں نھیں ھوتا ھے لہٰذا ایک ایسی عدالت (قیامت) کا ھونا ضروری ھے جہاں پر خدا کا وعدہ عملی طورپرپورا ھو، اور انبیاء، اولیاء، شہداء اور خدا کے نیک بندوں کے ساتھ کیا ھوا خدا کا وعدہ صادق ھو، اور ظالمین و مفسدین سے انتقام لیا جائے۔

چنانچہ قرآن کریم نے اس دلیل کو وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا ھے، ان لوگوں کے مقابلہ میں جو نیک اور برے افراد کو برابر سمجھتے تھے:

۱۔ جن آیات میں گناہگار اور اطاعت کرنے والوں میں روز قیامت فرق کیا جائے گاتاکہ ثواب و عذاب ، وعد و وعید محقّق ھو، اور یہ سب کچھ عدل الٰھی کا تقاضا ھے۔

ارشادرب العزت ھوتا ھے:

(إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعْدَ اللهِ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ) [75]

"تم سب کو (آخر) اسی کی طرف لوٹنا ھے خدا کا وعدہ سچا ھے وھی یقینا مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ھے پھر (مرنے کے بعد) وھی دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کئے ان کو انصاف کے ساتھ جزائے خیر عطا فرمائے گا۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لئے ان کے کفر کی سزامیں پینے کو کھولتا ھوا پانی اور دردناک عذاب ھوگا"۔

نیز ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(فَأَمَّا مَنْ طَغَىٰ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ وَأَمَّامَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ) [76]

"اور جس نے دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی اس کا ٹھکانا تو یقینا دوزخ ھے ۔مگر جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ھونے سے ڈرتا اور جو لوگوں کو نا جائز خواہشوں سے روکتا رھا۔تو اس کا ٹھکانا یقینا بہشت ھے "۔

۲۔ جن آیات میں دونو ں کے برابر ھونے کو استفہام انکاری کے ذریعہ بیان کیا گیا ھے :

ارشادپروردگار ھوتا ھے:

(أَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لاَیَسْتَوُونَ) (77)

"تو کیا جو شخص ایمان دار ھے اس شخص کے برابر ھو جائے گا جو بدکار ھے(ہرگز نھیں یہ دونوں) برابر نھیں ھو سکتے"۔

نیز خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

(أَمْ نَجْعَلُ الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کَالْمُفْسِدِینَ فِی الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِینَ کَالْفُجَّارِ) (78)

"کیا جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور (اچھے اچھے) کام کئے ان کو ھم ان لوگوں کے برابر کردیں جو روئے زمین میں فساد پھیلایا کرتے ھیں ۔یا ھم پرھیزگاروں کو مثل بدکاروں کے بنادیں"۔

ایضاً:

(أَمْ حَسِبَ الَّذِینَ اجْتَرَحُوا السَّیِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ کَالَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا یَحْکُمُونَ) (79)

"جو لوگ برے کام کرتے ھیں کیا وہ یہ سمجھتے ھیں کہ ھم انھیں لوگوں کے برابر کردیں گے جو ایمان لائے اور اچھے اچھے کام بھی کرتے رھے اور ان سب کا جینا مرنا ایک ساں ھوگا یہ لوگ (کیا) برے حکم لگاتے ھیں "۔

إِ (ِنَّ لِلْمُتَّقِینَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِیمِ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِینَ کَالْمُجْرِمِینَ مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُونَ) (80)

"بیشک پرھیزگار لوگ اپنے پروردگار کے ہاں عیش و آرام کے باغوں میں ھوں گے ۔تو کیا ھم فرنبرداروں کو نافرمانوں کے برابر کردیں گے (ہرگزنھیں) تمھیں کیا ھوگیا ھے تم کیسا حکم لگاتے ھو"۔

---

(1) سورہ بقرۃ آیت ۱۷۷۔

(2) سورہ مائدہ آیت ۶۹۔

(3) سورہ آل عمران آیت ۹۔

(4) سورہ نساء آیت ۸۷۔

(5) سورہ نحل آیت ۳۸ ۔

(6) سورہ سباء آیت ۳۔

(7) ھم یہاں پر صرف ان آیات کی طرف اشارہ کرتے ھیں تفصیل کے لئے کتاب "الرجعۃ"، نشر مرکز الرسالۃ ص۱۸ ۔ ۲۶، پر رجوع کیجئے جس میں آیات کی تفسیر کے سلسلہ میں احادیث بھی بیان کی گئی ھےں۔

(8) سورہ بقرہ آیت ۲۴۳۔

(9) سورہ بقرہ آیت ۲۵۹۔

(10) سورہ بقرہ آیت ۵۵۔ ۵۶۔

(11) سورہ بقرہ آیت ۷۲۔ ۷۳۔

(12) سورہ بقرہ آیت ۲۶۰۔

(13) سورہ انعام آیت ۱۳۰ ۔

(14) سورہ زمر آیت ۷۱۔

(15) سورہ نوح آیت ۱۷ ۔۱۸ ۔

(16) سورہ انعام آیت ۱۵۴ ۔

(17) سورہ غافر آیت ۲۷۔

(18) سورہ آل عمران آیت ۵۵۔

(19) سورہ یٰس آیت ۱۲ ۔

(20) سورہ زخرف آیت ۸۰۔

(21) سورہ ق آیت ۱۶ ۔۱۸ ، ایضاً رجوع کریں: سورہ یونس آیت ۲۱، سورہ اسراء آیت ۱۴ ، سورہ قمر آیت ۵۲،۵۳، وانفطار آیت ۱۲ ،۱۰ ۔

(22) سورہ جاثیۃ آیت ۲۸،۲۹۔

(23) سورہ کہف آیت ۴۹۔

(24) سورہ جاثیۃ آیت ۲۴۔

(25) سورہ نجم آیت ۲۸۔

(26) سورہ نمل آیت ۶۴۔

(27) ھم انشاء اللہ بعض اعتراضات کو مع جواب تیسری فصل میں بیان کریں گے۔

(28) سورہ یٰس آیت ۸۰،۷۹۔

(29) الا عتقادات ، شیخ صدوق :۶۴ موتمر شیخ مفید۔ قم ،بحا رالانوار / علامہ مجلسی۷:۴۷ / ۳۱و۱۳ / ۱۰۳۔

(30) بحا رالانوار / علامہ مجلسی ۱۱ / ۷:۴۰۔

بحار الانوار ج ۷ ص ۴۰ حدیث ۱۱۔

(31) نہج البلاغہ صبحی الصالح : ۱۶۱۔ خطبہ نمبر ۱۰۹۔

(32) نہج البلاغہ صبحی الصالح :۱۴۷۔ خطبہ نمبر ۱۰۲۔

(33) بحا رالانوار / علامہ مجلسی ۱۴ / ۷:۴۲، حق الیقین / عبد اللہ شبر ۲:۵۴۔

(34) ضروریات دین ان چیزوں کو کھاجاتا ھے جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ھو کہ یہ جزدین ھیں اور ان کے انکار سے انسان دین سے خارج ھوجاتا ھے۔ (مترجم)

(35) دیکھے :بحا رالانوار / علامہ مجلسی ۴۸ / ۷:۴۷، حق الیقین / عبد اللہ شبر ۲:۳۷۔۳۸۔

(36) کشف المراد ، علامہ حلی :۴۲۴۔ انتشارات شکوری ۔ قم۔

(37) سورہ حج آیت ۶،۵۔

(38) سورہ روم آیت ۲۷۔

(39) سورہ روم آیت ۱۱۔

(40) سورہ اسراء آیت ۵۱۔

(41) سورہ الانبیاء آیت ۱۰۴۔

(42) يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنْ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنْ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ (سورہ روم آیت ۱۹) "وھی زندہ کو مردہ سے نکالتا ھے اور وھی مردہ کو زندہ سے پیدا کرتا ھے اور زمین کو مرنے (پڑتی ھونے) کے بعد زندہ (آباد) کرتا ھے اور اسی طرح تم لوگ بھی (مرنے کے بعد) نکالے جاوگے "۔

وَاللهُ الَّذِی أَرْسَلَ الرِّیَاحَ فَتُثِیرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَی بَلَدٍ مَیِّتٍ فَأَحْیَیْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کَذَلِکَ النُّشُورُ

(سورہ فاطر آیت ۹)

"اور خدا ھی وہ (قادر و توانا) ھے جو ھواوں کو بھیجتا ھے تو ھوائیں بادلوں کو اڑائے لئے پھرتی ھیں، پھر ھم اس بادل کو مردہ (افتادہ) شہر کی طرف ہنکادیتے ھیں پھر ھم اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد شاداب کرتے ھیں یونھی (مردوں کو قیامت میں) جی اٹھنا ھوگا"۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّکَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِی أَحْيَاهَا لَمُحْيِی الْمَوْتَى إِنَّهُ عَلَى کُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ

(فصلت ۳۹)

"اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ھے کہ تم زمین کو خشک و بے گیاہ دیکھتے ھو پھر جب ھم اس پر پانی برسادیتے ھیں تو لہلہانے لگتی ھے اور پھول جاتی ھے جس (خدا) نے (مردہ) زمین کو زندہ کیا وہ لقیناً مردوں کو جلائے گا وہ ہر چیز پر قادر ھے"۔

فَانظُرْ إِلَى آثَارِ رَحْمَةِ اللهِ کَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذَلِکَ لَمُحْيِی الْمَوْتَى وَهُوَ عَلَى کُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ (42)

"غرض خدا کی رحمت کے آثار کی طرف دیکھو تو کہ وہ کیونکر زمین کو اس کی پڑتی ھونے کے بعد آباد کرتا ھے۔بیشک یقیناوھی مردوں کا زندہ کرنے والا اور وھی ہر چیز پر قادر ھے"۔

نیز ارشاد قدرت ھوتا ھے:

وَهُوَ الَّذِی يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَیْ رَحْمَتِهِ حَتَّى إِذَا وَالَّذِی نَزَّلَ مِنْ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا کَذَلِکَ تُخْرَجُونَ۔

(سورہ زخرف آیت ۱۱۔)

"اور جس نے ایک (مناسب) اندازے کے ساتھ آسمان سے پانی بر سایا پھر ھم ھی نے اس کے ذریعہ سے مردہ (پڑتی) شہر کو زندہ (آباد) کیا اسی طرح تم بھی (قیامت کے دن قبروں سے) نکالے جاوگے"۔

رِزْقًا لِلْعِبَادِ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا کَذَلِکَ الْخُرُوجُ

(سورہ ق آیت ۱۱۔)

"(یہ سب کچھ) بندوں کی روزی دینے کے لئے (پیدا کیا) اور پانی ھی سے ھم نے مردہ شہر (افتادہ زمین) کو زندہ کیا اسی طرح (قیامت میں مردوں کو نکلنا ھوگا"۔

(43) سورہ اعراف آیت ۵۷۔

(44) تفسیر المیزان ۔موسسہ الاعلمی، ج ۱۶ ص ۲۰۳، نیز رجوع فرمائیے ۱۷ ص ۲۱۔

(45) سورہ نوح آیت ۱۷،۱۸۔

(46) إِلَيْهِ مَرْجِعُکُمْ جَمِيعًا وَعْدَ اللهِ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِیَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ کَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا کَانُوا يَکْفُرُونَ

(سورہ یونس آیت ۴)

"تم سب کو (آخر) اسی کی طرف لوٹنا ھے خدا کا وعدہ سچا ھے وھی یقینا مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ھے پھر (مرنے کے بعد) وھی دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کئے ان کو انصاف کے ساتھ جزائے خیر عطا فرمائے گا ۔اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لئے ان کے کفر کی سزائیں پینے کو کھولتا ھوا پانی اور دردناک عذاب ھوگا"۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدَءُوا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ قُلْ اللهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ فَأَنَّا تُؤْفَكُونَ (سورہ یونس ۳۴)

"(اے رسول ان سے) پوچھو کہ تم نے جن لوگوں کو (خدا کا) شریک بنایا ھے کوئی بھی ایسا ھے جو مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرے پھر ان کو (مرنے کے بعد) دوبارہ زندہ کرے (وہ تو کیا جواب دیں گے) تمھیں کھو کہ خدا ھی پہلے بھی پیدا کرتا ھے پھر وھی دوبارہ زندہ کرتا ھے تو کدھر تم الٹے چلے جا رھے ھو"۔

أَمَّنْ يَبْدَءُوا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنْ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَءِ لَهٌ مَعَ اللهِ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ (سورہ نمل آیت ۶۴)

"بھلا وہ کون ھے جو خلقت کو نئے سرے سے پیدا کرتا ھے پھر اسے دوبارہ (مرنے کے بعد)

پیدا کرے گا ان لوگوں کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ھے تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ھے (ہرگز نھیں اے رسول) تم ان مشرکین سے کہدو کہ اگر تم سچے ھو تو اپنی دلیل پیش کرو"۔

اللهُ يَبْدَءُوا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (سورہ روم آیت ۱۱۔)

"خدا ھی نے مخلوقات کو پہلی بار پیدا کیا پھر وھی دوبارہ (پیدا) کرے گا پھر تم سب لوگ اسی کو لوٹائے جاوگے"۔

وَاللهُ أَنْبَتَكُمْ مِنْ الْأَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا (سورہ نوح آیت ۱۸،۱۷)

"اور خدا ھی نے تم کو زمین سے پیدا کیا پھر تم کو اسی میں دوبارہ لے جائے گا اور (قیامت میں اسی سے) نکال کھڑا کرے گا"۔

وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ (سورہ بروج آیت ۱۳)

"اور وھی دوبارہ (قیامت میں) زندہ کرے گا"

(47) سورہ عنکبوت آیت ۱۹،۲۰۔

(48) سورہ ملک آیت ۱۴۔

(49) سورہ واقعہ آیت ۵۷۔

(50) سورہ واقعہ آیت ۶۲۔

(51) سورہ یونس آیت ۳۴۔

(52) سورہ بقرۃ آیت ۲۸۔

(53) سورہ ق آیت ۱۵۔

(54) سورہ لقمان آیت ۲۸۔

(55) سورہ اسراء آیات ۹۸،۹۹۔

(56) سورہ یٰس آیات ۸۱،۸۲۔

(57) سورہ احقاف آیت ۳۳۔

(58) سورہ غافر آیت ۵۷۔

(59) سورہ نازعات آیت ۲۷،۳۰۔

(60) سورہ اسراء آیت ۴۹۔

(61) سورہ اسراء آیت ۵۱۔

(62) دیکھئے المیزان ، علامہ طباطبائی ج ۱ ص ۱۱۶ ۔

(63) سورہ مومنون آیت ۱۱۵ ۔

(64) سورہ ص آیت ۲۷۔

(65) سورہ قیامت آیت ۳۶۔

(66) سورہ عنکبوت آیت ۶۴۔

(67) سورہ روم آیت ۸۔

(68) سورہ دخان آیات ۳۸تا۴۰۔

(69) جیسا کہ امام صادق علیہ السلام سے روایت ھے : "الدنیا مزرعۃ الآخرۃ" (دنیا آخرت کی کھیتی ھے)۔(مترجم)

(70) سورہ ملک آیت ۲۔

(71) سورہ اعراف آیت ۱۶۸۔

(72) سورہ انبیاء آیت ۳۵۔

(73) النافع یوم الحشر فی شرح الباب الحادی عشر ، / فاضل مقداد، ص ۸۶تا ۸۷، انتشارات زاہدی، اسی طرح علامہ حلی نے اپنے کتاب "مناہج الیقین فی اصول الدین میں بیان کیا ھے۔

(74) کشف المراد فی شرح تجرید الاعتقاد/ علامہ حلی رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۳۱۔

(75) سورہ یونس آیت ۴۔

(76) سورہ نازعات آیت ۴۱،۳۷۔

(77) سورہ سجدۃ آیت ۱۸۔

(78) سورہ ص آیت ۲۸۔

(79) سورہ جاثیۃ آیت ۲۱۔

(80) سورہ قلم آیت ۳۴، ۳۶۔

تیسری فصل

روح اور معاد کی حقیقت

گفتار اول: حقیقت روح اور اس کا مجرد ھونا

روح ایک پیچیدہ حقیقت ھے

یہ بات ایک مسلم حقیقت ھے کہ انسان تیری روح جو تیرے پہلو کے درمیان ھے وہ تجھ سے تمام اشیاء سے زیادہ قریب ھے اور تمام چیزوں کی نسبت تجھ سے زیادہ چسپیدہ ھے لیکن اس کے باوجود اس کی حقیقت معلوم نھیں ھے، عقل بشر اس کی حقیقت اور ماھیت کا پتہ لگانے سے عاجز ھے۔روح کے سلسلہ میں فلاسفہ اور متکلمین حضرات کے نظریات میں اختلاف پایا جاتا ھے کہ روح ایک "عرض" ھے یا "جوہر"[1]، اسی طرح روح کی پیدائش کے سلسلہ میں بھی اختلاف ھے کہ آیا یہ "قدیم" ھے یا "حادث"، اسی طرح روح اور بدن میں کیا رابطہ ھے اور روح بدن کے کس حصہ میں رہتی ھے، اور آیا انسان کے مرنے کے بعد بھی روح ھمیشہ کے لئے باقی رہتی ھے، اور روح کی سعادت و خوشبختی یا بدبختی کی حقیقت کیا ھے؟ اس کے علاوہ اور دوسری بحثیں ھیں۔ [2]

قارئین کرام! ھم یہاں ان مختلف اقوال کو (اختصار کی بنا پر) بیان نھیں کرسکتے ھیں ، صرف روح کے معنی قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کرکے آگے بڑھتے ھیں، اور یہ بھی بیان کریں گے کہ "روح"ماھیت مادہ اور اس کے صفات سے مجرد ھے، اور یہ روح مرنے اور جسم کے پارہ پارہ ھونے کے بعد ھمیشہ کے لئے مستقل ھوجاتی ھے،کیونکہ روح کی حقیقت سمجھنے کے لئے ان چیزوں کا بیان کرنا ضروری ھے:

روح، قرآن و حدیث کی روشنی میں

بحد نہایت روح کے معنی کے سلسلے میں یہ بات کھی جاسکتی ھے کہ "روح وہ شی ھے جس کے ذریعہ جسم قائم رہتا ھے، اور احساس،حرکت اور ارادہ کی تقویت حاصل ھوتی ھے اور لغت میں اس کو مذکر اور مونث کھاگیا ھے۔ [3]

قرآن مجید کی مکی اور مدنی آیات میں اس معنی اور اس کے علاوہ دیگر معانی کی طرف اشارہ کیا گیا ھے، ھم ذیل میں معنی کی ترتیب سے قرآن میں بیان ھونے والے موارد کو ذکر کرتے ھیں ، اسی طرح احادیث میں بیان ھونے والے معنی کو بھی بیان کرتے ھیں:

۱۔ روح وہ چیز ھے جو زندگی کا سبب بنتی ھے جیسا کہ ارشاد رب العزت ھوتا ھے:

(وَيَسْأَلُونَکَ عَنْ الرُّوحِ قُلْ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّی وَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ الْعِلْمِ إِلاَّ قَلِيلًا) [4]

"تمھارا پروردگار (اس سے) خوب واقف ھے) اور (اے رسول) تم سے لوگ روح کے بارے میں سوال کرتے ھیں تم (ان کے جواب میں) کہدو کہ روح (بھی) میرے پروردگار کے حکم سے (پیدا ھوئی ھے)اور تم کو بہت ھی تھوڑاسا علم دیا گیا ھے"۔

اس سلسلے میں مفسرین قرآن نے چند نظریات بیان کئے ھیں[5] جن میں سب سے واضح ترین نظریہ یہ ھے کہ روح وہ چیز ھے جس کے ذریعہ بدن قائم و باقی رہتا ھے ، اور اسی معنی پر قرآن و احادیث اہل بیت علیہم السلام سے تائید ملتی ھے۔ [6]

جیسا کہ ابو بصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ھے کہ میں نے اس

آیت (وَيَسْأَلُونَکَ عَنْ الرُّوحِ) ۔۔۔۔ کے بارے میں سوال کیاکہ روح کیا چیز ھے؟تو آپ نے فرمایا:وھی جو حیوانوں اور انسانوں میں ھوتی ھے؟تو میں نے کہا: وہ کیا چیز ھے؟تو آپ نے فرمایا:

"ھی من الملکوت من القدرة"۔ [7]

"یہ (روح) ملکوت کی قدرت سے ایک چیز ھے"۔

آیہ شریفہ (قُلْ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّی) ۔۔۔۔ کے سلسلے میںمفسرین قرآن نے متعدد معنی نقل کئے ھیں جن میں سے ھم چند اقوال بیان کرتے ھیں:

۱۔ پیغمبر اکرم (ص) سے روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آنحضرت نے اس آیت (قُلْ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّی) کے ذریعہ جواب دیا اور فرمایا کہ روح امر خدا کی قسم ھے ، اس کے بعد امر خدا کے بارے میں اس آیت کی تلاوت فرمائی:

(إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ کُنْ فَيَکُونُ فَسُبْحَانَ الَّذِی بِيَدِهِ مَلَکُوتُ کُلِّ شَیْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ) (۸۳)[8]

"اس کی شان تو یہ ھے کہ جب کسی چیز کو (پیدا کرنا) چاہتا ھے تو وہ کہہ دیتا ھے کہ ھوجا تو وہ(فوراً)ھوجاتی ھے تو وہ خدا (ہر نقص سے) پاک وصاف ھے جس کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ھے اور تم لوگ اسی کی طرف لوٹ کر جاوٴگے "۔

پس معلوم یہ ھے ھوا کہ "امر خدا"ملکوت کی قدرت میں سے ایک چیز ھے اور امر خدا یہ ھے کہ جب کسی چیز کے لئے کہتا ھے "کُن" (یعنی "ھوجا") تو وہ چیز ھوجاتی ھے،اور اس کو بغیر کسی دوسرے واسطوں کے جن کے ذریعہ کوئی چیز وجود میں آتی ھے، اور بغیر کسی زمان و مکان کی قید و شرط کے زندگی مل جاتی ھے ، اس بات پر خداوندعالم کا یہ فرمان دلالت کرتا ھے:

(وَمَا أَمْرُنَا إِلاَّ وَاحِدَةٌ کَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ) [9]

"اور ھمارا حکم تو بس آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ھوتی ھے"۔

پس واضح یہ ھوا کہ آیہ کریمہ روح کی حقیقت کو امر خدا کی اقسام سے بیان کرتی ھے۔ [10] ۲۔ پیغمبر اکرم (ص) سے روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس آیت کے ذریعہ جواب دیا: (الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّی) ---۔ یعنی جس چیز سے خداوندعالم اپنے علم کے ذریعہ اثر کرتا ھے، اور کوئی شخص بھی اس روح کی حقیقت کو نھیں جانتا۔ [11]

۳۔ پیغمبر اکرم (ص) سے روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ روح

قدیم ھے یا حادث ھونے والی ھے تو آیت نے جواب دیا (الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّی) ---۔ یعنی خدا کے فعل اور اس کی خلق ھے، پس آنحضرت (ص) نے روح کو حادث مراد لیا، جو خدا کے فعل اور اس کی ایجاد ھے"۔ [12]

گزشتہ آیت میں کئے گئے روح کے معنی، حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت خداوندعالم کے اس قول کے ھم معنی ھے:

(فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِی) [13]

"تو جس وقت میں اس کو ہر طرح سے درست کر چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) روح پھونک دوں"۔

اسی طرح خداوندعالم حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ھے:

(فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوحِنَا وَجَعَلْنَا هَا وَ ابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ) [14]

"تو ھم نے ان (کے پیٹ) میں اپنی طرف سے روح پھونک دی اور ان کو اور ان کے بیٹے (عیسیٰ) کو سارے جھان کے واسطے (اپنی قدرت کی) نشانی بنائی"۔

نیز ارشاد خداوندعالم ھوتا ھے:

(اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللهِ وَ كَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا اِلَىٰ مَرْيَمَ وَ رُوحٌ مِنْهُ) [15]

"مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح (نہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے پس) خدا کے ایک رسول اور اس کے ایک کلمہ (حکم) تھے جسے خدا نے مریم کے پاس بھیج دیا تھا (کہ حاملہ ھوجا) اور خدا کی طرف سے ایک جان تھے"۔

ان تمام آیات میں روح کے معنی ایک مخفی قدرت کے کئے گئے ھیں جس کے ذریعہ زندگی ملتی ھے، اور اسی روح کے ذریعہ موجودات میں حیات پیدا ھوتی ھے، بتحقیق خداوندعالم نے حضرت آدم و عیسیٰ (علیھما السلام) کی روح کو ذکر (نشانی) کے عنوان سے بیان کیا ھے، کیونکہ ان دونوں انبیاء کی خلقت دوسری مخلوق کی نسبت کے علاوہ ھے، اور خداوندعالم نے "روح" کی اضافت اپنی طرف کی ھے "رُوحِی" (یعنی میری روح) کھا، البتہ یہ اضافہ تشریفی ھے جس کے معنی "کرامت، عظمت اور جلالت سے مخصوص" کے ھیں، جیسا کہ خداوندعالم نے خانہ کعبہ کی اپنی طرف نسبت دی ھے، ارشاد ھوتا ھے: (طَهِّرَ بَيْتِیَ) ---۔ [16]

۲۔ روح جناب جبرئیل کو بھی کھا جاتا ھے، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا) [17]

"تو هم نے اپنی روح (جبرئیل) کو ان کے پاس بھیجا تو وہ اچھے خاصے آدمی کی صورت بن کر ان کے سامنے آکھڑا ھوا (وہ اس کو دیکھ کر گھبرائیں)"۔

اس آیت میں روح سے مراد جناب جبرئیل ھے۔ [18]

خداوندعالم نے جناب جبرئیل کی توصیف امانت و طہارت سے کی ھے، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِکَ) [19]

"(خدا) کا اتارا ھوا ھے جسے روح الامین (جبرائیل)صاف عربی زبان میں لے کر تمہارے دل پر نازل ھوئے ھیں"۔

نیز ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّکَ) [20]

"(اے رسول)تم صاف کہدو کہ اس (قرآن)کوتو روح القدس (جبرائیل) نے تمہارے پرور دگار کی طرف سے حق نازل کیا ھے"۔

مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ھے کہ آپ نے فرمایا: "ھو جبرئیل، والقدس الطاھر" [21]روح کو خدا نے اپنی طرف نسبت دی ھے جو شرافت اور تعظیم کی بناپر ھے۔ [22]

۳۔ روح کے معنی مخلوق اعظم ملائکہ ھیں:بہت سی آیات و احادیث سے معلوم ھوتا ھے کہ روح سے مراد ملائکہ ھیں جو خدا کے نزدیک صاحب عظمت ھیں، جن کو خداوندعالم نے اپنے بعض اھم کام جیسے غیبی مسائل اور وحی کی ذمہ داری سونپی ھے، چاھے وہ ایک فرشتہ ھو یا ملائکہ ھوں، چاھے دنیاوی امور ھوں یاآخرت سے متعلق، ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوحُ وَالْمَلاَئِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ) [23]

"جس دن جبرائیل اور فرشتے (اس کے سامنے)پرباندھ کر کھڑے ھوں گے(اس دن) اس سے کوئی بات نہ کر سکے گا"۔

نیز ارشاد ھوتا ھے:

(تَنَزَّلُ الْمَلاَئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيْهَا بِأِذْنِ رَبِّهِمْ مِن كُلِّ أَمْرٍ) [24]

"اس (رات) میں فرشتے اور جبرائیل (سال بھر کی) ہر بات کا حکم لے کر اپنے پروردگار کے حکم سے نازل ھو تے ھیں"۔

اور احادیث میں اس مخلوق کو ملائکہ میں خلق اعظم سے یاد کیا گیا ھے۔ [25]

(یا ملک اعظم جبرئیل و میکائیل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ علیھم السلام کے ساتھ میں تھ [26]

ابو بصیر حضرت امام صادق علیہ السلام سے آیہ شریفہ (: وَكَذَلِکَ أَوْحَيْنَا إِلَيْکَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا) [27] کے سلسلہ میں روایت فرماتے ھیں:

" (خلق من خلق الله، أعظم من جبرئيل و ميكائيل، كان رسول الله(ص) يخبره و يسدّده وهو مع الائمة بعده) ۔" [28]

"(امر خدا) خدا کی ایک مخلوق ھے، جو جناب جبرئیل و میکائیل سے بھی عظیم ھیں، اور یہ رسول اللہ (ص) کے ساتھ تھا، جس کے ذریعہ آپ کو خبریں ملتی تھی اور آپ کی مدد ھوتی تھی، یہ امر خدا آنحضرت (ص) کے بعد ائمہ کے ساتھ ھے۔"

۴۔ روح کے معنی ایمان کے ھیں، جیسا کہ خداوندعالم فرماتا ھے:

(وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ) [29]

"اور خاص اپنے نور سے ان کی تائید کی"۔

مذکورہ بالا آیت کے بارے میں امام باقر و امام صادق علیھما السلام سے روایت ھے کہ "اس آیت میں روح سے مراد ایمان ھے۔" [30]

ابو بکیر سے روایت ھے: "میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے رسول اکرم سے منقول اس حدیث کے بارے میں سوال کیا: "إذا زنا الزانی فارقه روح الایمان؟"، امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد خداوندعالم کا یہ قول ھے: (وَأَيَّدَهُمَ بِرُوَحٍ مِنْهُ) ذلک الذی یفارقه" [31]۔یعنی مذکورہ آیت میں جس روح کے ذریعہ مدد کی جاتی ھے اس سے مراد وھی روح ھے۔ اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی روایت منقول ھے۔ [32]

اسی طرح روح کے سلسلے میں یہ بھی کھاگیا ھے کہ قرآنی آیات سے یہ بات ظاھر ھوتی ھے کہ مومنین کے لئے اس روح کے علاوہ جس میں مومن اور کافر سبھی شریک ھیں؛ اس کے علاوہ ایک روح اور بھی ھے جس کے ذریعہ مومنین کو ایک دوسری حیات ملتی ھے جس کے ذریعہ ان کو شعور اورقدرت ملتی ھے، چنانچہ اسی کی طرح درج ذیل آیت اشارہ کرتی ھے:

(أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِ النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا) [33]

"پھر ھم نے اس کو زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور بنایا جس کے ذریعہ سے وہ لوگوں میں بے تکلف چلتا پھرتا ھے اس شخص کا سا ھو سکتا ھے جس کی یہ حالت ھے کہ (ہر طرف سے) اندھیروں میںپھنسا ھوا ھے کہ وہاں سے کسی طرح نکل نھیں سکتا ھے"۔

۵۔ روح کے معنی کتاب اور نبوت کے بھی ھیں، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

(يُنَزِّلُ الْمَلاَئِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ) [34]

"وھی اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاھتا ھے وحی دے کر فرشتوں کو بھیجتا ھے"۔

نیز ارشاد ھوتا ھے:

(يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ) [35]

"وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ھے اپنے حکم سے وحی نازل کرتا ھے "۔

پہلی آیت کے بارے میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ھے کہ روح سے مراد "کتاب اور نبوت ھے"۔ [36]

کھا گیا ھے کہ یہاں (مذکورہ آیت میں) روح کا اطلاق: نبوت، دین اور وحی وغیرہ پر بھی ھوتا ھے، جن کے ذریعہ سے انسان روح اور عقل کو حیات ملتی ھے، کیونکہ انسان ان کے ذریعہ سے خداوندعالم، اس کی کتابوں، اس کے انبیاء اور ملائکہ کی معرفت و شناخت حاصل کرتا ھے، اور روح کے ذریعہ یہ تمام معارف اور تعلیمات حاصل ھوتی ھیں۔ [37]

روح کا مجرد ھونا

روح سے مراد وہ شئے ھے جس کی طرف انسان لفظ: "انا" کے ذریعہ اشارہ کرتا ھے، یا جس کو نفس ناطقہ کھا جاتا ھے۔ [38] روح کے مجرد ھونے کا مطلب یہ ھے کہ روح کے لئے کوئی قابل تقسیم اور زمان و مکان رکھنے والا مادی عنصر نھیں ھے۔ [39] اور روح کا حکم بدن اور اس کے دوسرے حصوں کی ترکیبات کے علاوہ ھے۔ [40]

قارئین کرام! یہ مسئلہ (روح کا مجرد ھونا) اس کے ھمیشہ باقی رہنے سے متعلق ھے، چنانچہ یہ ایک اھم فلسفی مسئلہ ھے جس کے بارے میں قدیم زمانہ سے فلاسفہ حضرات کے درمیان شدید اختلاف پایا جاتا ھے، بعض کہتے ھیں کہ روح مجرد ھے اور بعض کہتے ھیں کہ روح مجرد نھیں ھے، کیونکہ یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ھے جو سب سے زیادہ انسان کے دل سے قریب اور متعلق ھے کیونکہ یہ مسئلہ عالم حس سے منقطع ھونے کے بعد انسان کی آرزوں کے لئے جائے اطمینان قرار پاتا ھے۔ مادی لوگ روح کے ھمیشہ باقی رہنے کے منکر ھیں لیکن روح کو مجرد ماننے والے روح کے ھمیشہ باقی رہنے کے قائل ھیں، ھم ذیل میں دونوں نظریات بیان کرتے ھیں:

۱۔ مادی افراد: روح کی اقسام اور روح کا جسم میں مقام کہاں ھے، اس سلسلہ میں مادی لوگوں کے نظریات میں اختلاف ھے، [41] لیکن تمام اس بات پر متفق ھیں کہ انسان اپنی خاص ھیکل و محسوس شکل میں مستقل وجود نھیں رکھتا یعنی اس مادہ سے جس کو روح کہتے ھیں اس سے الگ نھیں ھے بلکہ یہ روح جسم کی خاصیت ھے، انسان روح کے تمام دئے گئے احکام پر عمل کرتا ھے، اور عقل و شعور اور ارادہ و فکر یہ تمام اعضاء کے وظائف ھیں جس طرح بدن کے دوسرے وظائف ھوتے ھےں، اسی طرح مادیوں کے نزدیک فکری اور معرفتی آثار عصبی و عقلی خلیوں کی فعالیت کے نتائج ھیں، یہ تمام آثار اور روحی نشاط عقل و عصبی سسٹم کی بنا پر ظاہر ھوتے ھیں۔ یہ روح جسم کے مرنے سے مرجاتی ھے، اور جب انسان مرجاتا ھے تو اس کی شخصیت بھی مرجاتی ھے اور اس کا بدن نابودھوجاتا ھے، اور اس کے تمام عقلی، نفسانی اور روحی کمالات کا خاتمہ ھوجاتا ھے۔ [42]

آج کا مادی فلسفہ روحی تمام ان آثار سے جاہل ہے جو قانون مادہ کی کسوٹی پر پورے نھیں اترتے، اور مادی فلاسفہ کہتے ھیں کہ روح اور اس کے تمام آثار علم و شعور کی ایک قسم ھے، ان کا روح کے لئے کوئی وجود نھیں ھے جس کو انسانی مادی جسم سے الگ کیا جا سکے، بلکہ روح انسان کی ذات سے متعلق ھوتی ھے اور علم کی بنا پر اپنی ذمہ داری کو انجام دیتی ھے، اور افکار اور خواہشات مادی کارکردگی کی بنا بر حاصل ھوتے ھیں، جیسے لوھے کے دو ٹکڑوں کو رگڑنے سے حرارت اور گرمی پیدا ھوتی ھے، یہ تمام نتائج جنھیں انسان حاصل کرتا ھے یہ عالم خارجی میں عکس العمل کا نام ھے، جیسا کہ "بافلوف" ری ایکشن کے سلسلے میں کہتا ھے: انسان کا ظرف اور جو چیزیںاس سے ظاہر ھوتی ھیں یہ سب مادہ کو عالی طریقہ سے منظم کرنے کا نتیجہ ھے۔

اہل جدل مادی حضرات اس تصور کا انکار کرتے ھیں کہ روح مادہ سے جدا ایک مستقل شی ھے بلکہ ان کا عقیدہ ھے کہ روح ایک مادہ کی اعلیٰ شکل ھے اور یہ ایک عمل و اجتماعی نشاط کا نتیجہ ھے۔ (43)

مادی فلاسفہ نے روح کے انکار کے سلسلے میں ایسے بے بنیاد دلائل بیان کئے ھیں، جن سے ان کا مدعیٰ ذرا بھی ثابت نھیں ھوتا۔ (44)

۲۔ روح کو مجرد ماننے والے: اکثر گزشتہ امتیں بھی روح کو مجرد اور ھمیشہ باقی رہنے والی شئے مانتی ھیں، جیسے ہندو، مصری، چینی، یونانی، زرتشت، اسی طرح ان کے فلاسفہ اور شعراء بھی روح کو مجرد مانتے تھے، "سقراط" اور "افلاطون" کا بھی یھی عقیدہ تھا کہ روح جوہر مجرد ھے اور ھمیشہ سے باقی ھے (اور باقی رھے گی)، جس وقت بچہ شکم مادر میں ھوتا ھے اسی وقت سے اس میں روح آجاتی ھے، اور انسان کے مرنے کے بعد اپنی پہلی جگہ پر لوٹ جاتی ھے۔ افلاطون کا عقیدہ ھے کہ انسان میں دو طرح کی روح ھوتی ھیں: ایک عاقلہ روح، جو ھمیشہ باقی رہتی ھے، یہ دماغ میں رہتی ھے، دوسری غیر عاقلہ ھوتی ھے اور نہ ھی ھمیشہ کے لئے باقی رہتی ھے، اس کی بھی دو قسمیں ھیں، ایک غضبی، جو انسان کے سینہ میں رہتی ھے دوسری شھوتی روح جس کا مقام انسان کا شکم ھوتا ھے۔

ارسطو کا عقیدہ یہ ھے کہ انسان کی روح بدن کے ساتھ ساتھ پیدا ھوتی ھے، جس وقت انسان کا بدن (شکم مادر میں) کامل ھوتا ھے تو اس میں روح پیدا ھوتی ھے، ایسا نھیں ھے کہ انسان کی روح پہلے سے موجود ھو اور اس کے بدن میں آجاتی ھے، ارسطو نے بدن میں پائی جانی والی روح کی تین قسم کی ھیں: روحِ عاقلہ (نفس ناطقہ)، یہ روح مجرد ھے، دوسری روح احساسی یا روح حیوانی کھی جاتی ھے اور تیسری روح غذائی ھے۔ دوسری اور تیسری قسم کی روح مجرد نھیں ھیں۔ (45)

"ڈی کرٹ" (ت: ۱۵۶۰) کا کہنا ھے کہ روح، جسم سے الگ ھوتی ھے، روح و جسم کی اپنی الگ الگ خصوصیتیں ھوتی ھےں، روح کو ایک جوہر سمجھا گیا ھے جس کی خاص خصوصیت غور و فکر کرنا ھوتا ھے، اسی طرح روح کے حصے نھیں کئے کیا جاسکتے اور نہ ھی اس کی قسمیں بنائی جاسکتی ھیں، روح اور اس کے اجزاء میں جنس کا تصور نھیں ھے اور جسم کو ایک جوہر سمجھا گیا ھے جس کی

خصوصیت مدد کرنا ھے، جسم کے حالات میں سے صورت اور حرکت ھے، اور یہ جسم قابل تقسیم ھے اور اس میں تغییر و تبدیلی آتی رہتی ھے۔ [46]

روح کے سلسلے میں مغربی قدیم اور جدید فلاسفہ کے مختلف اقوال ھیں، ھم صرف انھیں پر اکتفاء کرتے ھیں۔

لیکن مسلم فلاسفہ، منجملہ: شیخ صدوق کہتے ھیں: روح کے سلسلے میں ھمارا عقیدہ یہ ھے کہ روح جسم کی جنس سے نھیں ھے بلکہ یہ ایک دوسری مخلوق ھے [47]، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ) [48]

"پھر ھم نے اس کو (روح ڈال کر) ایک دوسری صورت میں پیدا کیا (سبحان اللہ) خدا با برکت ھے جو سب بنانے والوں سے بہتر ھے"۔

جب انسان مرجاتا ھے تو یہ روح اس کے بدن سے نکل جاتی ھے لیکن باقی رہتی ھے، اور بعض پر نعمتیں نازل ھوتی ھیں اور بعض پر عذاب نازل ھوتا ھے، یہاں تک کہ (روز قیامت) خداوندعالم ان روحوں کو ان کے جسموں میں پلٹادے گا۔ [49]

علامہ نصیر الدین طوسی فرماتے ھیں: نفس ایک جوھر مجرد ھے، علامہ حلی اس جملہ کی یوںتشریح فرماتے ھیں: نفس کی ماھیت اور حقیقت کے سلسلے میں علماء کے درمیان اختلاف ھے کہ آیا وہ جوھر ھے یا نھیں؟ اور جو لوگ جوھر کہتے ھیں ان کے درمیان بھی اختلاف ھے کہ آیا مجرد ھے یا نھیں؟ علماء علم کلام کے قدماء جیسے امامیہ میں سے نوبخت، شیخ مفید، اور اشاعرہ مذھب میں سے غزالی کے نزدیک یہ مشھور ھے کہ روح مجرد ھے جسم اور جسمانی نھیں ھے [50] اور روح کا جسم کے ساتھ رابطہ تدبیر اور تصرف جیسا ھوتا ھے۔۔۔۔

اسی نظریہ کو اشاعرہ میں سے راغب اصفہانی، فخر الدین رازی اور معتزلہ سے معمر بن عباد سلمی نے اختیار کیا ھے، اور امامیہ میں سے اسی نظریہ کی علامہ حلّی اور شیخ بہائیٔ وغیرہ (شیعہ علماء) نے بھی تائید کی ھے، [51] اور بعض علماء متاخرین نے اس بات کا دعویٰ کیا ھے کہ روح کا مجرد ھونا بہت سی احادیث سے ثابت ھے۔ [52]

ابن سینا صرف قوہ عاقلہ کو مجرد مانتے تھے لیکن صدر المتالھین شیرازی کا عقیدہ ھے کہ انسان کی تمام حیاتی قوتوں کے لئے ایک مادی جہت ھوتی ھے اور دوسری جہت حالت تجرد ھوتی ھے، انسان کی تمام مادی قوتوں کے ساتھ مجرد قوتیںبھی ہیں یہاں تک کہ جب انسان مرجاتا ھے تو بھی اس سے عقل تنہا ھونے کے باوجود جدا نھیں ھوتی، یھی نھیں بلکہ عقل و خیال قوہ ذاکرہ، باصرہ، اور سامعہ یہ سب بھی جدا نھیں ھوتیں [53]

روح کے مجرد ھونے کے دلائل:

بہت سے فلاسفہ اور علماء علم کلام نے دلائل قائم کئے ھیں کہ روح بدنی صفات اور اعراض سے مجرد ھے اورموت سے نھیں مرتی بلکہ ھمیشہ باقی رہتی ھے اور اس پریا نعمتیں نازل ھوتی رہتی ھیں یا عذاب نازل ھوتا رہتا ھے، ھم یہاں پرچند دلائل بیان کرتے ھیں:

۱۔ قرآنی آیات:

وہ قرآنی آیات جو دلالت کرتی ھیں کہ شھداء کرام ، صدیقین کی ارواح مقدسہ بدن کے پارہ پارہ ھونے سے نھیں مرتی بلکہ ان کی روح پر خداوندعالم کی طرف سے نعمتیں نازل ھوتی رہتی ھیں، ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(وَلاَتَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِی سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لاَتَشْعُرُونَ) [54]

"اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے انھیں کبھی مردہ نہ کہنا بلکہ وہ (لوگ)زندہ ھیںمگر تم (ان کی زندگی کی حقیقت کا) کچھ بھی شعور نھیں رکھتے"۔

نیز ارشاد ھوتا ھے:

(وَلاَتَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِی سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ) [55]

"اور جو لوگ خدا کی راہ میں شھید کئے گئے ھیں انھیں مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ لوگ جیتے (جاگتے موجود) ھیں اپنے پرور دگار کے ہاں سے(وہ طرح طرح کی)روزی پاتے ھیں"۔

ایضاً:

(يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَ ادْخُلِي جَنَّتِي) [56]

"(اور کچھ لوگوں سے کھے گا)اے اطمینان پانے والی جان اپنے پروردگار کی طرف چل تو اس سے خوش وہ تجھ سے راضی تو میرے (خاص)بندوں میں شامل ھوجا ، اور میرے بہشت میں داخل ھو جا"۔

پس ان مذکورہ آیات کے پیش نظر ثابت ھوتا ھے کہ انسان کبھی کبھی جسم کے ساتھ زندہ رہتا ھے ، جس کا لازمہ یہ ھے کہ انسان کی حقیقت اس بدن کے علاوہ ھے۔ [57]

۲۔ بعض قرآنی آیات دلالت کرتی ھیں کہ کفار اپنے اسی جسم کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں عذاب میں ھوتے ھیں، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ) [58]

"اور فرعونیوں کو برے عذاب نے (ہر طرف سے) گھیر لیا (اور اب تو قبر میں دوزخ کی) آگ ھے کہ وہ لوگ (ہر) صبح و شام اس کے سامنے لاکر کھڑے کئے جاتے ھیں اور جس دن قیامت برپا ھوگی"۔

نیز ارشاد رب العزت ھوتا ھے:

(مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللهِ أَنْصَارًا) ۔[59]

"(آخر) وہ اپنے گناھوں کی بدولت (پہلے تو) ڈوبائے گئے پھر جہنم میں جھونکے گئے تو ان لوگوں نے خدا کے سوا کسی کو اپنا مدد گار نہ پایا"۔

پس کفار پر موت کے بعد عذاب ھوتا رہتا ھے، جس سے یہ بات ثابت ھوتی ھے کہ انسان کی حقیقت اس بدن کے علاوہ ھے[60]

۳۔ بعض قرآنی آیات جن میں انسانی جسم کے مختلف مراحل کا ذکر کیا گیا ھے، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ سُلاَلَةٍ مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا) [61]

"اور ھم نے آدمی کو گیلی مٹی کے جوہر سے پیدا کیا، پھر ھم نے اس کو ایک محفوظ جگہ (عورت کے رحم میں) نطفہ بنا کر رکھا پھر ھم ھی نے نطفہ کو جما ھوا خون بنایا پھر ھم ھی نے منجمد خون کو گوشت کا لوتھڑا بنایا، پھر ھم ھی نے (اس) لوتھڑے میں ہڈیاں بنائیں 'پھر ھم ھی نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا"۔

مذکورہ آیت سے معلوم ھوتا ھے کہ انسان سوائے جسم کے کچھ نھیں ھے یہ جسم مختلف مراحل سے گزرا ھے اور جب خداوندعالم نے اس بدن میں روح پھونکنا چاھی تو فرمایا:

(ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ) [62]

یعنی ھم نے اس جامد جسم کو ایک دوسرے با شعور و علم و فکر والے جسم میں تبدیل کردیا، یہ اس بات کی وضاحت ھے کہ روح جس جسم سے متعلق ھوتی ھے وہ اس جسم سے الگ چیز ھے جو مختلف مراحل سے گزرا ھے، پس آیت دلالت کرتی ھے کہ روح بدن کے علاوہ ایک دوسری شئے ھے۔[63]

اسی طرح خلقت انسان کے بارے میں خداوندعالم کا یہ فرمان:

(وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلاَلَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ) [64]

"اور انسان کی ابتدائی خلقت مٹی سے کی پھر اس کی نسل (انسانی جسم کے) خلاصہ یعنی (نطفہ کے سے) ذلیل پانی سے بنائی پھر اس (کے پتلے) کو درست کیا اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور تم لوگوں کے (سننے کے) لئے کان اور (دیکھنے کے لئے) آنکھیں اور (سمجھنے کے لئے) دل بنائے (اس پر بھی) تم لوگ بہت کم شکر کرتے ھو"۔

یا جناب آدم علیہ السلام کی خلقت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي) [65]

"تو جب میں اس کو درست کرلوں اور اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح پھونکدوں "۔

پس خداوندعالم نے اعضاء اور جسم کی خلقت اور روح پھونکنے کے درمیان فرق قائم کیا ہے لہٰذا یہ فرق کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ روح کی حقیقت جسم کی حقیقت کے علاوہ کوئی اور شئ ہے۔ [66]

۴۔ بعض آیات الٰہی میں اس فرق کو بیان کیا گیا ہے کہ انسان کے مادی اجزاء ختم ہوجاتے ہیں اور کچھ اجزاء باقی رہتے ہیں، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

(اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى) [67]

"خدا ہی ان لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں (اپنی طرف) کھینچ کر بلاتا ہے اور جو لوگ نہیں مرے (ان کی روحیں) ان کی نیند میں (کھینچ لی جاتی ہے)بس جن کے بارے میں خدا موت کا حکم دے چکا ہے ان کی روحوں کو روکے رکھتا ہے اور باقی (سونے والوں کی روحونکو)پھر ایک مقرر وقت کے واسطے بھیج دیتا ہے "۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان روح اور جسم کا نام ہے، اور روح حکم خدا سے بدن پر حکومت اور اس میں تدبیر کرتی ہے ، اور موت روح و بدن کے درمیان موجود رابطہ کے ختم ہوجانے کانام ہے، اور یہ روح موت کے بعد اپنے خالق کی طرف پلٹ جاتی ہے، اور خداوندعالم اس روح کو سوتے وقت اور موت کے وقت قبض کرلیتا ہے اور اگر کسی کی موت آجاتی ہے تو وہ روز قیامت تک خدا کے پاس باقی رہتی ہے، اور پھر روز قیامت اس کے جسم میں واپس چلی جائے گی۔

کھاجاتا ہے کہ جو نفس سوتے وقت جو (روح) انسان سے جدا ہوتا ہے وہ وہی نفس ہے جس کی بنا پر عقل و تمیز ہوتے ہیں، لیکن جب عقل و تمیز زائل ہوجاتے ہیں تو نفس باقی رہتا ہے، لیکن وہ نفس (روح) جو موت کے وقت وفات پاتا ہے وہ نفسِ حیات ہوتا ہے جس حیات کے نکلنے سے نفس (سانس) بھی نکل جاتا ہے ، پس جب انسان سوتا ہے تو اس کے ساتھ روح باقی رہتی ہے لیکن جب موت کے وقت روح قبض ہوتی ہے تو بدن سے روح نکل جاتی ہے۔ [68]

پس جب انسان کو موت آتی ہے تو قرآنی لحاظ سے تو اس کی شخصیت، انسانیت کا معیار اور انسان کی حقیقت باقی رہتی ہے اور یہ وہی روح ہے، جس کو حقیقت ارادی کھاجاتا ہے اور یہ جسم کے پارہ پارہ ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ [69]

قارئین کرام! یہ تمام مذکورہ آیات جن میں عہد و پیمان اور ارسال (رُسل) کے بارے میں بیان کیا گیا ھے؛ان سے معلوم ھوتا ھے کہ نفس اور بدن میں مغایرت پائی جاتی ھے[70](یعنی دو الگ الگ چیزیں ھیں) کیونکہ بعض خصوصیات میں فقط روح موثر ھوتی ھے ، اور اگر انسان کی حقیقت مادی ھوتی تو عہد و یثاق اور ارسال و امساک کے کوئی معنی نھیں ھوں گے۔

۵۔ ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(وَيَسْأَلُونَکَ عَنْ الرُّوحِ قُلْ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّی) [71]

"اور پیغمبر یہ آپ سے روح کے بارے میں دریافت کرتے ھیں تو کہہ دیجئے کہ یہ میرے پروردگار کا ایک امر ھے"۔

ا (ِِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ کُنْ فَيَکُونُ) [72]

"اسکا امر صرف یہ ھے کہ کسی شی کے بارے میں یہ کہنے کا ارادہ کرلے کہ ھو جا اور وہ شے ھوجاتی ھے"۔

امر سے مراد "کُن" کہنا ھے جس کی طرف خداوندعالم نے اپنے اس قول میں ارشارہ فرمایا ھے:

(إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ کُنْ فَيَکُون) ۔[73]

" اس کی شان تو یہ ھے کہ جب کسی چیز کو (پیدا کرنا) چاہتا ھے تو وہ کہہ دیتا ھے کہ ھو جا تو (فوراً) ھو جاتی ھے"۔

اس کا مطلب یہ ھے کہ امر خدا (جس میں سے ایک روح بھی ھے)کا وجود دفعی (ایک دم) ھے اور تدریجی نھیں ھے، پس یہ امر خدا زمان و مکان کے شرائط کے بغیر ھی ھوتا ھے، اس سے یہ بھی معلوم ھوجاتا ھے کہ روح جو امر خدا کی ایک قسم ھے جسمانی اور مادی نھیں ھے، کیونکہ مادی جسمانی موجودات کے عام احکام میں سے ھے کہ رفتہ رفتہ پیدا ھوتے ھیں، یعنی ان کا وجودتدریجی ھوتا ھے اور زمان و مکان سے مقید ھوتے ھیں،پس معلوم یہ ھوا کہ روح مادی اور جسمانی شئ نھیں ھے۔[74]

۲۔ احادیث کے ذریعہ استدلال

اگرچہ اس سلسلے میں بہت سی احادیث موجود ھیں لیکن ھم ان میں سے چند ایک بیان کرتے ھیں:

۱۔ حضرت رسول اکرم (ص)نے فرمایا:

"من صلی عليَّ عند قبری سمعته ،ومن صلی عليَّ من بعيد بلغته "

وقال (ص):"ومن صلی عليَّ مرة صليت عليه عشرا ،ومن صلی عليَّ عشرا صليت عليه مائة فليکثر امرو منکم الصلاة عليَّ أو فليقل" (75)

"جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود و سلام بھیجے تو میں اس کو سنتا ھوں، اور جو شخص دور سے بھی مجھ پر درود و سلام بھیجے تو میں بھی جواب بھیجتا ھوں"۔

اسی طرح آنحضرت (ص) نے فرمایا:

جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود و سلام بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ درود و سلام بھیجوں گا، اور جو شخص مجھ پر دس مرتبہ درود و سلام بھیجے تو میں اس پر سو (۱۰۰) مرتبہ درود و سلام بھیجوں گا، لہٰذا جو شخص جتنی مرتبہ مجھ پر درود و سلام بھیجے گا اسی طرح ھماری طرف سے درود و سلام ھوگا"۔

پس ان احادیث کے پیش نظر یہ بات واضح ھوجاتی ھے کہ آنحضرت (ص) اس دنیا سے رحلت کے بعد بھی درود و سلام کو سنتے ھیں، اور یہ ممکن نھیں ھے، مگر اس صورت میں کہ آنحضرت (ص) خدا کی بارگاہ میں زندہ ھوں، اسی طرح ائمہ معصومین علیھم السلام بھی ان پر بھیجے گئے درود و سلام کو سنتے ھیں چاھے سلام کرنے والا نزدیک سے سلام کرے یا دور سے، جیسا کہ ائمہ علیھم السلام سے مروی احادیث صادقہ میں بیان ھوا ھے۔ (76)

۲۔ آنحضرت (ص) سے مروی ھے کہ جس وقت آپ بدر کے میدان میں کھڑے ھوئے تو آپ نے مقتول مشرکین کو خطاب کرتے ھوئے فرمایا:

"لقد کنتم جیران سوء لرسول الله ،اخرجتموہ من منزله و طردتموہ ،ثم اجتمعتم علیه فحار بتموہ، فقد وجدت ما عدنی ربی حقا، فهل وجدتم ماو عدکم ربکم حقا ، فقیل له(ص)ما خطابک لهامٍ قد صدیت؟ فقال رسول(ص) "فوالله ما انتم باسمع منهم ،وما بینهم وبین ان تاخذ هم الملائکة بمقامع الحدید الا ان اعرض بوجهی هکذا عنهم"۔ (77)

"بے شک تم لوگ رسول اللہ کے برے پڑوسی تھے، تم نے ان کو اپنے گھر سے نکال دیا اور پھر تم نے اس کے ساتھ جنگ کی، بے شک میںنے اپنے پروردگار کے وعدہ کو حق پایا، کیا تم نے بھی اپنے پروردگار کے وعدہ کو حق پایا؟ اس وقت آپ کے ساتھیوں نے کہا: یا رسول اللہ(ص) یہ آپ مردوں سے باتیں کررھے ھیں، تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: " خدا کی قسم تم لوگ ان سے زیادہ نھیں سن رھے ھو۔ میرے منھ موڑتے ھی ان پر فرشتے عذاب نازل کرنا شروع کردیں گے"۔

ایک روایت میں یہ بھی وارد ھوا ھے:

"ما انتم باسمع لمااقول منهم،ولکن لایستطیعون ان یجیبونی"۔ (78)

" یہ لوگ تمہاری طرح ھی میری گفتگو کو سن رھے ھیں لیکن جواب دینے کی طاقت نھیں رکھتے"۔

۳۔ آنحضرت (ص) ایک طویل خطبہ کے درمیان فرماتے ھیں:

"حتی اذا حمل المیت علی نعشه ،رفرف روحه فوق النعش و یقول :یا اهلی ویاولدی ،لا تلعبن بکم الدنیا کما لعبت بی ،جمعت المال من حله و غیر حله ،فالغنی لغیری و التبعة عليَّ ،فاحذر وا مثل ما حل بی"۔ (79)

"یہاں تک کہ جب انسان کی میت اٹھائی جاتی ھے تو اس کی روح اس کی میت کے اوپر پرواز کرتی ھوئی کھتی ھے: اے میری اولاد اور بچوں، تم میری طرح دنیا میں مشغول نہ ھوجانا، میں نے حلال و حرام طریقہ سے مال جمع کیا جس سے تم لوگ فائدہ اٹھاؤ گے لیکن اس کی آفت میری وبال جان بنی ھوئی ھے، لیکن میرے حال کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو"۔

۴۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ھے کہ آپ بصرہ کی جنگ کے بعد جب گھوڑے پر سوار ھوئے اور مقتولین کی صفوں میں پہنچے تو مقتولین میں کعب بن سورۃ کو دیکھا، کعب کی لاش کو دیکھاتو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: کعب کو بیٹھایاجائے، کعب کو آپ کے پاس بٹھایاگیاتو آپ نے اس سے مخاطب ھوکر فرمایا:

"یاکعب بن سورۃ، قد وجدت ما وعدنی ربی حقا، فھل وجدت ما وعدک ربک حقا؟"۔

اے کعب بن سورۃ! میں نے اپنے پروردگار کا کیا ھوا وعدہ حق پایا، کیا تو نے بھی اپنے پروردگار کے وعدہ کو حق پایا؟

اس کے بعد آپ نے فرمایاکہ کعب کو زمین پر لٹادو، اس کے بعد طلحہ بن عبد اللہ کے ساتھ بھی اسی طرح کی گفتگو کی، تو آپ کے ایک صحابی نے عرض کی یا امیر المومنین! یہ مردے آپ کی باتوں کو کیسے سن سکتے ھیں؟! تو اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا:

"مه یا رجل فواللہ لقد سمعا کلامی کما سمع اھل القلیب کلا م رسول اللہ (ص)"۔ (80)

"اے شیخ چپ ھوجا، قسم بخدا یہ لوگ میری باتوں کو سن رھے ھیں جس طرح بدر کے میدان میں کلام رسول اللہ (ص)کو کفار و مشرکین نے سنا تھا"۔

۵۔ حبہ عرنی سے مروی ھے کہ میں ظہر کے وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ نکلا، تو آپ وادی السلام میں ایسے کھڑے ھوگئے گویااقوام سے مخاطب ھیں، میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! آپ کتنی دیریہاں کھڑے رھیں گے کچھ دیر آرام بھی تو فرمالیں، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے حبہ! یہ مومنین سے گفتگو اور ان کے ساتھ انسیت ھے، تو میں نے عرض کیا یا امیر المومنین کیا واقعاً ایسا ھی ھے تو آپ نے فرمایا:

"نعم،ولوکشف لک لرایتھم حلقاحلقامحتبین یتحادثون۔۔۔"۔ (81)

"ہاں ایسا ھی ھے، اگر تمہارے سامنے سے بھی حجاب اٹھ جائے تو تم دیکھو گے کہ یہ لوگ حلقہ حلقہ بیٹھے ھوئے گفتگو کررھے ھیں"۔

۶۔ ابو بصیر سے مروی ھے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مومنین کی ارواح کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

"فی حجرات فی الجنة ،یاکلون من طعامھا ،و یشربون من شرابھا، ویقولون:ربنا اقم الساعة لنا،وانجزلنا ماوعدتنا،والحق آخرناباولنا"۔ (82)

"(مومنین کی ارواح) جنت کے حجروں میں ھیں، وہاں وہ کھانا کھاتی ھیں اور پانی پیتی ھیں، اور کہتی ھیں: پالنے والے! قیامت برپا کردے اور اپنے کئے ھوئے وعدہ کو وفا کردے، اور ھمارے بعد والوں کو بھی ھم سے ملادے"۔

۷۔ ابو بصیر سے مروی ھے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کفار و مشرکین کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

"فی النار یعذبون ،یقولون :ربنا لا تقم لنا الساعة ،ولا تنجزلنا ما وعدتنا ولا تلحق آخرنا باولنا"۔ [83]

"(کفار و مشرکین کی روحیں) عذاب خدا میں رہتی ھیں اور کہتی ھیں پالنے والے! قیامت برپا نہ کر، اور اپنے کئے ھوئے وعدہ سے چشم پوشی کرلے، اور ھمارے بعد والوں کو ھم سے نہ ملا"۔

۳۔ عقلی دلائل:

روح کے صفات مادہ سے مجرد ھونے پر علماء کرام سے چند عقلی دلائل بیان کئے گئے ھیں، جن میں سے یہاں پر بعض کو بیان کیا جاتا ھے:

۱۔ یہ بات واضح رھے کہ انسان کی تمام معلومات مادہ سے مجرد ھوتی ھےں، پس ان سے متعلق علم بھی لامحالہ ان کے مطابق ھوگا، تو یہ علم بھی مجرد ھوگا، کیونکہ معلومات مجرد ھے، لہٰذا اس کے محل (جو کہ نفس ھے) کا بھی مجرد ھونا ضروری ھے، کیونکہ مجرد چیز مادی چیز میں نھیں سما سکتی۔

۲۔ مادیات قابل تقسیم ھیں، اور نفس پر عارض ھونی والی شئے (علم) غیر قابل تقسیم ھے، تو اس کا مقام بھی (نفس) غیر قابل تقسیم ھونا چاہئے، اس کے بعد تمام علوم کا مقام و محل اگر جسم ھو یا جسمانی ھو تو ان علوم کو تقسیم ھونا چاہئے، لیکن علوم اور ذہنی مطالب کا تقسیم ھونا محال ھے۔

۳۔ انسانی روح، لامتناھی (یعنی جس کی حد نہایت نہ ھو) افعال و ادراک پر قدرت عطا کرتی ھے جیسے لا متناھی عدد کا تصور کرنا، لیکن جسمانی قوت لامتناھی امور پر قادر نھیں ھے، لہٰذا معلوم یہ ھوا کہ روح جسم کے علاوہ ھے۔

۴۔ اگر علم کی جگہ دماغ یا دوسرے آلات تعقل ھوں تو ہر وہ معلوم جو اس کی طرف منسوب ھو وہ اس کا ایک حصہ ھوگا، تو انسان کی علمی قابلیت متناھی (محدود) ھوجائے گے، کیونکہ مادہ کی قابلیت اپنی معلومات کی نسبت محدود ھوتی ھے، جیسے ایک کاپی کو لکھنا شروع کریں تو لکھتے لکھتے وہ بھر جاتی ھے، یا ایک (کامپوٹر کی) سی ڈی آواز یا تصویر سے بھر جاتی ھے، اس کا مطلب یہ ھے کہ اگر انسان ایک لمبی عمر کرے تو اس کا علمی ظرف بھر جائے گا اور ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس سے علم حاصل کرنے کی استعداد ختم ھوجائے گی اور یہ محال ھے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:

"كل وعاء يضيق بما جعل فيه ،الا وعاء العلم فانه يتسع به"۔ (84)

"ہر ظرف کچھ چیزیں رکھنے سے بھر جاتا ہے سوائے علمی ظرف کے کہ یہ جتنا زیادہ علم ہوگا مزید وسیع ہوتا چلا جاتا ہے"۔

پس معلوم یہ ہوا کہ علم کا ظرف اس کے علم کی مقدار میں ہوتا ہے، لہٰذا اس صورت میں علم کا ظرف غیر مادی ہے۔

۵۔ علم بدیھی یہ ہے کہ ذات انسان میں ایک ثابت حقیقت ہوتی ہے جس کی طرف انسان کی عمر بھر اشارہ کرتا ہے، یہاں تک کہ مرنے کے بعد بھی، جس کو "انا" (میں) سے تعبیر کیا جاتا ہے، اگر انسان اسی بدن کا نام ہو تو پھر یہ عرض قابل تبدل و تغیر بن جائے، اور اس کی تمام معلومات اور افکار پر پردہ پڑجائے، اوراحساس "انا" ایک باطل اور خاطی احساس قرار پائے، کیونکہ اجزائے بدن قابل تغیر و تبدیلی ہے، کیونکہ ہر روز انسان کے اندر لاکھوں خُلیے مرتے ہیں اور ان کی جگہ نئے خُلیے پیدا ہوتے ہیں، جس کا ماہرین نے حساب کیا کہ ہر دس سال میں انسان کا پورا بدن بدل جاتا ہے، لیکن موت کے بعد یہ بدن ذرہ ذرہ اور نابود ہوجاتا ہے، اور تبدیل ہونے والی چیز باقی نہیں رہتی، پس اس بنا پر انسانی شخصیت کا واحد معیار اور اس کے افکار و معلومات انسان کی روح ہوتی ہے، کیونکہ جسم میں تغیر و تبدیلی آتی رہتی ہے۔

۶۔ انسان کی جسمانی قوتیں زیادہ کام کرنے سے تھک جاتی ہیں اور کمزور ہوجاتی ہیںمثلاً اگر کوئی شخص دیر تک سورج کی طرف دیکھتا رہے تو اس کے بعد دوسری چیزوں کو صاف طریقہ سے نہیں دیکھ پاتا، لیکن نفسانی قوتیں کمزور نہیں ہوتیں بلکہ مزید غور و فکر کی بنا پر طاقتور ہوجاتی ہیں اس کی نشاط میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، پس نتیجہ یہ ہوا کہ جب نفسانی طاقت جسمانی طاقت کی طرح زیادہ کارکردگی سے کمزور نہیں ہوتی، تو پھر اس کو جسمانی اور مادی نہیں ہونا چاہئے بلکہ مجرد ہونا چاہئے۔

۷۔ نفسانی قوت میں اضداد (ایک دوسرے کی ضد) پائی جاتی ہیں لیکن جسمانی قوت میں نہیں پائی جاتی مثال کے طور پر جب ہم کہتے ہیں کہ سیاہی سفیدی کی ضد ہے تو ہمارے ذہن میں سیاہی اور سفیدی کی حقیقت تصور ہوتی ہے، اور یہ بات واضح ہے کہ اجسام میں اضداد کا جمع ہونا محال ہے، پس معلوم یہ ہوا کہ نفسانی طاقت میں اضداد پائی جاتی ہیں تو ماننا پڑے گا کہ یہ نفس (روح) جسمانی نہیں ہے بلکہ مجرد ہے۔

۸۔ جسمانی مادہ میں جب کوئی مخصوص شکل و صورت آتی ہے تو جب تک وہ شکل و صورت موجود ہو تو اس وقت تک کوئی دوسری شکل و صورت اس میں نہیں آتی، جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ذہنی تعقل و تصور میں انسان مختلف چیزوں کی تصویر کو اسی اندازہ کے مطابق لمحہ بھر میں تصور کرلیتا ہے اور اس کو انھیں یکے بعد دیگری تصور کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی، اس تصور سے اس کا ذہن بھرتا ہے، پس اس کی جگہ کا بھی غیر مادی ہونا ضروری ہے۔

۴۔ علمی اور تجربی دلائل:

مغربی دانشوروں نے عالم روح ، اس کے ھمیشہ باقی رہنے اور روح کے مادہ سے الگ ھونے کے سلسلہ میں بہت زیادہ تحقیق کی ھے اور ایک واضح نتیجہ پر پہنچ گئے ھیں، البتہ یہ نتائج کسی فلسفی دلائل کی بنیادپر نھیں ھےں بلکہ وہ اپنے تجربات کی بنا پر اس نتیجہ پر پہنچے ھیں جس میں ذرہ برابر بھی شک و تردید کی کوئی گنجائش باقی نھیں رہتی، جن کی وجہ سے مادی نظریات کی جڑیں ہل گئی ھیں، اور مادی نظریات کو ایسے ذلیل کردیا ھے کہ شرم کی وجہ سے پانی بھی نھیں مانگ سکتے، یہ انھوں نے "احضار روح " اور "مقناطیسی نیند ' ' (ہپنوتیزم Hypnotism) کے ذریعہ ثابت کیا ھے جو واقعاً عالم ارواح کے سلسلے میں ایک نیا باب ھے جس کی وجہ سے بعض ملحد اور مادی دانشمندوں میں ایک انقلاب پیدا کردیا ھے اور وہ عالم غیب اور روح کے ھمیشہ باقی رہنے کے معتقد ھوگئے ھیں۔

اگرچہ یہ دونوں علم (احضار روح اور "مقناطیسی نیند") قدیم زمانہ میں مشھور تھے جس کو اہل مصر، آرشوری، اہل ہند اور اہل روم جانتے تھے ، لیکن یہ دونوں علم صرف معابد اور مندروں تک ھی محدود رھے ھےں صرف مذہبی روحانی اس سے واقف ھوتے ھیں لیکن ۱۹ ویں صدی کے آخر میں یہ دونوں علم امریکہ اوریورپ میں بہت مشھور ھوئے، اور بہت زیادہ شہرت حاصل کرلی،چنانچہ ان دونوں علموں کایونیورسٹی اور اعلیٰ تعلیمات کے اساتید نے اقرار و اعتراف کیا، جنھوں نے ان دونوں علموں میں ایک نئی جان ڈال دی ، ھم ذیل میں ان دونوں علموں کے بارے میں ایک مختصر سی وضاحت بیان کرتے ھیں:

۱۔ احضار روح

اس علم میں عالم ارواح سے مردوں کی روح کو حاضر کرلیا جاتا ھے ، اور روح انسان کے سامنے حاضر ھوجاتی ھے اس سے باتیں کرتی ھے، روح کو حاضر کرنے والے پر یہ بات اچھی طرح واضح ھوجاتی ھے کہ یہ فلاں صاحب کی روح ھے، اور وہ روح اکثر ایسے مسائل کے بارے میں جواب دیتی ھے جن کا غور و فکر کے بعد ھی جواب دیا جاسکتا ھے اور بعض علماء و ماہرین نے مشکل مسائل کو روحوں کے ذریعہ حل کیا ھے، جیسا کہ خود روح سے اس کے حالات کے بارے میں سوال کیا گیا ھے کہ موت کے بعد اس کو نعمتیں ملیں یا سزا اور عذاب دیا گیا۔

اس انقلاب نے طبیعی ماہرین ، اطباء اور فلاسفہ وغیرہ کو متعجب کردیا ھے، جس کے بعد انھوں نے اس سلسلہ میں مزید تحقیق اور بحث و بررسی شروع کردی اور اس بات سے متفق ھوگئے کہ روح موت کے بعد بھی باقی رہتی ھے، چنانچہ انھوں نے اپنے تجربات اور دلائل کے ذریعہ عالم ارواح کے بارے میں مشاہدات کرلئے تو اس علم کا اعتراف کیا کیونکہ ان تجربات ،دلائل اور مشاہدات کے بعد شک و تردید کی کوئی گنجائش باقی نھیں رہ جاتی۔ جناب وجدی صاحب نے "دائرۃ المعارف" میں ان مشھور و معروف دانشورں کے ناموں کی فہرست بیان کی ھے۔ (85)

یھی نھیں بلکہ اس علم کی تحقیق اور بحث و بررسی کے لئے امریکہ اور برطانیہ میںیونیورسٹی بنائی گئی ھے،جس کی ریاست استاد ”ھیزلب“ امریکائی اور ڈاکٹر ”ھوڈسن“ برطانوی نے کی ھے، اور اس سلسلہ میں ۱۲/سال کی غور و خوض اور تحقیق کرنے کے بعد ۱۸۹۹ء میں یہ نتیجہ پیش کیا کہ ہاں یہ تحقیقات صحیح ھےں، اور مردوں کی روح سے رابطہ کرکے ان سے بہت سی چیزوں کے بارے میں سوال کیا جاسکتا ھے۔

چنانچہ مختلف ممالک کے بہت سے مادی ماہرین اس سلسلہ میں تحقیق و بررسی میں مشغول ھوگئے جس سے انھوں نے یھی نتیجہ نکالا کہ انسان کے پاس ایک روحانی طاقت ھوتی ھے جو مادہ سے خالی ھوتی ھے اور وہ جسم کی موت فنا نھیں ھوتی، اپنی مکمل نشاط کے ساتھ خاکی جسم کے بغیر ھی کارکردگی میں مشغول رہتی ھے، اگرچہ یہ لوگ پہلے اس بات کے منکر تھے لیکن بعد میں روح کے ھمیشہ باقی رہنے کے معترف ھوگئے، ان ماہرین میں سے کچھ نام اس طرح ھیں:

آلفرڈ روسل ڈلس، برٹش یونیورسٹی کے صدر اور استاد کروکس، برہنگم یونیورسٹی کے صدر اور ماہر طبیعات مسٹر سیر اولیفر، ڈاکٹر جورج سکسٹون برطانوی، ڈاکٹر شابیر، ڈاکٹر ھوڈسن، مشھور و معروف نجومی کامیل فلامریون [86] برطانوی فلسفی مسٹر سیر جون کوکس ، جیولوجی استاد بارکس وغیرہ، اور ان لوگوں کی روح کے سلسلہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے جد جہد جاری ھے۔

۲۔ ”مقناطیسی نیند“ (ہپنوتیزم Hypnotism)

یہ ایک ایسی نیند ھے جس کے بارے میں ماہرین نے تحقیق کی ھے کہ کسی شخص کو ایک گہری نیند میں سلادیا جاتا ھے جس سے اس کا جسم بے حرکت اور بے حس ھوجاتا ھے، سونے والا شخص سلانے والے کی آواز کو سنتا ھے، اس کے ارادہ و افکار کے سامنے تسلیم ھوجاتا ھے اور بغیر کسی چون و چرا کے اس کے حکم کی اطاعت کرتا ھے، اس عجیب و غریب کام کا نتیجہ یہ ظاہر ھوتا ھے کہ اس کی روح جسم سے الگ چیز ھے ، اس کی روح دور دراز کے علاقے میں جاتی ھے، اور ایسے ایسے راز کشف کرتی ھے جو بیداری کی حالت میں بھی معلوم نھیں ھوتے، اور ایسی زبان میں گفتگو کرتی ھے جن کو صاحب روح بھی نھیں جانتا، نیز ایسی چیزوں کے بارے میں خبر دیتی ھے کہ اس کو ذرا بھی اس کی اطلاع نھیں ھوتی۔

فلاسفہ کے بعض گروہ نے اس سلسلہ میں تدریس کرنا شروع کی جس کے عجیب و غریب نتائج برآمد ھوئے جیسا کہ کمبرج یونیورسٹی کے استاد میارس برطانوی ،صاحب کتاب ”انسانی شخصیت“ نے بعض ماہرین کے تجربات اور مشاہدات کو بیان کیا ھے، اور اس کو تجربی مسائل میں قرار دیا ھے جن کی تعلیل وظائف اعضاء کے ذریعہ نھیں کی جاسکتی، بلکہ یہ ثابت کیا ھے کہ انسان مادی جسم کے ساتھ ایک روحانی طاقت بھی رکھتا ھے اور عالم روحانی اور عالم ارضی سے مدد حاصل کرتا ھے اور یھی انسان کی انسانیت اور اس کی کرامت ھے۔

اس علم نے عالم روح میں بہت سے ماہرین کے ذریعہ بہت زیادہ ترقی کی ھے، جنھوں نے اس سلسلہ میں تحقیق و جستجو کی ھے اور جدید علمی نتائج حاصل کئے ھیں، انھیں ماہرین میں سے جیمس برانڈ برطانوی، نولز، شارکو، فیلیپ کارس وغیرہ ھیں [87]

قارئین کرام! ان تمام بیان شدہ دلائل کے پیش نظر واضح ھوجاتا ھے کہ انسان کی شخصیت جس کی طرف "میں" کے ذریعہ اشارہ کیا جاتا ھے وہ جسم یا اعضاء جسم نھیں ھے کیونکہ انسان کی شخصیت علم و ادراک سے متصف ھوتی ھے جو جسم یا اعضاء جسم کے بدلنے سے نھیں بدلتی، اور نہ ھی جسم کی طرح زمان و مکان کی محتاج ھوتی ھے، بلکہ وہ دوسری خصوصیتوں سے امتیاز پیدا کرتی ھے جن کو جسم اور مادہ کی خصوصیات نھیں کھاجاسکتا جیسا کہ ھم نے بیان کیا ھے۔

لیکن جسم و روح کا رابطہ، آلات و وسائل کی طرح ھے جس سے انسان کا جسم حرکت کرتا ھے، روح جسم پر اثر کرتی ھے اور جسم روح پر، خوف و وحشت شادمانی اور خوشی کے آثار جسم پر ظاہر ھوتے ھےں، مثلاً خوف کے وقت انسان کا بدن لرزجاتا ھے اور اس کا رنگ بدل جاتا ھے اسی طرح اگر جسم اور بدن میں کوئی مشکل یا بیماری لاحق ھوجاتی ھے تو اس سے انسان کی فکر اور عقل متاثر ھوتی ھے، اور جسم و روح کے درمیان یہ رابطہ روز قیامت تک جاری رھے گا جبکہ انسان کی روح اس کے بدن میں ڈال دی جائے گی، اوریھی انسان کے اعضاء و جوارح روح کے اعمال پر شاہد ھوں گے، جیسا کہ قرآن مجید کی صریح آیت اس بات پر دلالت کرتی ھیں جن میں سے خداوندعالم کا یہ فرمان:

(يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) [88]

"قیامت کے دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں سب گواھی دیں گے کہ یہ کیا کررھے تھے"۔

اس کے علاوہ جسم و روح کے رابطہ کے بارے میں یقین سے نھیں کھاجاسکتا کہ روح و جسم دونوں ایک ساتھ ھونے کی بنا پر ھے یا دونوں ایک چیز ھیں، یا ان میں سے ہر ایک مستقل طور پر ھے، یہ چیز تو خداوندعالم ھی جانتا ھے کیونکہ تمام چیزوں کے بارے میں باخبر ھے۔

دوسری بحث: حقیقتِ معاد

تمام ھی مسلمان قیامت کے سلسلے میں اتفاق نظر رکھتے ھیں، جن میں بعض جید فلاسفہ بھی اسی عقیدہ کے قائل ھیں، البتہ معاد کی کیفیت میں دو طریقہ پر اختلاف نظر رکھتے ھیں:

جسمانی معاد

جسمانی معاد سے مراد یہ ھے کہ خداوندعالم روز قیامت انسانوں کو اسی جسم کے ساتھ محشور کرے گا، قیامت کے یھی معنی اصول دین کی ایک عظیم اصل ہے جس پر عقیدہ اور ایمان رکھنا واجب اور ضروری ہے کیونکہ اس کے ارکان ثابت ھیں، اور اس کا انکار کرنے والا تمام مسلمانوں کے نزدیک بالاجماع کافر ہے۔

قیامت کے وجودپردلیل یہ ہے کہ یہ ممکن ھے، اور صادق الوعد نے اس کے ثبوت کی خبر دی ھے، لہٰذا قیامت پر یقین رکھنا واجب ہے جس کی طرف سب کی بازگشت ہے۔

لیکن اس کے ممکن ھونے کی دلیل تو قیامت کا ممکن ھوناھے ، گزشتہ فصل میں ھم اس سلسلے میں بیان کرچکے ھیں، اورقیامت کے ثبوت کے لئے اخبار اور احادیث تمام انبیاء علیھم السلام نے بیان کی ھیں، جیسا کہ ھمارے نبی صادق الامین حضرت محمد مصطفی (ص) کے دین میں قیامت کے بارے میں اخبار اور حدیث بیان ھوئی ھیں، جیسا کہ قرآن کریم نے اس بات کی وضاحت کی ھے، اور مخالفین کو بہت سی صریح آیات میں واضح الفاظ کے ساتھ جواب دیا ھے، جن میں اس بات کی تاکید کی گئی ھے کہ جب لوگوں کو قبروں سے نکالا جائے گا تو وہ تیزی سے حساب و کتاب کے لئے جائیںگے، چاھے وہ افراد نیک ھوں یا برے ، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشَى وُجُوهَهُمُ النَّارُ لِيَجْزِيَ اللهُ كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ) [89]

"اس دن جب زمین دوسری زمین میں تبدیل ھوجائے گی اور آسمان بھی بدل دیئے جائیں گے اور سب خدائے واحد و قہار کے سامنے پیش ھوں گے اور تم اس دن مجرمین کو دیکھو گے کہ کس طرح زنجیروں میں جکڑے ھوئے ھیںان کے لباس قطران کے ھونگے اور ان کے چہروں کو آگ ہر طرف سے ڈھانکے ھوئے ھوگی تا کہ خدا ہر نفس کو اس کے کئے کا بدلہ دیدے کہ وہ بہت جلد حساب کرنے والا ھے"۔

اسی طرح پیغمبر اکرم (ص)اور ائمہ معصومین علیھم السلام سے مروی احادیث متواترہ میں جسمانی معاد کے ثبوت پر واضح طورپر بیان کیا گیا ھے۔

آیات قرآن کریم:

١۔ (أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ بَلَى قَادِرِينَ عَلَى أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ) ۔[90]

"کیا انسان یہ خیال کرتا ھے کہ ھم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کرسکیں گے یقینا ھم اس بات پر قادر ھیں کہ اس کی انگلیوں کے پور تک درست کرسکیں"۔

(وَضَرَبَ لَنَا مَثَلاً وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِی أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ) (91)

"اور ھمارے لئے مثل بیان کرتا ھے اور اپنی خلقت کو بھول گیا ھے کہتا ھے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ھے آپ کہہ دیجئے کہ جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا ھے وھی زندہ بھی کرے گا اور وہ ہر مخلوق کا بہتر جاننے والا ھے"۔

۳۔ وہ آیات جو مردوں کو قبر سے نکالے جانے پر دلالت کرتی ھیں، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(وَنُفِخَ فِی الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنْ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ قَالُوا يَاوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ إِنْ كَانَتْ إِلاَّ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ فَالْيَوْمَ لاَتُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلاَتُجْزَوْنَ إِلاَّ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ) (92)

"اور پھر جب صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چل کھڑے ھونگے۔ کھیں گے کہ آخر یہ ھمیں ھماری خواب گاہ سے کس نے اٹھادیا ھے بیشک یھی وہ چیز ھے جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا اور اس کے رسولوں نے سچ کھا تھا۔ قیامت تو صرف ایک چنگھاڑ ھے اس کے بعد سب ھماری بارگاہ میں حاضر کردیئے جائیں گے۔ پھر آج کے دن کسی نفس پر کسی طرح کا ظلم نھیں کیا جائے گا اور تم کو صرف ویسا ھی بدلہ دیا جائے گا جیسے اعمال تم کررھے تھے"۔

نیز ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى) (93)

"اسی زمین سے ھم نے تمھیں پیدا کیا ھے اور اسی میں پلٹا کرلے جائیں گے اور پھر دوبارہ اسی سے نکالیں گے"۔

۴۔ جو آیات اس چیز پر دلالت کرتی ھیں کہ انسان اپنے تمام اعضاء و جوارح کے
ساتھ حساب کے لئے حاضر ھوگا اور انسان کے اعضاء و جوارح اس کے اعمال کی گواھی دیں گے، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:

(الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ) (94)

"آج ھم ان کے منھ پر مہر لگادینگے اور ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں گواھی دینگے کہ یہ کیسے اعمال انجام دیا کرتے تھے"۔

نیز ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(حَتَّى إِذَا مَا جَاءُ وهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) (95)

"یہاں تک کہ جب سب جہنم کے پاس آئیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور جلد سب ان کے اعمال کے بارے میں ان کے خلاف گواھی دیں گے"۔

۵۔ وہ آیات جن میں جسمانی معاد کی واقعی مثال پیش کی گئی ھے، [96]جیسا کہ جناب عزیر، بنی اسرائیل کے مقتول، اصحاب کہف اور جناب ابراھیم کے لئے پرندوں کا زندہ ھونا، جیسا کہ ھم نے قیامت کے دلائل میں بیان کیا ھے:

۶۔ وہ آیات شریفہ جو جنت میں لذت نعمت پر دلالت کرتی ھیں کیونکہ جسمانی لذت اعضاء و جوارح کے بغیر حاصل نھیں ھوتی، اسی طرح وہ آیات جو دوزخیوں کے عذاب اور درد و غم پر دلالت کرتی ھیں جو ان کے اعضاء و جوارح سے متعلق ھے، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(عَلَى سُرُرٍ مَوْضُونَةٍ مُتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ لاَيُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلاَيُنزِفُونَ وَفَاكِهَةٍ مِمَّا يَتَخَيَّرُونَ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ وَحُورٌ عِينٌ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ) [97]

"موتی اور یاقوت سے جوڑے ھوئے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ھونگے ان کے گرد ھمیشہ نوجوان رہنے والے بچے گردش کررھے ھونگے۔ پیالے اور ٹونٹی دار کنڑ اور شراب کے جام لئے ھوئے جس سے نہ درد سر پیدا ھوگا اور نہ ھوش و ھواس گم ھونگے۔ اور ان کی پسند کے میوے لئے ھونگے۔' اور ان پرندوں کا گوشت جس کی انھیں خواہش ھوگی۔ اور کشادہ چشم حوریں ھونگی جیسے سربستہ موتی"۔

اسی طرح خداوندعالم اہل دوزخ کے بارے میں ارشاد فرماتا ھے:

(إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ) [98]

"پس آپ کے پروردگا رکی قسم کہ یہ ہرگز صاحب ایمان نہ بن سکیں گے جب تک آپ کو اپنے اختلافات میں حَکم نہ بنائیں اور پھر جب آپ فیصلہ کردیں تو اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی کا احساس نہ کریں اور آپ کے فیصلے کے سامنے سراپا تسلیم ھوجائیں"۔

احادیث معصومین علیھم السلام

اسی طرح جسمانی معاد کے سلسلے میں بھی بہت سی احادیث موجود ھیں، ان میں سے حضرت علی علیہ السلام "غرّہ" نامی خطبہ میں ارشاد فرماتے ھیں:

"حتى اذا تصرمت الامور ،و تقضت الدهور ،و ازف النشور، اخرجهم من ضرائح القبور، و اوكار الطيور،واوجرة السباع، ومطارح المهالك ،سراعا الى امره ،مهطعين الى معاده، رعيلاً صموتاً،قياماً صفوفاً"۔ [99]

"یہاں تک کہ جب تمام معاملات ختم ھوجائیں گے، اور تمام زمانے بیت جائیں گے اور قیامت کا وقت قریب آجائے گا تو انھیں قبروں کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، درندوں کے بھٹوں اور ہلاکت کی منزلوں سے نکالا جائے گا، اس کے امر کی طرف تیزی سے قدم بڑھاتے ھوئے اور اپنی وعدہ گاہ کی طرف بڑھتے ھوئے، گروہ درگروہ، خاموش، صف بستہ اور ایستادہ۔

اسی طرح علی بن ابراھیم اور شیخ صدوق نے امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ھے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

"اذا اراد اللهان يبعث الخلق ،امطر السماء على الارض اربعين صباحا ،فاجتمعت الاوصال،ونبتت اللحوم"۔ [100]

"جب خداوندعالم مخلوقات کو مبعوث کرنا چاھے گا تو زمین پر چالیس روزتک بارش برسائے گا ، پس تمام چیزیں جمع ھوجائیں گی اور گوشت نموپیدا کرے گا(یعنی مردوں کے بکھرے ھوئے اعضاء و جوارح اس کے بدن میں جمع ھوجائیں گے)۔

جسمانی معادکی حقیقت

جسمانی معاد کے قائلین حضرات تمام اسلامی فقہاء کرام، علمائے کلام، اہل حدیث اور اہل عرفان ھیں،اور تمام ھی اس بات کے قائل ھیں کہ انسان روز قیامت اپنے اسی بدن کے ساتھ حاضر کیا جائے گا، جیسا کہ خداوندعالم نے بھی قرآن مجید میں بیان کیا ھے، لیکن علماء کے درمیان روح کے سلسلے میں اختلاف ھے بعض علماء کہتے ھیں کہ روح ایک جسمانی شئے ھے جو بدن میں سرایت کئے ھوئے ھے، جیسے پھول میں پانی یا کوئلہ میں آگ، اس بنا پر ان کے نزدیک معاد بدن او رروح کے ساتھ جسمانی ھوگی، ایسا نھیں ھے کہ صرف ان کے مردہ جسم بغیر روح کے حاضر کئے جائینگے، بلکہ ان کو زندہ کیا جائے گا یہ لوگ روح کو جسم کا ایک حصہ سمجھتے ھیں۔

لیکن بعض علماء روح کو جسم سے مجرد مانتے ھیں، پس ان کے نزدیک معاد روح کے لئے بھی ھوگی اور جسم کے لئے بھی، کیونکہ خداوندعالم روز قیامت ان کی روحوں کو ان کے جسموں میں پلٹادے گا،چنانچہ یہ عقیدہ رکھنے والوں میںسے جید علماء عرفان اور کلام ھیں، جیسے غزالی، کعبی، حلیمی، راغب اصفہانی، اسی طرح شیعہ علماء بھی اسی عقیدہ کے قائل ھیںجیسے شیخ مفید، ابو جعفر طوسی،سید مرتضیٰ، محقق طوسی، علامہ حلّی،ان سب علماء کا عقیدہ ھے کہ روح انسانی مجرد ھے اور روز قیامت انسان کے بدن میں واپس کردی جائے گی۔ [101]

قارئین کرام! مستفیض احادیث سے پتہ چلتا ھے کہ روح، بدن کے علاوہ ایک لطیف اور نورانی جوہر ھے اور یہ(مومن) انسان کی روح، انسان کے مرنے کے بعد خوشحال باقی رہتی ھے، اور خدا کی طرف سے رزق پاتی ھے، یا (غیر مومن) انسان کی روح عذاب اور درد و غم میں گرفتار باقی رہتی ھے [102]جیسا کہ ھم نے پہلی بحث میں بہت سی آیات و احادیث بیان کی ھیں، ھم یہاں پر حضرت امام صادق علیہ السلام کی صرف ایک حدیث کے بیان پر اکتفاء کرتے ھیں، جو حقیقت معاد کی مکمل طورپر وضاحت کرتی ھے:

ایک زندیق (ملحد) نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے قیامت کا انکار کرتے ہوئے کہا: کیسے قیامت کا تصور کیا جاسکتا ہے جبکہ انسان کا بدن مٹی ہوجاتاہے اور اس کے اعضاء و جوارح ختم ہوجاتے ہیں، مثلاً ایک عضو کسی ملک میں کسی درندہ نے کھالیا ہے، اور بقیہ اعضاء دیگر حیوانات نے چیر پھاڑ ڈالے ہیں، اور کوئی عضو مٹی بن کر دیوار سے لگادیا گیا ہے؟اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا:

"إنّ الروح مقيمة فی مكانها، روح المحسن فی ضياء و فُسحة و روح المسیء فی ضيق و ظلمة، والبدن يصير تراباً كمامنه خلق، و ما تقذف به السباع و الهوام من أجوافهامما أكلته و مزقته، كلّ ذلک فی التراب محفوظ عند من لا يعزب عنه مثقال ذرة فی ظلمات الارض، ويعلم عدد الأشياء و وزنها فإذا كان حين البعث مطرت الأرض مطر النشور، فتربو الأرض، ثمّ تُمخَضوا مخض السقاء، فيصير تراب البشر كمصير الذهب من التراب إذا غُسِل بالماء، و الزبد من اللبن إذا مُخِض، فيجتمع تراب كل قالب إلى قالبه، فينتقل بإذن الله القادر إلى حيث الروح، فتعود الصور بإذن المصوّر كهيئتهاو تلج الروح فيها، فإذا قد استویٰ لاينكر من نفسه شيئاً"۔ [103]

"بے شک روح اپنے (مخصوص) مقام پر رہتی ہے، مرد محسن کی روح وسعت اور نور میں رہتی ہے، جبکہ بدکار شخص کی روح تاریکی اور تنگی میں رہتی ہے، اور انسان کا بدن مٹی بن جاتا ہے جیسا کہ اس کی خلقت مٹی سے ہوئی تھی، اور جو اعضاء بدن درندوں اور حیوانوں کے حوالہ شکم ہوگئے ہیئہ تمام مٹی میں اپنے اس پروردگار کے پاس محفوظ رہتے ہیں جس زمین کی تاریکی میں بھی کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے، وہ خدا تمام چیزوں کی تعداد حتی کے اس کے وزن کو بھی جانتا ہے۔۔۔۔جب خداوندعالم معاد کا ارادہ فرمائے گا تو نشور(یعنی دوبارہ زندگی) کی بارش برسائے گا،جس سے زمین پھول جائے گی اور مکھن کی طرح سب چیزوں کو باہر نکال دے گی ، انسان کی مٹی ایسی ہوجائے گی جس سے مٹی سے سونے کو دھو کر صاف کردیا جائے اور جس طرح دودھ بلو کر گھی الگ کردیا جاتا ہے، اس وقت تمام چیزوں کی مٹی ان کے بدن میں پہنچ جائے گی، اس وقت خداوندعالم کے حکم سے وہ روح کی طرف بڑھیں گے، دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور ان میں روح واپس آجائے گی، اور جب حساب و کتاب ہوگا تو کوئی اپنے نفس کا انکار نہیں کرپائے گا۔

دوسرا قول: معادِ روحانی

اکثر فلاسفہ کا یہ عقیدہ ہے کہ معاد روحانی ہے، کیونکہ انھوں نے اس بات کو ممکن نہیں مانا ہے انسان کا بدن ختم ہونے کے بعد دوبارہ اسی حالت میں پلٹ جائے، چنانچہ کہتے ہیں کہ بے شک بدن اپنی صورت اور اعراض کے ساتھ معدوم (نابود) ہوجاتا ہے اور روح و جسم کا رابطہ ختم ہوجاتا ہے، لہٰذا دوبارہ وہی بدن نہیں لوٹ سکتا، کیونکہ "المعدوم لایعاد" (معدوم ہونے والی شئے

دوبارہ نھیں لوٹ سکتی)، لیکن روح انسانی غیر قابل فنا جوہر ھے [104] اسی وجہ سے ان لوگوں نے معاد کو صرف روحانی قرار دیا ھے، کیونکہ اس کو فنا نھیں ھوتی۔

لیکن جیسا کہ آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا کہ قرآنی آیات اور احادیث نبوی اس سے ھم آہنگ نھیں ھے، کیونکہ قرآن مجید اور سنت نبوی (ص)میں اس بات کی وضاحت ھوئی ھے کہ انسان روز قیامت اپنے اسی بدن کے ساتھ محشور کیا جائے گا، لیکن بعض وہ مسلمان فلاسفہ جو معاد روحانی کے قائل ھیں انھوں نے ثواب و عقاب کو بھی روحانی لذت یا روحانی اور عقلی عذاب مراد لیا ھے، انھوں نے دلائل شرعیہ (قرآن و احادیث) کے ظواہر کی تاویل و توجیہ کی ھے تاکہ ان کے عقلی قاعدہ سے مطابقت کرلے، لہٰذا انھوں نے ان قرآنی آیات کی بہت سی تاویل کرڈالی جو جنت یا دوزخ میں محسوس ثواب و عقاب پر دلالت کرتی ھیں، انھوں نے عذاب و ثواب کو روحانی یا عقلی عذاب و ثواب کے لئے حسّی مثال کے عنوان سے مانا ھے، کیونکہ عوام الناس کا ذہن امور حسی کو درک کرتا ھے عقلی اور فلسفی امور کو سمجھنا مشکل ھوتا ھے، تاکہ عوام الناس محسوس عذاب و ثواب سمجھ کر خداوندعالم کی اطاعت و فرمانبرداری کریں۔

شیخ الرئیس ابن سینا کے سلسلے میں مشھور ھے کہ وہ معاد جسمانی کے منکر تھے اور روحانی معاد کے قائل تھے [105] یہاں تک غزالی نے اپنی کتاب "تہافت الفلاسفہ" میں ابن سینا اور بعض دوسرے فلسفی علماء کے کفر کا فتویٰ دیا کیونکہ ان لوگوں نے معاد جسمانی کے انکار کیا ھے [106]

لیکن حق اور انصاف یہ ھے کہ ابن سینا نے اپنی معروف کتابوں میں معاد جسمانی کا صاف طور پر انکار نھیں کیا ھے، بلکہ ھم دیکھتے ھیں ان کی کتاب "الشفاء" جو کہ ان کی سب بڑی کتاب ھے اس میں جسمانی معاد کو قبول کیا ھے اور اسی قول کو حق جانا ھے، جس میں کسی طرح کا کوئی شک نھیں ھے۔

محقق دوانی "عقائد العضدیہ" کی شرح میںتحریر کرتے ھیں: شیخ الرئیس ابو علی نے اپنی کتاب "معاد" میں جسمانی معاد کا انکار کیا ھے اور اس میں مبالغہ سے کام لیا ھے اور اپنے زعم میں جسمادنی معاد کی نفی پر دلیل قائم کی ھے، چنانچہ وہ کتاب "النجاۃ و الشفاء" میں تحریر کرتے ھیں: معلوم ھونا چاہئے کہ معاد سے وھی مراد ھے جس کو شریعت میں بیان کیا گیا ھے، اور معاد کے اثبات کے لئے سوائے آیات قرآنی کے کوئی دوسرا راستہ نھیں ھے، لیکن روز قیامت ثواب و عذاب کیسے ھوگا اس کا معلوم ھونا ضروری نھیں ھے ، شریعت اسلام میں ھمارے سید و سردار حضرت محمد مصطفی (ص) نے تفصیل بیان کی ھے جو بدن سے مناسب ھے، اور اسی کو عقل اور قیاس برہانی سے درک کیا جاتا ھے، اور اسی کی تصدیق رسول اکرم نے فرمائی ھے، اوریھی سعادت و شقاوت انسانی نفس کے لئے ثابت ھیں، اگرچہ اس وقت ھماری عقلیں اس کے تصور سے قاصر ھیں۔ [107]

استاد فتح اللہ خلیفہ نے اپنے درس کے دوران ابن سینا کے لئے ثابت کیا ھے کہ وہ معاد جسمانی کے قائل ھیں اور اس میں کسی طرح کا کوئی شک وشبہ نھیں ھے۔ (108)

جس طرح سے بعض لوگوں کا گمان ھے کہ غزالی بھی معاد جسمانی کے منکر ھیں جب کہ حق انصاف یہ ھے کہ وہ جسمانی معاد کے قائل تھے بہر حال شارح مقاصد کہتے ھیں: امام غزالی نے روحانی معاد کی تحقیق اور روح سے متعلق ثواب و عقاب کی قسموں کے بارے میں ایک حد تک مبالغہ سے کام لیا ھے، جس کی وجہ سے بہت سارے اعتراض و اوہام نے جنم لے لیا ھے یہاں تک کہ بعض عوام الناس کی زبانوں سے امام غزالی کی نسبت یہ بیان سنا گیا کہ آپ جسمانی معاد کے منکر تھے، حالانکہ امام غزالی نے اپنی کتاب

"الاحیاء" اور دیگر کتابوں میں اس بات کی تصریح کردی ھے کہ جسمانی معاد ھے اور اس کا منکر کافر ھے اور بعض کتابوں میں اس بات کی تشریح اس بنا پر نھیں کی ھے کہ وہ جسمانی معاد کو ایک ظاہر و روشن مسئلہ سمجھتے تھے جس کی وضاحت کرنے کی ضرورت نھیں ھے۔ (109)

جسمانی معاد کا انکار

تمام انبیاء و مرسلین علیھم السلام کی قوم نے جب عقیدہ معاد کا انکار کیا تو سبھی نے اپنے قوم کو سمجھایا ھے، اور قیامت کے سلسلے میں دلائل قائم کئے ھیں، اور اس سلسلے میں بہت سے مصائب اور ناروا تھمتیں برداشت کی ھیں، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَى رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِى خَلْقٍ جَدِيدٍ أَفْتَرَى عَلَى اللهِ كَذِبًاأَمْ بِهِ جِنَّةٌ) ۔ (110)

"اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کا کہنا ھے کہ ھم تمھیں ایسے آدمی کا پتہ بتائیں جو یہ خبر دیتا ھے کہ جب تم مرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ھوجاؤ گے تو تمھیں نئی خلقت کے بھیس میں لایا جائے گا"۔

جبکہ معاد کے سلسلے میں وحی اور عقل کے ذریعہ واضح طور پر دلائل بیان کئے گئے ھیں، یہاں تک کہ خداوندعالم نے معاد کے سلسلہ لاریب فیہ کھا ھے (یعنی اس میں کوئی شک نھیں ھے) جیسا کہ خداوند عالم نے جناب ابراھیم علیہ السلام کے لئے پرندوں کو زندہ کیا، مقتول بنی اسرائیل کو دوبارہ زندہ کیا، جناب عُزیر اور اصحاب کہف کو زندہ کیا وغیرہ وغیرہ یہ تمام زندہ مثالیں ھیں تاکہ انسان یہ بات ذہن نشین کرلے کہ قدرت خدا اس بات پر قادر ھے کہ وہ انسان کو دوبارہ بھی زندہ کرسکتا ھے، پس معلوم یہ ھوا جو لوگ معاد کا انکار کرتے ھیں ان کی شدت کے ساتھ مذمت کرتی ھے۔

گزشتہ اقوام معاد کو انکار کیا کرتے تھے لیکن ان کے پاس ایسی کوئی دلیل نھیں تھی جو حقیقت اور برہان کے مطابق ھو، بلکہ ان کا انکار معاد کرنا صرف وھم و گمان کی بنا پر ھوتا تھا، جبکہ وھم و گمان، انسان کو حق تک نھیں پہنچا سکتا، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(وَقَالُوا مَا هِيَ إِلاَّ حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلاَّ الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلاَّ يَظُنُّونَ) (111)

"اور یہ لوگ کہتے ھیں کہ یہ صرف زندگانی دنیا ھے اسی میں مرتے ھیں اور جیتے ھیں اور زمانہ ھی ھم کو ہلاک کردیتا ھے او رانھیں اس بات کا کوئی علم نھیں ھے کہ یہ صرف ان کے خیالات ھےں اور بس"۔

گزشتہ اقوام صرف وجود معاد کو بعید سمجھتے تھے جس کی کوئی علمی ارزش نھیں ھے، بلکہ یہ تو ان کی نا فھمی پر خود دلیل ھے کہ وہ حق و حقیقت تک پہنچنے کے لئے دلیل اور برہان کو سمجھنے سے قاصر تھے اور خداوندعالم کی موجود نعمتوں اور ملک عظیم کو نھیں سمجھ پاتے تھے۔

گزشتہ اقوام کے نزدیک قیامت کے انکار کی اصل وجہ دنیاوی مقاصد اور شھوت پرستی وغیرہ جیسے بُرے مقاصد میں رکاوٹ تھی (کیونکہ قیامت کا عقیدہ دنیاوی مقاصد اور شھوت پرستی میں روکاٹ بنتا تھا)تاکہ ایمان و تقویٰ کی قید سے آزاد رہکر ہر برائی اور شھوت میں غرق رھیں، کیونکہ اگر ایمان قبول کرتے ھیں تو قیامت پر بھی عقیدہ رکھنا لازم تھا لہٰذا ان عقائد کو چھوڑ کر ہر برائی اور ظلم و جور کو اپنے لئے روا جانتے تھے،:

(بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ) (112)

"بلکہ انسان یہ چاہتا ھے کہ اپنے سامنے برائی کرتا چلا جائے۔وہ یہ پوچھتا ھے کہ یہ قیامت کب آنے والی ھے"۔

اسی وجہ سے ھم دیکھتے ھیں کہ وہ ظالم و جابر جنھوں نے دنیا میں ظلم و جور اور برائیاں پھیلائیں وہ لوگ اپنی ھوا و ھوس اور شھوت پرستی میں غرق رھے، لہٰذا انھوں نے روز قیامت کا اقرار نھیں کیا یھی نھیں بلکہ اپنی برتری اور فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے قیامت کو بعید از عقل جانا، جیسا کہ جناب ھود علیہ السلام کی قوم کے بارے خداوندعالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ھے:

(وَقَالَ الْمَلَأُمِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْأَخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلاَّ بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُمْ مُخْرَجُونَ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ إِنْ هِيَ إِلاَّ حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ إِنْ هُوَ إِلاَّ رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ) (113)

"ان کی قوم کے ان رؤساء نے جنھوں نے کفر اختیار کیا تھا اور آخرت کی ملاقات کا انکار کردیا تھا اور ھم نے انھیں زندگانی دنیا میں عیش و عشرت کا سامان دے دیا تھا وہ کہنے لگے کہ یہ تو تمہارا ھی جیسا ایک بشر ھے جو تم کھاتے ھو وھی کھاتا ھے اور جو تم پیتے ھو وھی پیتا بھی ھے۔ اور اگر تم نے اپنے ھی جیسے بشر کی اطاعت کرلی تو یقینا خسارہ اٹھانے والوںمیں سے ھوجاؤ گے۔ کیا یہ تم سے

اس بات کا وعدہ کرتا ھے کہ جب تم مرجاؤ گے او رخاک اورہڈی ھوجاؤ گے تو پھر دوبارہ نکالے جاؤ گے حیف صد حیف تم سے کس بات کا وعدہ کیا جارھاھے۔ یہ تو صرف ایک زندگانی دنیا ھے جہاں ھم مریں گے او رجئیں گے اور دوبارہ زندہ ھونے والے نھیں ھیں۔ یہ ایک ایسا آدمی ھے جو خدا پر بہتان باندھتا ھے اور ھم اس پر ایمان لانے والے نھیں ھیں"۔

خداوندعالم نے اس بات کی تاکید کی ھے کہ یہ لوگ مستکبرھیں حق کے سامنے اپنا سر تسلیم کرنے والے نھیں ھیں اور نہ ھی دلیل و برہان کو قبول کرتے ھیں:

(فَالَّذِينَ لاَيُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنكِرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ) (114)

"تو جو لوگ آخرت پر ایمان نھیں رکھتے ان کے دل ھی (اس وضع کے ھیں کہ ہر بات کا) انکار کرتے ھیں اوروہ برے مغرور ھیں"۔

اسی طرح حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفی (ص) کے ھم عصر جاہلوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا کیونکہ وہ بھی قیامت کے وجود کو اپنے وھم وگمان کی بنا پر بعید از عقل جانتے تھے، اور وہ کسی بھی دلیل اور برہان کو نھیں مانتے تھے:

(بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ قَالُوا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَءِ نَّا لَمَبْعُوثُونَ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَذَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَذَا إِلاَّ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ) (115)

"بلکہ جو اگلے لوگ کہتے آئے ویسی ھی باتیں یہ بھی کہنے لگے 'کہنے لگے کہ جب ھم مرجائیں گے اور (مرکر) مٹی (کا ڈھیر) اور ہڈیاں ھوجائیں گے تو کیا پھر دوبارہ (قبروں سے زندہ کرکے نکالے جائیں گے اس کا وعدہ تو ھم سے اور ھم سے پہلے ھمارے باپ داداؤں سے بھی کیا جاچکا ھے یہ تو بس اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے ھیں"۔

اسی وجہ سے قرآن مجید کی آیات نازل ھوئیں تاکہ سختی کے ساتھ ان کی تردید کرے ّاورتین وجوہات سے ان کے شبہات کا جواب دیں:

پہلی جہت: عقل و وجدان کے مطابق دلائل و براھین قائم کئے، اور قیامت کے ضروری ھونے اور خداوندعالم کے وعدہ کے محقق ھونے کو ثابت کیا، تاکہ انکار کرنے والے کے ذہن سے قیامت کے بعید ھونے والے شبہہ کو دور کردیں، اور ان کے لئے بہترین دلائل بیان کئے، ان براھین میں برہان مماثلہ، برہان قدرت، برہان حکمت اور برہان عدالت ھے جنھیں ھم "دلائل معاد" میں مع مثال بیان کرچکے ھیں۔

دوسری جہت: انسانی حقیقت کو بیان کیا کیونکہ جاہلیت کے مشرکین، معاد جسمانی کا انکار کرتے تھے، جیسا کہ قرآن کریم نے ان کے انکار کو نقل کیا ھے:

(يَقُولُونَ أَءِ نَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ أَ ءِ ذَا كُنَّا عِظَاماً نَخِرَةً قَالُوا تِلْكَ إِذاً كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ) (116)

"کفار کہتے ھیں کہ کیا ھم الٹے پاوں (زندگی کی طرف) پھر لوٹیں گے 'کیا جب ھم کھوکھلی ہڈیاں ھو جائیں گے۔کہتے ھیں کہ یہ لوٹنا تو بڑا نقصان دہ ھے"۔

(وَقَالُوا أَءِ ذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَءِ نَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا) [117]

"اور یہ لوگ کہتے ھیں کہ جب ھم (مرنے کے بعد سڑگل کر) ہڈیاں رہ جائیں گے اور ریزہ ریزہ (ھو جائیں گے) تو کیا از سر نو پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے"۔

(وَقَالُوا أَءِ ذَا ضَلَلْنَا فِی الْأَرْضِ أَءِ نَّا لَفِی خَلْقٍ جَدِيدٍ) [118]

"اور یہ لوگ کہتے ھیں کہ جب ھم زمین میں ناپید ھو جائیں گے تو کیا ھم پھر نیا جنم لیں گے"۔

ان کے جواب میں خداوندعالم نے حقیقت انسان کو بیان کیا اور مثال دی کہ ملک الموت تمہاری روح کو قبض کرلے گا:

(قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِی وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ) [119]

"(اے رسول) کہہ دو کہ ملک الموت جو تمہارے اوپر تعینات ھے وھی تمہاری روحیں قبض کرے گا اس کے بعد تم سب کے سب اپنے پرور دگار کی طرف لوٹائے جاوگے"۔

یعنی تم لوگ موت کے ذریعہ معدوم (نابود) نھیں ھووگے اور نہ ھی زمین میں مٹی بن کر ختم ھوجاؤگے کیونکہ ملک الموت تمہاری روح کو قبض کرے گا جو اس کے قبضہ میں رھے گی اور ناپید نھیں ھوگی، اور پھر تمھیں خدا کی بارگاہ میں محشور کیا جائے گا تاکہ تمہارا حساب و کتاب ھو سکے تو تمہاری روحوں کو تمہارے بدن میں لوٹایا دیا جائے گا اور تم "تم" بن جاؤگے [120]

تیسری جہت: روز قیامت کے انکار پر منکرین کو شدید عذاب سے ڈرایا گیا ھے، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَءِ ذَا كُنَّا تُرَابًا أَءِ نَّا لَفِی خَلْقٍ جَدِيدٍ أُوْلَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُوْلَئِكَ الْأَغْلَالُ فِی أَعْنَاقِهِمْ وَأُوْلَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ) [121]

"اور اگر تمھیں (اس بات پر) تعجب ھوتا ھے تو ان کفار کا یہ قول تعجب کی بات ھے کہ جب ھم (سڑگل) کر مٹی ھوجائیں گے تو کیا ھم (پھر دوبارہ) ایک نئے جنم میں آئیں گے۔یہ وھی لوگ ھیں جنھوں نے اپنے پرو ردگار کے ساتھ کفر کیا۔اور یھی لوگ ھیں جن کی گردنوں میں (قیامت کے دن) طوق پڑے ھوں گے اور یھی لوگ جہنمی ھیں کہ یہ اس میں ھمیشہ رھیں گے"۔

نیز ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(وَأَنَّ الَّذِينَ لاَيُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا) [122]

"اور یہ بھی کہ بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نھیں رکھتے ھیں ان کے لئے ھم نے بہت بڑا دردناک عذاب تیار کر رکھا ھے"۔

ایضاً:

(وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ) [123]

"اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ھے جو لوگ روز جزا کو جھٹلاتے ھیں، اور اس کا انکار صرف وھی کرتے ھیں جو حد سے گزرجانے والے گناہگار ھیں"۔

جسمانی معاد پر کئے گئے اعتراضات اور ان کے جوابات

جسمانی معاد کے سلسلے میں قدماء او رمتاخرین فلاسفہ نے بہت سے اعتراض کئے ھیں، جن کی بازگشت یا صفات خداوندی کی صحیح پہچان نہ ھونا ھے، خصوصاً ان لوگوں نے لامحدود قدرت خدا اور ہر شی پر محیط اس کے علم کو نھیں سمجھا ھے، یا ان اعتراض کی بازگشت عالم آخرت کے صفات اور اس بدن کے خصائص سے جاہل ھونا ھے جو روز قیامت معبوث کیا جائے گا، چونکہ انھوں نے اس عالم (آخرت) اور اس بدن (جو کہ روز قیامت پلٹایا جائے گا) کو اس مادی عالم (دنیا) اور مادی بدن اوریہاں کے قوانین و نظریات سے مقایسہ کیا ھے، لیکن ان کا مقایسہ کرنا صحیح نھیں ھے، کیونکہ عالم آخرت ، عالم دنیا سے اپنی تمام ابعاد و جوانب اور خصائص کے لحاظ سے مختلف ھے، کیونکہ عالم آخرت میں نظام کائنات بدل جائے گا، اور بساط منظومہ شمسی کو لپیٹ دیا جائے گا یہ زمین ایک دوسری زمین میں تبدیل ھوجائے گی، لیکن یہ انسان یھی انسان رھے گا اور ایک ایسی زندگی ملے گی کہ اس کے بعد کبھی فنا نھیں ھوگی۔

جیسا کہ آپ حضرات نے ملاحظہ کیا کہ قرآن کریم اور سنت نبوی (ص) دلالت کرتی ھیں کہ انسان کا بدن معدوم اور فنا نھیں ھوتا بلکہ ایک دن محشور کیا جائے گا اور اس کی روح اس کے بدن میں لوٹا دی جائے گی، تو وہ انسان بذات خود یھی انسان ھوگا، تاکہ روز جزاء اپنے اعمال کی جزا یا سزا پا سکے، لہٰذا ان تمام باتوں کے پیش نظر معاد کے سلسلے میں اعتراضات کرنا جہالت کی نشانی ھے، لیکن پھر بھی ھم چند اعتراضات بیان کرکے ان کے جوابات پیش کرتے ھیں:

پہلا اعتراض: آکل و ماکول [124]

یہ ایک قدیمی اعتراض ھے، جس کو افلاطون او ردوسرے قدماء اور متاخرین نے (مسلم و غیر مسلم) مختلف عبارتوں کے ذریعہ بیان کیا ھے، جن میں اھم عبارت یہ ھے کہ اگر انسان کسی دوسرے انسان کی غذا بن جائے[125] اور اس کے تمام اعضاء کھالے تو پھر ان دونوں میں سے ایک ھی کو محشور کیا جائے گا، کیونکہ پہلے انسان کے اجزاء باقی ھی نھینٓ ھے جن سے اس کے اعضاء خلق ھوئے تھے، پس روز قیامت محشور ھونے والا بدن دونوں وجود میں سے کس روح کے ساتھ متعلق ھے؟ اگر بدنِ محشور صرف آکل کی روح سے متعلق ھو اور وہ آکل کافر ھو اور ماکول مومن تو اس صورت میں آکل جو کافر ھے اس کو عذاب دینے کے ساتھ مومن کو

بھی عذاب دینا لازم آتا ھے اور اگر ماکول کا بدن محشور ھوگا جو مومن ھے تو مومن کو ثواب دینے کی صورت میں کافر کو بھی ثواب دینا لازم آتا ھے کیونکہ مومن کا بدن آکل کا جزبن چکا ھے۔

جواب:

اس اعتراض کا جواب چند طریقے سے دیا جاسکتا ھے:

۱۔ خداوندعالم ہرچیز کا عالم ھے، اور اس کا علم ہر ممکن شئ پر محیط ھے، کائنات کے ذرہ ذرہ کو جانتا ھے، انھیں میں آکل و ماکول کے اجزاء بھی ھیں، لہٰذا خداوندعالم اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے ذریعہ انسان کے تمام اعضاء کو جمع کردے گا، اور اس میں روح ڈال دے گا، چاھے انسان کا بدن کتنا ھی بدل جائے، اس میں نقص پیدا ھوجائے یا بالکل ھی فنا ھوجائے، ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(قُلْ یُحْیِیهَا الَّذِی أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیمٌ) [126]

"(اے رسول)تم کہدو کہ اس کو وھی زندہ کردے گا جس نے ان کو (جب یہ کچھ نہ تھے)تو پہلی مرتبہ زندہ کر دکھایا وہ ہر طرح کی پیدائش سے واقف ھے"۔

نیز خداوندعالم نے معاد کا انکار کرنے والوں کے اسی اعتراض کے جواب میں فرمایا:

(أَءِ ذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا ذَلِکَ رَجْعٌ بَعِیدٌ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا کِتَابٌ حَفِیظٌ) [127]

"بھلا جب ھم مرجائیں گے اور (سڑ گل کر) مٹی ھو جائیں گے تو پھر یہ دوبارہ زندہ ھونا (عقل سے) بعید (بات) ھے ان کے جسموں سے زمین جس چیز کو (کھاکھا کر) کم کرتی ھے وہ ھم کو معلوم ھے اور ھمارے پاس تو تحریری یادداشت کتاب (لوح) محفوظ (موجود) ھے"۔

نیز ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَی قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّی فِی کِتَابٍ لاَیَضِلُّ رَبِّی وَلاَیَنسَی) [128]

"فرعون نے پوچھا بھلا اگلے لوگوں کا حال (تو بتاو کہ) کیا ھوا موسیٰ نے کھا ان باتوں کا علم میرے پرور دگار کے پاس کتاب (لوح محفوظ) میں (لکھا) ھوا ھے پرور دگار نہ بہکتا ھے اور نہ بھولتا ھے"۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام حشر کے بارے میں فرماتے ھیں:

"حتی اذا تصرمت الامور ،و تقضت الدھور ،و ازف النشور، اخرجھم من ضرائح القبور،و اوکار الطیور،واوجرة السباع ،ومطارح المھالک ،سراعا الی امرہ ،مھطعین الی معادہ۔۔۔"۔[129]

"یہاں تک کہ جب تمام معاملات ختم ھوجائیں گے، اور تمام زمانے بیت جائیں گے اور قیامت کا وقت قریب آجائے گا تو انھیں قبروں کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، درندوں کے بھٹوں اورہلاکت کی منزلوں سے نکالا جائے گا، اس کے امر کی طرف تیزی سے قدم بڑھاتے ھوئے اور اپنی وعدہ گاہ کی طرف بڑھتے ھوئے ،گروہ درگروہ، خاموش، صف بستہ اور ایستادہ۔

لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کا فرمان اس بات پر دلالت کرتا ھے کہ انسانوں کو روز قیامت محشور کیا جائے گا چاھے ان کو درندوں اورپرندوں ھی نے کھالیا ھو۔

۲۔ حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ایک حدیث میں بیان ھوا ھے کہ آپ نے فرمایا:جب جناب ابراھیم علیہ السلام نے دریا کے کنارے ایک میت دیکھی جس کو دریائی اور خشکی کے درندہ کھارھے تھے، اور ایک دوسرے پر حملہ کررھے ھیں تاکہ خود کھائیں اس وقت جناب ابراھیم علیہ السلام کو تعجب ھوا اور عرض کی :

(وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِی کَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَی) ،(اے میرے پروردگارتومجھے بھی دکھا دے کہ تو مردہ کو کیونکر زندہ کرتا ھے ؟)تو اس وقت آواز قدرت آئی:

(قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَی وَلَکِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِی قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنْ الطَّيْرِ) ۔۔[130]

(خدا نے فرمایا کیا تمھیں (اس کا) یقین نھیں ، ابراھیم نے عرض کی (کیوں نھیں) مگر آنکھ سے دیکھنا اس لئے چاہتاھوں کہ میرے دل کو اطمینان ھوجائے فرمایا (اچھا اگر یہ چاہتے ھو) تو چارپرندے لو،تو جناب ابراھیم علیہ السلام نے مور، مرغ، کبوتر او رکوّے کو پکڑا ، آواز قدرت آئی:

فَصُرۡہُنَّ اِلَیۡکَ،یعنی ان کو ذبح کرلو اور ان کے گوشت کو آپس میں مخلوط کرلو اور ان کو دس پہاڑوں پر رکھدو، لیکن ان کی چونچوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لو، اور پھر ان کو بلاؤ تو وہ بہت تیزدوڑتے ھوئے تمہارے پاس آئےں گے، چنانچہ جناب ابراھیم علیہ السلام نے ایسا ھی کیا کہ ان پرندوں کے گوشت کو دس پہاڑوں پر رکھ دیا اور ان کوآواز دی، چنانچہ سب کا گوشت اورہڈی وغیرہ جدا جدا ھوکر جناب ابراھیم علیہ السلام کے پاس آگئے، اس وقت جناب ابراھیم علیہ السلام نے کہا:

(إِنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَکِيمٌ) [131]

خدا بیشک غالب و حکمت والا ھے"۔

کھاجاتا ھے کہ یہ حدیث اس بات کے اوپر اشارہ ھے کہ خداوندعالم ماکول کے اجزاء کو آکل (کھانے والے) کے بدن میں محفوظ رکھتا ھے، اور انھیں کو روز حشرماکول کے بدن میں پلٹا دے گا، جیسا کہ چارپرندوں کے مخلوط اور ایک دوسرے میں ملے ھوئے گوشت کو ان کو جسموں تک پہنچادیا۔[132]

۳۔ اس اعتراض کا جواب متکلمین اور فلاسفہ نے بھی دیا ہے، جس کا خلاصہ یوں ہے کہ روز قیامت انسان کو اصلی اعضاء ہی سے زندہ کیا جائے گا، جن کے ذریعہ اس کی شروع میں خلقت کی گئی ہے، اور یہ اعضاء اول عمر سے آخر عمر تک باقی رہتے ہیں، مطلق طور پر تمام اعضاء کے ذریعہ روز قیامت انسان کو زندہ نہیں کیا جائے گا، اور ماکول کے وہ اعضاء کھانے والے کے بعد باہر نکل آتے ہیں، لہٰذا کھانے والے کا اعادہ لازم نہیں رہتا بلکہ خود ماکول کا اعادہ کیا جائے گا، (133) کیونکہ خداوندعالم نے ان اعضاء کو محفوظ کرلیا ہے لہٰذا ان کو کسی دوسرے کے بدن کا حصہ قرار نہیں دیتا۔

اسی جواب سے محقق طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اتفاق کرتے ہوئے کتاب "شرح تجرید" میں فرمایا: "ولا یجب إعادة فواضل المکلف"۔ علامہ حلّی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مکلف کے سلسلے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ مکلف نفس مجرد ہے (یعنی انسان کی روح پر تکلیف و فرائض واجب کئے گئے ہیں) اور محققین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ مکلف انسان کے وہ اصلی اعضاء ہیں جن میں کوئی کمی و زیادتی نہیں ہوتی، اور کمی و زیادتی ان اعضاء میں ہوتی ہے جو اصلی اعضاء سے ملحق ہوتے ہیں، لہٰذا روز قیامت میں انھیں اصلی اعضاء کو لوٹانا ضروری ہے یا روح کو ان اصلی اعضاء کے ساتھ، لیکن ان اصلی اعضاء کے ساتھ ملے ہوئے اجزاء کو بعینہ لوٹانا ضروری نہیں ہے۔ (134)

دوسرا اعتراض: اعادہ معدوم

کہتے ہیں: اعادہ معدوم محال ہے (135) کیونکہ اس کا ملازمہ یہ ہے کہ ایک وجود میں عدم حلول کرجائے، یعنی جو خود ایک چیز میں موجود ہے اس میں عدم آجائے، اگر ایسا ہو تو ایک چیز دو چیز بن جائے گی، دوسرے الفاظ میں یہ کہا جائے کہ موت انسان کی فنا ہے، اگر دوبارہ اس کو زندہ کیا جائے تو یہ پہلے والے انسان کے علاوہ دوسرا انسان ہوگا، اور یہ عدم کے بعد دوسری خلقت ہے، اسی کو لوٹایا نہیں گیا ہے، اور مبداء و معاد کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہے

جواب:

۱۔ قارئین کرام! فلاسفہ کے لحاظ سے معاد کے معنی یا فنا کے بعد وجود کا نام ہے یا اجزاء منتشر ہونے کے بعد ان کو جمع کرنے کے معنی میں ہے، اور فناء کے بعد کسی چیز کے موجود ہونے کو فلاسفہ محال مانتے ہیں، لیکن "لافوزی" (ت ۱۷۹۴ء) نے مادہ کے سلسلے میں جو قانون مادہ معین کیا ہے وہ فلاسفہ کے گزشتہ نظریہ کو باطل کرتا ہے، کیونکہ وہ اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ مادہ فنا نہیں ہوتا ہے صرف اس کی صورت میں تبدیلی و تغیر پیدا ہوتا ہے جو اس پر عارض ہوتی ہے، جیسا کہ فلاسفہ کے نزدیک وجود پر عدم طاری نہیں ہوتا اسی طرح مادہ پر عدم طاری نہیں ہوتا، لیکن بعض فلاسفہ اور متکلمین نے اعادہ معدوم کو جائز مانا ہے، چنانچہ بعض فلاسفہ

کہتے ھیں: معدوم کا دوبارہ وجود میں آنا محال نھیں ھے، نہ ذات کے لحاظ سے اور نہ اس کے لوازم کے لحاظ سے، ورنہ اگر معدوم کا دوبارہ موجود ھونا محال ھوتا تو اول ھی سے موجود نہ ھوتا، شروع میں کسی چیز کو بنانا مشکل ھوتا ھے لیکن اس کو دوبارہ بنانا پہلے کی نسبت آسان ھوتا ھے، جیسا کہ معتزلی علماء نے "احوال و ذوات اشیاء" کا اثبات کیا ھے، چنانچہ کہتے ھیں کہ معدوم بھی ایک چیز ھوتی ھے، جب وہ موجودمعدوم ھوجاتا ھے، تو اس کی مخصوص ذات باقی رہتی ھے، لہٰذا اس کو دوبارہ لوٹانا ممکن ھے، کیونکہ اس کی ذات باقی ھے یہاں تک کہ عدم کی حالت میں بھی، لیکن کبھی اس پر وجود طاری ھوتا ھے اور کبھی عدم۔

اب رھی بات معاد کے دوسرے معنی کی کہ متفرق اعضاء کو دوبارہ ملانے کا نام معاد ھے، بعض مسلم فلاسفہ نے معاد جسمانی کا اقرار کرتے ھوئے کہا: معاد جسمانی اعادہ معدوم نھیں ھے بلکہ متفرق اعضاء کو جمع کرنے کا نام معاد ھے، جسموں کا نابود ھونا معدوم ھونا نھیں ھے بلکہ اعضاء متفرق اور دوسری چیزوں سے مل جاتے ھیں، لہٰذا ان اجزاء کو ایک جگہ جمع کرنا ممکن ھے، کیونکہ خداوندعالم ان اجزاء کو جانتا ھے اور ان کے جمع کرنے پر بھی قادر ھے، کیونکہ اس کا علم ہر ذرہ ذرہ پر محیط ھوتا ھے اور اس کی قدرت تمام ممکنات پر ھے۔ (136)

۲۔جیسا کہ ھم گزشتہ اعتراض کے جواب میں عرض کر چکے ھیں کہ بعض فلاسفہ اور متکلمین نے اس بات کی وضاحت کی ھے کہ انسان کے اصلی اعضاء میں نہ کوئی کمی ھوتی ھے اور نہ کوئی زیادتی، اور نہ ھی وہ فنا ھوتے ھیں، اسی مطلب پر حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی حدیث بھی دلالت کرتی ھے، جیسا کہ کتاب "کافی" میں عمار بن موسی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ھے کہ امام علیہ السلام سے ایک ایسی میت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا بدن بوسیدہ ھوگیا تھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

"نعم حتی لا یبقی لحم ولا عظم الا طینتہ التی خلق منھا ،فانھا لا تبلی ،تبقی فی القبر مستدیرہ حتی یخلق منھا کما خلق اول مرۃ"۔ (137)

"ہاں انسان کا گوشت اور ہڈی باقی نھیں رہتے، لیکن اس کی طینت باقی رہتی ھے اور وہ بوسیدہ نھیں ھوتی، وہ قبر میں بھی باقی رہتی ھے، یہاں تک کہ اسی طینت کے ذریعہ انسان دوبارہ خلق کیا جائے گا جس طرح سے پہلی مرتبہ خلق کیا گیا ھے۔"

۳۔اگر ھم اعادہ معدوم کے محال ھونے کو قبول بھی کرلیں، لیکن خداوندعالم نے انسان کو اس حال میں خلق کیا کہ "لم یکن شیئاً مذکورا" (یعنی انسان قابل ذکر بھی نھیں تھا) وھی خدا اس کو دوبارہ بھی لوٹا سکتا ھے اگرچہ وہ قابل ذکر بھی نہ ھو، چنانچہ ھم نے اس "برہان قدرت" کو دلائل قیامت میں بیان کیا ھے۔

۴۔ انسان کی شخصیت صرف روح ھوتی ھے اور وہ خدا کے نزدیک باقی رہتی ھے اور معدوم نھیں ھوتی، اور دوسرا وجود بدن کی خلقت اور روح سے رابطہ ھے، پس اس صورت میں یہ وھی انسان ھوگا نہ کہ اس کے مثل یا اس کے علاوہ، کیونکہ ان دونوں کے درمیان ماھیت (اور حقیقت) مشترک ھے۔

تیسرا اعتراض: تعدد ابدان

کہتے هیں: دنیا میں انسان کے خُلیے تبدیل هوتے رہتے هیں، آج کی سائنس کہتی هے کہ دس سال میں انسان کی تمام مادی ترکیب بدل جاتی هیں، مثلاً اگر انسان ساٹھ سال کی عمر میں مرتا هے تو اس کے بدن کی چھ مختلف ترکیبیں تھیں، تو اگر انسان کو انھیں چھ ترکیبوں کے ساتھ محشور کیا جائے گا تو پھر ایک انسان کے چھ بدن محشور کرنے لازم آئےں گے، او راگر ان میں سے ایک بدن محشور کیا جائے گا تو یہ عدل الٰهی کے خلاف هے، کیونکہ یهی ایک بدن ان تمام اعمال کے لحاظ سے ثواب یا عذاب دیکھے گا جواس نے تمام عمر میں (مختلف بدن کے ساتھ) انجام دئے هیں۔

جواب:

دنیا میں انسان کی زندگی خود هی اس اعتراض کا جواب دیتی هے کہ اگرچہ سائنس نے ثابت کیا هے کہ انسان کا بدن دس سال میں بدل جاتا هے، لیکن پھر بھی اس کی اپنی ایک شخصیت باقی رہتی هے مثلاً اگر کسی شخص نے جوانی کے عالم میں کسی شخص کو قتل کرڈالا هو، (اور وہ فرار هوگیا هو) تو اس کو بوڑھاپے میں بھی سزا دیتے هیں، کیونکہ قتل اسی نے کیا تھا، اور کوئی اس کو خلاف عدل و انصاف نهیں کہتا، یا کوئی یہ نهیں کہتا کہ وہ قاتل یہ نهیں هے، لہٰذا اسی طرح قیامت کا حساب و کتاب اور جزا یا سزا هے، جبکہ انسان کی روح اس کے جسم میں دوبارہ ڈال دی جائے گی تو بدن، وهی بدن هے، چاهے وہ جوان محشور کیا جائے یا بوڑھا۔

فیلسوف بزرگوار ملاصدرا کہتے هیں: حق و انصاف یہ هے کہ روز قیامت بعینہ انسان کا وهی بدن محشور کیا جائے گا جن اجزاء کے ساتھ اس کو موت آئی هے، نہ کہ اس کے مثل، چنانچہ اگر کوئی اس کو دیکھے گا تو کھے گا کہ یہ شخص بعینہ وهی شخص هے جو دنیا میں تھا، پس اگر کوئی شخص جسمانی معاد کا انکار کرے تو گویا اس نے شریعت کا انکار کیا، اور جو شریعت کا انکار کرے وہ عقلی اور شرعی طور پر کافر هے۔ (138)

خلاصہ یہ هوا کہ ہر انسان پر یہ عقیدہ رکھنا واجب هے کہ خداوندعالم انسان کوروز قیامت حساب و کتاب کے لئے محشور کرے گا، لیکن خصوصیات اور کیفیت کیا هوگی، حساب و کتاب کیسے هوگا، جنت و دوزخ کیسی هونگی؟ تو علماء کہتے هیں ان چیزوں کا تفصیلی طور پر علم حاصل کرنا واجب نهیں هے، بلکہ اجمالی اور مختصر طور پر عقیدہ رکھنا واجب هے (کہ انسان کو روز قیامت حساب و کتاب کے لئے دوبارہ زندہ کیا جائے گا)، هم نے اس کتاب میں مختلف اقوال و مختلف دلائل ذکر کردئے هیں تاکہ قارئین کرام اس سلسلہ میں غور وفکر کریں چنانچہ جو کچھ هم نے ذکر کیا هے وہ صرف بحث و تحقیق کے لئے هے،(اورقیامت کے سلسلے میں کوئی کسی طرح کا شک و شبہ هو تو وہ دور هوجائے اور اعتراض کرنے والوں کا جواب بھی دیا جاسکے۔)

(1) عرض اس چیز کو کہتے ھیں جو اپنے وجود کے لئے کسی دوسرے موضع (جگہ)کا محتاج ھوتا ھے (جیسے سیاھی کہ کسی کپڑے یا دیوار وغیرہ پر ھی پر وجود میں آتی ھے)اور جوہر اس چیز کو کہتے ھیں کہ جوبذات خود موجود ھوتا ھو جیسے قلم و دوات وغیرہ، رجوع فرمائیں: تجرید اعتقاد /نصیر الدین الطوسی :۱۴۳ ۔مکتب الاعلام الاسلامی ،دستور العلماء ۳القاضی الاحمد نگری ۱: ۱۹۸ و۳۱۸۔ موسسہ الاعلامی ۔بیروت، المقابسات / ابو حیان :۲۵۹۔دار الادب ۔بیروت۔

(2) رجوع کریں :الروح / ابن القیم :۲۱۹و۱۵۸و ۱۵۹ ۔دارالقلم ۔بیروت ،تفسیر رازی ۴۰: ۲۱۔۵۳، روح المعانی / الالوسی ۱۵۵ :۱۵۔داراحیاء التراث العربی ۔بیروت بحار الانوار ۱: ۶۱۔۱۵۰،دائرۃ المعارف القرن العشرین / محمد فرید وجدی ، ج ۴۰ :۴۔۳۴۶۔دارالفکر۔بیروت۔

(3) لسان العرب / ابن منظور ۔روح ۔۴۶۳ :۲۔۴۶۴۔

(4) سورہ اسراء آیت۸۵۔

(5) تفسیر رازی ۳۸: ۲۱ ،روح المعانی / الالوسی ۱۵۲ :۱۵، مجمع البیان / الطبرسی ۶۷۵ :۶۔دارالمعرفۃ۔ بیروت ،میزان / طباطبائی ۱۳ / ۱۹۹۔

(6) راجع : مجمع البیان / الطبرسی ۶۷۴ :۶،روح المعانی / الالوسی ۱۵۲ :۱۵۔

(7) تفسیر العیاشی ۱۶۳ /۳۱۷ :۲۔المکتبہ العلمیہ الاسلامیہ ۔تہران۔

(8) سورہ یس آیت ۸۲۔۸۳۔

(9) سورہ قمر آیت۵۰۔

(10) المیزان /علامہ طباطبائی ،ج ۱ص ۳۵۱وج ۱۲ ص۲۰۶وج۱۳ص۱۹۸۔

(11) الکشاف / الزمخشری ۶۹۰ :۲۔نشر ادب الحوزہ ، مجمع البیان ی/ الطبرسی ج ۶ص۶۷۵۔

(12) تفسیر رازی۳۸: ۲۱، مجمع البیان / الطبرسی ۶۷۵ :۶۔

(13) سورہ حجر آیت۲۹۔

(14) سورہ انبیاء آیت ۹۱۔

(15) سورہ نساء آیت ۱۷۱ ۔

(16) تصحیح الاعتقاد / شیخ مفید ص ۳۲۔نشر موتمر شیخ مفید ۔ قم مفردات الراغب ۔روح ۔:۲۰۵،روح المعانی / الآلوسی ۱۵۶ :۱۵والایہ من سورہ حج ۲۶۔

(۲)کامل آیت اس طرح ھے:وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَاتُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (سورہ حج آیت ۲۶۔)

"جب ھم نے (ابر کے ذریعہ سے) ابراھیم کے واسطے خانہ کعبہ کی جگہ ظاہر کر دی (اور ان سے کھا کہ) میرا کسی چیز کو شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو طواف اور قیام اور رکوع اور سجود کرنے والوں کے واسطے صاف ستھرا رکھنا"۔

(17) سورہ مریم آیت ۱۷۔

(18) تفسیر القمی ۲:۴۸۔دارالکتاب قم۔

(19) سورہ شعراء آیت ۱۹۳۔۱۹۴۔

(20) سورہ نحل آیت ۱۰۲۔

(21) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۹۰۔

(22) تفسیر میزان / طباطبائی ج۱۴ ص۳۶۔

(23) سورہ نباء آیت ۳۸۔

(24) سورہ قدر آیت ۴۔

(25) بصائر الدرجات / الصفار:۴/۴۸۴ موسسہ الاعلمی تہران۔

(26) تفسیر القمی ۲:۴۰۲۔

(27) سورہ شوریٰ ۵۲۔ ''اور اسی طرح ھم نے اپنے حکم کی روح (قرآن ہیں) تمہاری وحی کے ذریعہ بھیجی''۔

(28) اصول کافی، شیخ کلینی، ج ۱/۲۱۴:۱۔

(29) سورہ مجادلہ آیت ۲۲۔

(30) اصول کافی، شیخ کلینی ۲:۱۲ حدیث ۱، و ۱۳/۵۔

(31) اصول کافی، شیخ کلینی، ج ۱۱/۲۱۳:۲۔

(32) قرب الاسناد / الحمیری:۱۷۔مکتبہ نینوا، تہران۔

(33) سورہ انعام آیت ۱۲۲۔تفسیر میزان / طباطبائی ۱۹:۱۹۷۔

(34) سورہ نحل آیت ۲۔

(35) سورہ غافر آیت ۱۵۔

(36) تفسیر القمی ۱:۳۸۲۔

(37) تفسیر رازی ۲۱:۳۸، روح کی اصطلاحات کے سلسلے میں رجوع کریں، ابناء بما فی کلمات القرآن من اضواء / الکرباسی ۳:۱۱۳۔مطبعہ الاداب۔النجف، مفردات الراغب۔روح:۲۰۵، المصباح المنیر / الفیومی۔روح۔۱:۲۹۵، لسان العرب۔روح۔۲:۴۵۵۔نفس۔۶:۲۳۳۔

(38) الاربعین / شیخ بہائی :۴۹۹۔جامعہ مدرسین ۔قم۔

(39) تفسیر میزان / طباطبائی ۱:۳۶۴،المعاد / المطہری :۲۲۴۔مو سسہ ام القری۔

(40) تفسیر میزان / طباطبائی ۱:۳۵۰۔

(41) بحار الانوار ۷۳:۶۱۔۷۷عن شرح المواقف و الصحائف الالھیہ ۔

(42) رجوع فرمائیں: دائرۃ معارف القرن العشرین / وجدی ۴:۳۳۰،الادلۃ الجلیۃ فی شرح الفصول النصیریہ / عبد اللہ نعمۃ:۱۷۸۔

(43) الادلۃ الجلیۃ فی شرح الفصول النصیریہ / عبد اللہ نعمۃ:۱۸۴۔۱۸۵۔

(44) تفسیر رازی ۲۱:۵۲۔۵۳،تفسیر میزان /طباطبائی ۱:۳۶۵۔۳۷۰،دائرہ معارف القرن العشرین / وجدی ۴:۳۳۲،التفسیر الامثل ۹:۱۰۵۔۱۰۷ ۔موسسہ البعثہ ،بیروت ۔

(45) معاد / شہید مطہری :۱۷۸۔۱۶۹۔مو سسہ ام القری ،روح المعانی / آلوسی ۱۵:۱۵۷،دائرہ معارف القرن العشرین / وجدی ۴:۳۲۴۔۳۲۶۔

(46) دائرہ معارف القرن العشرین / وجدی ۴:۳۲۷۔

(47) سورہ مومنون آیت ۱۴۔

(48) اعتقادات، شیخ صدوق ۵۰۔

(49) اعتقادات، شیخ صدوق:۴۷۔

(50) کشف المراد فی شرح تجرید اعتقاد / علامہ حلّی،ص ۱۹۵۔

(51) المسائل السرویہ / شیخ مفید :۵۹۔مو تمر شیخ مفید ۔قم،الاربعین ۳ البہائی :۴۹۹۔۵۰۰،بحار الانوار / علامہ مجلسی ۱۳:۶۱و۷۵۔۷۶،تفسیر رازی ۲۱:۴۵،روح البیان / الالوسی ۱۵:۱۵۶،دائرہ معرف القرن العشرین / وجدی ۴:۳۳۸۔

(52) حق الیقین / عبداللہ شبر ۲:۴۸۔

(53) معاد / علامہ مطہری :۱۶۹۔۱۷۰،فلسفتنا/ شہید صدر:۳۳۵۔دار التعارف ،بیروت ۔

(54) سورہ بقرۃ آیت ۱۵۴۔

(55) سورہ آل عمران آیت ۱۶۹۔

(56) سورہ فجر آیت ۲۶۔۳۰۔

(57) المیزان ، علامہ طباطبائی ۱:۳۵۰،تفسیر رازی ۲۱:۴۰۔۴۱۔

(58) سورہ غافر آیت ۴۵۔۴۶۔

(59) سورہ نوح آیت ۲۵۔

(60) تفسیر رازی ۴۲:۲۱۔

(61) سورہ مومنون آیت ۱۲۔۱۴۔

(62) سورہ مومنون آیت ۱۴۔

(63) تفسیر رازی، ج ۲۱ص ۵۱، تفسیر المیزان، علامہ طباطبائی ج ۱ص ۳۵۲۔

(64) سورہ سجدۃ آیت ۷۔۹۔

(65) سورہ حجر آیت ۲۹، سورہ ص آیت ۷۲۔

(66) تفسیر رازی ۵۱:۲۱۔

(67) سورہ زمر آیت ۴۲۔

(68) مجمع البیان / علامہ طبرسی، ج ۸ص ۷۸۱۔

(69) کاشف، علامہ مغنیہ ۴۱۹:۶۔دار العلم للملایین ۔بیروت ۔

(70) المیزان، علامہ طباطبائی ۳۵۱:۱۔

(71) سورہ اسراء آیت ۸۵۔

(72) سورہ یس آیت ۸۲۔

(73) سورہ یٰس آیت ۸۲۔

(74) تفسیر میزان / طباطبائی ۳۵۱:۱۔۳۵۲۔

(75) تصحیح اعتقاد، شیخ مفید: ۹۱۔۹۲۔موتمر شیخ مفید۔

(76) تصحیح اعتقاد، شیخ مفید: ۹۱تا۹۲۔

(77) تصحیح اعتقاد، شیخ مفید: ۹۲۔

(78) السیرۃ النبویہ / ابن ہشام ۲۹۲:۲۔مصطفی البابی الحلبی ۔مصر۔

(79) تفسیر رازی ۴۱:۲۱۔

(80) تصحیح اعتقاد، شیخ مفید:۹۳۔

(81) کافی / کلینی ۱/۲۴۳:۳۔

(82) کافی / کلینی ۴/۲۴۵:۳۔

(83) کافی / کلینی ۱/۲۴۵:۳۔

(84) نہج البلاغہ / تحقیق صبحی الصالح :۵۰۵/ الحکمہ (۲۰۵)

(85) دائرۃ المعارف القرن العشرین /وجدی، ج ۴، ص۳۷۷۔۳۷۸۔

(86) اس کی "المجھول والمسائل الروحیہ" نامی کتاب بھی ھے جس میں درج ذیل چند نظریات بھی بیان کئے گئے ھیں:

۱۔ روح ،جسم سے ایک مستقل موجود ھے۔

۲۔ روح کے سلسلہ میں اب تک بہت سی چیز نامعلوم ھیں۔

۳۔ روح بدن کے بغیر ھی موثر کر سکتی ھے یا موثر ھو سکتی ھے ۔

(87) رجوع کریں: اصول العقائد فی الاسلام، تالیف لاری ۸۹:۴و۹۲۔۹۴۔ الدار الاسلامیہ ۔ بیروت ۔ الحیاۃ بعد الموت / رضا المطوف السماوی: ۲۹۷۔۳۱۵۔ دار الزہراء۔ بیروت ، دائرہ معارف القرن العشرین / وجدی ۴:۳۶۵۔۴۰۰ ۲۴۰۰ :۱۰۔۴۰۹۔

(88) سورہ نور آیت ۲۴۔

(89) سورہ ابراھیم آیت۴۸۔ ۵۱۔

(90) سورہ قیامۃ آیت ۳۔۴۔

(91) سورہ یس آیت۷۸۔ ۷۹۔

(92) سورہ یٰس آیت ۵۱۔۵۴۔

(93) سورہ طہ آیت ۵۵۔

(94) سورہ یٰس آیت۶۵۔

(95) سورہ فصلت آیت ۲۰۔

(96) درج ذیل آیات کی طرف اشارہ ھے فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (سورہ بقرۃ ۷۳)

أَوْ كَالَّذِی مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِیَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِی هَذِهِ اللهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْت مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَى طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانظُرْ إِلَى حِمَارِکَ وَلِنَجْعَلَکَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِی كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِی قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنْ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءاً ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَکَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَكِيم (سورہ بقرہ ۲۵۹۔۲۶۰)

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّی أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلاَّ قَلِيلٌ فَلاَتُمَارِ فِيهِمْ إِلاَّ مِرَاءً ظَاهِرًا وَلاَتَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا وَلاَتَقُولَنَّ لِشَیْءٍ إِنِّی فَاعِلٌ ذَلِکَ غَدًا إِلاَّ أَنْ يَشَاءَ اللهُ وَاذْكُرْ رَبَّکَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَى أَنْ يَهْدِيَنِی رَبِّی لِأَقْرَبَ مِنْ هَذَا رَشَدًا وَلَبِثُوا فِی كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا (سورہ کہف ۲۲۔۲۵۔)

(97) سورہ واقعہ آیت ۱۵ ۔۲۳۔

(98) سورہ نساء آیت ۶۵۔

(99) نہج البلاغہ / صبحی الصالح: ۱۰۸ ۔ خطبہ نمبر (۸۳)۔ ترجمہ ص ۱۳۵، علامہ جوادی۔

(100) املی صدوق :۲۵۸/۲۴۳ مو سسہ البعثۃ ۔ قم ، حق الیقین / عبداللہ شبر ۲:۵۴، بحار الانوار / علامہ مجلسی ۷:۳۳/۱ عن الامالی و ۷:۳۹/۸ عن التفسیر علی بن ابراھیم ۔

(101) الا سفار / صدر المتالھین ۹:۱۶۵، المبدا و المعاد / صدر المتالھین :۳۷۵۔

(102) حق الیقن / عبد اللہ شبر ۲:۳۸ ۔ ۳۹۔

(103) الاحتجاج ۳ الطبرسی :۳۵۰۔

(104) الاسفار / صدر المتالھین ۹:۱۶۵، شرح الموقف ۳ الجرجانی ۸:۲۹۸۔ ۳۰۰۔

(105) الاضحویہ فی المعادی / ابن سینا :۱۲۶ ۔ الموسسہ الجامعہ ۔ بیروت۔

(106) تھافت الفلاسفہ / الغزالی :۲۳۵۔۲۵۳۔ بیروت ۔ ۱۹۳۷ ۔

(107) الشفاء ۔ الالھیات / ابن سینا :۴۲۳۔ القاہرہ بحار الانوار / علامہ مجلسی، ج۷ ص ۵۰۔

(108) ابن سینا و مذھبہ فی النفس / فتح اللہ خلیفۃ: ۱۱۷، بیروت ، ۱۹۷۴۔

(109) بحار الانوار / علامہ مجلسی ۷: ۵۲۔

(110) سورہ سباء آیت ۷ ۔ ۸۔

(111) سورہ جاثیۃ آیت ۲۴۔

(112) سورہ قیامۃ آیت ۵ ۔ ۶۔

(113) سورہ مومنون آیت ۳۳۔۳۸۔

(114) سورہ نحل آیت ۲۲۔

(115) سورہ مومنون آیت ۸۱۔۸۳۔

(116) سورہ نازعات آیت۱۰۔۱۲۔

(117) سورہ اسراء آیت ۴۹ و۹۸۔

(118) سورہ سجدۃ آیت ۱۰۔

(119) سورہ سجدۃ آیت ۱۱۔

(120) تفسیر المیزان / علامہ طباطبائی ،ج ۱۱ ص۲۹۹۔

(121) سورہ رعد آیت۵۔

(122) سورہ اسراء آیت ۱۰۔

(123) سورہ مطففین آیت ۱۰۔۱۲۔

(124) یعنی کھانے والا اور کھائی جانے والی چیز۔

(125) مثلاً انسان مرنے کے بعد مٹی بن جائے، اور مٹی ،پھلوں یا سبزیوں میں تبدیل ھوجائے اور ان سبزیوں اور پھلوں کو انسان کھالے۔

(126) سورہ یس آیت ۷۹۔

(127) سورہ ق آیت ۳۔۴۔

(128) سورہ طہ آیت ۵۱۔۵۲۔

(129) نہج البلاغہ / صبحی الصالح :۱۰۸خطبہ نمبر (۸۳)۔ترجمہ،علامہ جوادی ص ۱۳۵ ۔

(130) سورہ بقرہ آیت ۲۶۰۔

(131) تفسیر قمی،ج ۱،ص ۹۱۔

(132) بحار الانوار / علامہ مجلسی،ج۷،ص۳۷۔

(133) شرح المواقف ۳ الجرجانی ۸:۲۹۶۔ مطبعہ السعادہ ۔ مصر ،المبداء والمعاد / صدر الدین الشیرازی ۳۷۶۔

(134) کشف المراد / علامہ حلی: ۴۳۱۔۴۳۲۔

(135) معدوم (یعنی نابود) ھونے والی چیز کا دوبارہ پہلی والی چیز بننا محال اور ناممکن ھے۔

(136) شرح المواقف / الجرجانی، ج۸، ص۲۸۹۔۲۹۴۔ مطبعہ السعادہ۔ مصر۔ الادلہ الجلیہ فی شرح الفصول النصیریہ / عبد اللہ نعمۃ:۲۱۲۔۲۱۳۔

(137) اصول کافی / شیخ کلینی، ج۳، ص۷/۲۵۱، بحار الانوار، ج۷، ص۴۳، حدیث ۲۱۔

(138) المبداء والمعاد / ملا صدرا:۳۷۶۔

چوتھی فصل

منازل الآخرت

انسان کے مرنے کے بعد خدا کے حضور میں جانے تک متعدد سخت ترین منزلیں ھیںجن سے گزر کر آخرت کی منزل تک پہنچنا ھے، اور یہ اتنی سخت منزلیں ھیں کہ اگر ان کو حالت احتضار (یعنی مرنے کے وقت) کے ساتھ مقایسہ کیا جائے تو موت کی منزل بہتر اور آسان دکھائی دے گی۔

مصحف ناطق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ھیں:

"ان بين الدنيا والاخرة الف عقبة ،اهو نها و ايسرها الموت"۔[1]

"(موت کے بعد) دنیا اور آخرت کے درمیان ہزار خطرناک گھاٹیاں ھیں (جن سے گزر کر جانا ھے) اور ان میں سب سے آسان مرحلہ موت ھے"۔

قارئین کرام! ھم یہاں پر مختصر طور پر ان منزلوں کو پانچ بحثوں میںبیان کرتے ھیں جنھیںانسان طے کرے گا۔

پہلی بحث: موت اور اس کی سختیاں

روز قیامت تک پہنچنے کے لئے سب سے پہلی منزل ھے، اور یہ آخرت تک پہنچنے کے لئے پہلی نشانی ھے۔ حضرت رسول اکرم (ص)فرماتے ھیں:

"الموت القيامة ،اذا مات احدكم فقد قامت قيامته،يرى ما له من خير و شر"۔[2]

"موت ھی قیامت ھے، جب تم میںسے کوئی شخص مرتا ھے تو اس کی قیامت آجاتی ھے وہ اپنے کئے اعمال کی جزا یا سزا کو دیکھ لیتا ھے۔"

اسی طرح حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

"الموت باب الاخرة"۔[3]

"موت آخرت کا دروازہ ھے"۔

موت سے مراد انسان کی روح قبض ھونا اور جسم و روح کے رابطہ کا خاتمہ ھے، یا دنیاوی زندگی سے اُخروی دنیا تک منتقل ھوجانے کا نام ھے، اور یہ "فعل اللہ" یعنی اللہ کا کام ھے، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:

(هُوَ الَّذِی یُحْیِي وَیُمِیتُ فَإِذَا قَضَی أَمْرًا فَإِنَّمَا یَقُولُ لَهُ کُنْ فَیَکُونُ) [4]

"وہ وھی خدا ھے جو جلاتا اور مارتا ھے پھر جب وہ کسی کام کو کرنے کی ٹھان لیتا ھے تو بس اس سے کہہ دیتا ھے کہ ھوجا تو وہ فوراً ھوجاتا ھے"۔

بے شک خداوندعالم نے یہ ذمہ داری یعنی قبض روح کا کام ملک الموت کے حوالہ کررکھا ھے، ملک الموت ھی حکم خداوندی سے انسان کی روح کو قبض کرتا ھے:

(قُلْ یَتَوَفَّاکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِی وُکِّلَ بِکُمْ ثُمَّ إِلَی رَبِّکُمْ تُرْجَعُونَ) [5]

"(اے رسول) کہدو کہ ملک الموت جو تمہارے اوپر تعینات ھے وھی تمہاری روحیں قبض کرے گا اس کے بعد تم سب کے سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاوگے''۔

اور خداوندعالم نے ملک الموت کے لئے دیگر فرشتوں کو اعوان و انصار مقرر فرمایا ھے جو اسی کے حکم سے روح قبض کرتے ھیں اور ان کا فعل خدا کا فعل ھوتا ھے، ارشاد ھوتا ھے:

(حَتَّی إِذَا جَاءَ أَحَدَکُمْ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لاَیُفَرِّطُونَ) [6]

"یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو ھمارے فرستادہ (فرشتے)اس کو(دنیا سے)اٹھا لیتے ھیں اور وہ(ھمارے حکم میں ذرا بھی)کوتاھی نھیںکرتے"۔

خداوندعالم ملک الموت کے ذریعہ انسان کو موت دیتا ھے:

(اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْأَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا) [7]

"اللہ ھی ھے جو روحوں کو موت کے وقت اپنی طرف بلا لیتا ھے"۔

اسی مطلب کی طرف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث اشارہ کرتی ھے، جیسا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ھے:

"ان الله جعل لملک الموت اعوانا من الملائکة ،یقبضون الارواح،بمنزلة صاحب الشرطة له اعوان من الانس ،یبعثهم فی حوائجه، فتتوفاهم الملائکة ،و یتوفاهم ملک الموت من الملائکة مع ما یقبض هو،و یتوفا ها الله تعالیٰ من ملک الموت "۔[8]

"خداوندعالم نے ملک الموت کے لئے دیگر فرشتوں کو ناصر و مددگار بنایا ھے، جو انسانوں کی روحوں کو قبض کرتے ھیں جیسے انسانوں یںڈاروغہ کے ساتھ پولیس اور دیگر ناصر و مددگار ھوتے ھیں، اور انھیں اپنی حاجتیں پورا کرنے کے لئے ادھر اُدھر بھیجتا ھے اسی طرح ملک الموت دیگر فرشتوں کو روح قبض کرنے کے لئے بھجتا ھے اور ان فرشتوں کی روح خود ملک الموت قبض کریں گے اور ملک الموت کو خود خدا موت دے گا"۔

موت کی سختیاں

موت وہ حقیقت ھے جو عالم کائنات میں انسانی زندگی کی آخری منزل ھے، جس سے کوئی بھی فرار نھیں کرسکتا، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِی تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِیكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ)

(9)

"(اے رسول) تم کہدو کہ موت جس سے تم لوگ بھاگتے ھو وہ تو ضرور تمہارے سامنے آئے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (خدا) کی طرف لوٹا دیئے جاوگے پھر جو کچھ بھی تم کرتے تھے وہ تمھیں بتا دے گا"۔

موت اور اس کی سختیوں کے بارے میں بہت سی آیات و روایات میں تفصیل بیان ھوئی ھے، جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

"وان للموت لغمرات ھی افظع من ان تستغرق بصفة ،او تعتدل علی عقول اھل الدنیا"۔[10]

" بے شک موت کی سختیاں ایسی ھی ھیں جو اپنی شدت میں بیان کی حدوں میں نھیں آسکتی، اور اہل دنیا کی عقول کے اندازوں پرپوری نھیں اتر سکتی ھیں"۔

ھم ذیل میں قرآن و حدیث کی روشنی میں موت کی بعض سختیوں کے بارے میں بیان کرتے ھیں:

۱۔ حالت احتضار(جانکنی): حالت احتضار سے مراد ملک الموت یا اس کے اعوان و انصار کا حاضر ھونا ھے چاھے وہ ملائکہ رحمت ھوں یا ملائکہ عذاب، تاکہ مرنے والے کی روح کو قبض کریں، اور یہ سب سے مشکل ترین مرحلہ ھے کیونکہ ملائکہ کو دیکھ کر اس پر بہت زیادہ خوف و وحشت طاری ھوتی ھے، حضرت امام زین العابدین علیہ الصلاۃ و السلام فرماتے ھیں:

"اشد ساعات ابن آدم ثلاث ساعات :الساعة التی یعاین فیھا ملک الموت ،والساعة التی یقوم فیھا من قبرہ ،والساعة التی یقف فیھا بین یدی اللہ تبارک و تعالیٰ ،فاما الی الجنة ،واما الی النار"۔[11]

"انسان کے لئے تین موقع بڑے سخت ھوتے ھیں: ایک موقع وہ جب انسان ملک الموت کا مشاہدہ کرتا ھے، دوسرا وہ موقع جب انسان کو قبر میں اتارا جاتا ھے، تیسرا موقع وہ ھے جب انسان روز قیامت حساب و کتاب کے لئے پیش ھوگا، چاھے جنت میں جائے یا دوزخ میں"۔

حالت احتضار کا خوف و وحشت تمام مرنے والوں کے لئے برابر نھیں ھے بلکہ اگر انسان نیک کردار ھوتا ھے تو اس کی جاں کنی آسانی سے ھوتی ھے اور اگر مرنے والے دیندار نہ ھو تو اس کے لئے سختیاں اور پریشانیاں زیادہ ھوتی ھیں، لہذا اگر مرنے والا مومن

اور متقی ہے تو فرشتے بہت آسانی سے اس کی روح قبض کرتے ھیں اور اس کو جنت الفردوس کی بشارت دیتے ھیں، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:

(الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمْ الْمَلاَئِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ) [12]

"(یہ) وہ لوگ ھیں جن کی روحیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ھیں کہ وہ (نجاست کفر سے) پاک و پاکیزہ ھوتے ھیں تو فرشتے ان سے (نہایت تپاک سے) کہتے ھیں سلام علیکم، جو نیکیاں دنیا میں تم کرتے تھے اس کے صلہ میں جنت میں (بے تکلف) چلے جاو"۔

لہٰذا ان کے مرنے اور بشارت میں کوئی فاصلہ نھیں ھوتا کیونکہ آیت کے دونوں جملوں میں کوئی حرف عطف بھی نھیں ھے، پس موت کے ساتھ ساتھ بشارت ھوتی ھے۔

لیکن کفار و ظالموں کی موت کی سختیوں کے سلسلے بہت سی آیات قرآنی بہت زیادہ خوف و وحشت اور ھیبت کے بارے میں بیان کرتی ھیں کیونکہ ان کو دردناک اور سخت سے سخت عذاب کے بارے میں خبر دی جائے گی، خداوندعالم فرماتا ھے:

(وَلَوْتَرَى اِذْيَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الْمَلاَئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْدِ) [13]

"اور کاش (اے رسول) تم دیکھتے جب فرشتے کافروں کی جان نکال لیتے تھے اور ان کے رخ اور پشت پر (کوڑے) مارتے جاتے تھے اور (کہتے جاتے تھے کہ) عذاب جہنم کے مزے چکھو یہ سزا اس کی ھے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے کیا کرایا ھے اور خدا بندوں پر ہرگز ظلم نھیں کیا کرتا"۔

۲۔ سکرات موت: خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

(وَجَاءَ تْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ) [14]

"اور موت کی بیھوشی یقینا طاری ھوگی یھی وہ بات ھے جس سے تو بھاگا کرتا تھا"۔

سکرات موت سے وہ کرب و پریشانی مراد ھے جسے دیکھ کر مرنے والا بے ھوش ھوجاتا ھے، مرگ بار مصیبتیں ٹوٹ پڑتی ھیں، وہ حیرت زدہ رہ جاتا ھے، شدید قسم کے آلام اور طرح طرح کے امراض و اسقام ھوتے ھیں.

"انة موجعة ،و جذبة مكربة و سوقة متعبةٍ"۔[15]

انسان سکرات موت کی مدھوشیوں، شدید قسم کی بدحواسیوں، دردناک قسم کی فریادوں اور کرب انگیز قسم کی نزع کی کیفیتوں اور تھکادینے والی شدتوں میں مبتلا ھوجاتا ھے۔

حضرت رسول اکرم (ص) ارشاد فرماتے ھیں:

"ادنی جبذات الموت بمنزله مائة ضربة بالسیف"۔[16]

"موت کا معمولی سا درد تلوار کی سو ضربت کے برابر ھے"

ان سکرات موت اور غمرات موت کے آثار میں سے انسان کی زبان کا لڑکھڑانا ھے،یا مثلاً آنکھوں کی بینائی کم ھوجاتی ھے اور پہلو ہلنے لگتے ھیں، اس کے ھونٹ پپڑا جاتے ھیں، اس کی پسلیاں چڑھ جاتی ھیں، اس کا سانس پھول جاتا ھے، اس کا رنگ پیلا پڑجاتا ھے اور آہستہ آہستہ اس کے اعضاء و جوارح بے جان ھونے لگتے ھیں یہاں تک کہ اس کی رانیں، اس کا سینہ اور اوپری حصہ گلے تک ٹھنڈے پڑ جاتے ھیں، اس کے بعد دنیا سے رخصت ھوجاتا ھے اور اس کے بعد دنیا میں نھیں لوٹ سکتا:

(فَلَوْلاَإِذَا بَلَغَتْ الْحُلْقُومَ وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لاَتُبْصِرُونَ فَلَوْلاَإِنْ كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ) [17]

"تو کیا جب جان گلے تک آپہنچی ھے اور تم اس وقت (کی حالت) پڑے ھوئے دیکھا کرتے ھو اور ھم (اس مرنے والے) سے تم سے بھی زیادہ نزدیک ھیں لیکن تم کو دکھائی نھیں دیتا تو اگر تم کسی کے دباو میں نھیں ھوتو اگر (اپنے دعوے میں) تم سچے ھو تو روح کو پھیر کیوں نھیں دیتے"۔

یھی وہ موقع ھے جس کو حالت احتضار کہتے ھیں جو واقعاً ایک وحشت ناک موقع ھے۔

(خدا وندعالم اس وقت ھماری مدد کرے، آمین)

حضرت علی علیہ السلام حالت احتضار کے بارے میں ارشاد فرماتے ھیں:

"اجتمعت علیهم سکرة الموت ،وحسرة الفوت ،ففترت لها اطرافهم وتغیرت لها الوانهم ،ثم ازداد الموت فیهم ولوجا فحیل بین احدهم وبین منطقه ،وانه لبین اهله ،ینظر ببصره ،ویسمع باذنه ،علی صحة من عقله ،وبقا ء من لبه ،یفکر فیم افنی عمره ،فیم اذهب دهرهفهو یعض یده ندامة علی ما اصحر له عند الموت من امره،ویزهد فیما کان یرغب فیه أیام عمره فلم یزل الموت یبالغ فی جسده،حتی خالط لسانه و سمعه،فصار بین اهله لا ینطق بلسانه ولا یسمع بسمعه ،یردد طرفه بالنظر فی وجوهم، یری حرکات ألسنتهم، ولا یسمع رجع کلامهم، ثم ازداد الموت التیاطاً به ،فقبض بصره کما قبض سمعه ،و خرجت الروح من جسده ،فصار جیفة بین اهله ،قد او حشوا من جانبه ،و تباعد وا من قربة ،لا یسعد باکیاً ،ولا یجیب داعیاً ، ثم حملوه الی مخط فی الارض ،فاسلموه الی عمله، وانقطعوا عن زورته"۔[18]

"(تو اب اس مصیبت کا بیان بھی ناممکن ھے) جہاں ایک طرف موت کے سکرات ھیں اور دوسری طرف فراق دنیا کی حسرت، حالت یہ ھے کہ ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑگئے ھیں اور رنگ اڑگیا ھے، اس کے بعد موت کی دخل اندازی اور بڑھی تو وہ گفتگو کی راہ

میں بھی حائل ھوگئی کہ انسان گھر والونکے درمیان ہے انھیں آنکھوں سے دیکھ رھاھے، کان سے ان کی آوازیں سن رھاھے، عقل بھی سلامت ھے اور ھوش بھی برقرار ھے، یہ سوچ رھاھے کہ عمر کو کہاں برباد کیا ھے اور زندگی کو کہاں گزارا ھے۔۔۔

ندامت سے اپنے ہاتھ کاٹ رھاھے اور اس چیز سے کنارہ کش ھونا چاہتا ھے جس کی طرف زندگی بھر راغب تھا اب یہ چاہتا ھے کہ کاش جو شخص اس سے اس مال کی بنا پر حسد کررھاتھا یہ مال اُس کے پاس ھوتا اور اس کے پاس نہ ھوتا۔ اس کے بعد موت اس کے جسم میں مزید دراندازی کرتی ھے اور زبان کے ساتھ کانوں کو بھی شامل کرلیتی ھے کہ انسان اپنے گھر والوں کے درمیان نہ بول سکتا ھے اور نہ سُن سکتا ھے، ہر ایک کے چھرہ کو حسرت سے دیکھ رھاھے ، ان کی زبان کی جنبش کو بھی دیکھ رھاھے لیکن الفاظ نھیں سن سکتا۔

اس کے بعد موت اور چپک جاتی ھے، توکانوں کی طرح آنکھوں پر بھی قبضہ ھوجاتا ھے، اور روح جسم سے پرواز کرجاتی ھے اب وہ گھر والوں کے درمیان ایک مُردار ھوتا ھے، جس کے پہلو میں بیٹھنے سے بھی وحشت ھونے لگتی ھے اور لوگ دور بھاگنے لگتے ھیں، یہ اب نہ کسی رونے والے کو سہارا دے سکتا ھے اور نہ کسی پکارنے والے کی آواز پر آواز دے سکتا ھے، لوگ اسے زمین کے ایک گڑھے تک پہنچادیتے ھیں اور اسے اس کے اعمال کے حوالہ کردیتے ھیں کہ ملاقاتوں کا سلسلہ بھی ختم ھوجاتا ھے۔

لیکن بعض اعمال صالحہ جیسے صلہ رحم، والدین کے ساتھ نیکی کرنا وغیرہ حالت احتضار کے وقت مشکل آسان کرتے ھیں، جیسا کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ھے:

"من احب ان یخفف اللہ عز وجل عنہ سکرات الموت ،فلیکن لقرابتہ وصولاً،وبوالدیہ باراً۔۔۔"۔[19]

"جو شخص چاہتا ھے کہ خداوندعالم سکرات موت اور اس سختیوں کو آسان کردے تو اس کو چاہئے کہ صلہ رحم کرے اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کرے"۔

۳۔ قبض روح : احادیث میں بیان ھوا ھے کہ انسان کی جان کنی اس کے اعمال کے لحاظ سے آسانی سے یا سختی کے ساتھ ھوگی، وہ مومنین جن کا ایمان راسخ ھے، جنھوں نے اپنے اعضاء و جوارح کو گناھوں سے روکا ھے، ان کو لقاء پروردگار کی آرزو رہتی ھے، تو ملائکہ رحمت ان کی روح بہت آسانی سے قبض کریں گے، لیکن کفار جن کو دنیا نے دھوکہ میں ڈال دیا ھے، اور فسق و فجور کے دلدل میں پھنس گئے ھیں، نیز لقاء پروردگار سے روگرانی کرتے ھیں تو عذاب و غضب کے فرشتے ان کی روح شدت اور سختی سے قبض کرتے ھیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ھیں:

"ان آیة المومن اذا حضرہ الموت ان یبیض وجھہ اشد من بیاض لونہ ،و یرشح جبینہ ،و یسیل من عینیہ کھیئة الدموع ،فیکون ذلک آیة خروج روحہ ،وان الکافر تخرج روحہ سلاًمن شدقہ کزبد البعیر۔۔"۔[20]

"جان کنی کے عالم یںمومن کی نشانی یہ ھے کہ اس کے چہرے کا رنگ سفید ھوجاتا ھے، اس کی پیشانی سے پسینہ جاری ھوجاتا ھے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ھوجاتا ھے، پس روح نکلنے کی یھی نشانیاں ھیں، لیکن کافر کی روح بڑی سختی سے اس طرح نکالی جاتی ھے جیسے اونٹنی کے دودھ سے گھی نکالا جاتا ھے"۔

قارئین کرام! احادیث معصومین علیھم السلام سے یہ بات ظاہر ھوتی ھے کہ مذکورہ قاعدہ (جان کنی یں سختی اور آسانی سے کسی کے ایمان یا کفر کا پتہ لگانا) مسلم نھیں ھے ،کیونکہ اگر کسی شخص کی جان کنی سختی کے ساتھ ھورھی ھوتو وہ عذاب یں بتلا ھے اور جس کی آسانی سے روح نکل جائے وہ ثواب اور اکرام کی حالت یں ھے، کیونکہ کبھی مومن کی روح سختی سے قبض کی جاتی ھے تاکہ یہ سختی اس کے گناھوں کا کفارہ بن جائے، اور وہ آخرت یں پاک ھوکر جائے، اور کبھی کبھی کافر کی روح آسانی سے نکل جاتی ھے تاکہ اس کی نیکیوں کی جزا دنیا ھی یں مل جائے[21]، جیسا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ھم دیکھتے ھیں کہ کسی کافر کی روح آسانی سے اس حال یں نکل جاتی ھے کہ ، وہ باتیں کررھا تھا ہنس رھا تھا ، اور مومنین کے لئے بھی ایسا ھی ھوتا ھے، بہر حال ھم کس طرح مومنین اور کفار یں سکرات موت اور سختیوں کا اندازہ لگائیں؟ تب امام علیہ السلام نے فرمایا:

"ماکان من راحة للمومن هناک فهو عاجل ثوابه ،وماکان من شدة فهو تمحیصه من ذنوبه ،لیرد الاخرة نقیاً نظیفاً ،مستحقاً لثواب الابد، لامانع له دونه ،وماکان من سهولة هناک علی الکافر فلیوفی اجر حسناته فی الدنیا ،لیرد الاخرة ولیس له الا ما یوجب علی العذاب، وماکان من شدة علی الکافر هناک فهو ابتداء عذاب الله له بعد نفاد حسناته ،ذلک بان الله عدل لایجور"۔[22]

"جس مومن کے لئے حالت احتضار یں راحت و سکون ھوتا ھے وہ اس بنا پر ھے کہ اس کو آخرت یں ثواب ملنے ولا ھے اور اس کا ثواب اس قدر ھے کہ اس دنیا یں ھی وہ ثواب سے محظوظ ھونے لگتا ھے یعنی تعجیل ثواب یں اس کو یھیں سے راحت و سکون دیدیا جاتا ھے،او راگر اسے حالت احتضار یں سختیاں پیش آئیں تو وہ اس کو گناھوں سے پاک کرنے کے لئے ھیں تاکہ وہ آخرت یں گناھوں سے پاک و صاف ھوکر جائے، اور ھمیشہ کے لئے ثواب اور نعمتیں ملتی رھیں، اور اس کے ثواب یں کوئی مانع درپیش نہ آئے، لیکن کفار کے لئے موت کے وقت آسانی دنیا یں کی ھوئی نیکیوں کی وجہ سے ھے تاکہ آخرت یں اس کے لئے عذاب ھی عذاب رھے اور اگر کافر پر سختیاں ھیں تو یہ عذاب خدا کی ابتداء ھے کیونکہ اس کے پاس نیکیاں نھیں ھے، یہ سب اس وجہ سے ھے کہ خداوندعالم عادل ھے کسی پر ظلم نھیں کرتا"۔

۴۔ آخرت کی منزل یں داخل ھونا:جب انسان موت کو دیکھتا ھے تو اس کی پریشانیاں بڑھ جاتی ھیں، اس کی روح نکلنے کے لئے تیار ھوتی ھے اور موت کے ذریعہ اس کے سامنے سے زندگی یں موجود پردے ہٹ جاتے ھیں جیسے سوتا ھوا انسان کچھ نھیں دیکھتا اور جاگتے یں سب کچھ دیکھتا ھے کیونکہ جاگتے یں وہ پردہ ہٹ جاتا ھے گویا کہ انسان کی زندگی ایسی ھے جیسے کہ "لوگ سوئے

ھوئے ھیں جب مرجاتے ھیں تو متوجہ ھوتے ھیں"،تو وہ ان چیزوں کا مشاہدہ کریں گے جو زندگی میں نھیں کر سکے تھے، ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(لَقَدْ کُنْتَ فِی غَفْلَةٍ مِنْ هَذَا فَکَشَفْنَاعَنْکَ غِطَاءَ کَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیدٌ) [23]

"(اس سے کھاجائے گا) کہ اس (دن) سے تو غفلت میں پڑا تھا تو اب ھم نے تیرے سامنے سے پردے کو ہٹا دیا تو آج تیری نگاہ بڑی تیز ھے"۔

انسان موت کے وقت کن چیزوں کا مشاہدہ کرتا ھے، احادیث کے مطابق ھم ان کا ذکر کرتے ھیں:

الف۔ جنت یا جہنم میں اپنا مقام: حضرت رسول اکرم (ص)ارشاد فرماتے ھیں:

"اذا مات احدکم عرض علیه مقعد ه بالغداة و العشي،ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة، وان کان من اهل النار فمن اهل النار، ویقال: هذا مقعدک حتی یبعثک الله الیه یوم القیامة"۔[24]

"جب انسان مرجاتا ھے تو اس کواس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ھے ، اگر وہ اہل جنت سے ھے تو اس کو جنت میں اس کا مقام دکھایا جاتا ھے او راگر جہنمی ھے تو دوزخ میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ھے، اور اس سے کھاجاتا ھے: یہ تیرا ٹھکانا ھے یہاں تک کہ روز قیامت خدا سے ملاقات کرے"۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جب محمد بن ابی بکر کو مصر کا والی بنایا تو آپ نے ایک تحریر لکھی:

"لیس احد من الناس تفارق روحه جسده حتی یعلم ای المنزلتین یصل ؛الی الجنة ،ام الی النار، اعدو هو لله ام ولی ،فان کان ولیالله فتحت له ابواب الجنه ،و شرعت له طرقها،ورای ما اعدالله له فیها ففرغ من کل شغل ،ووضع عنه کل ثقل ،وان کان عدواً لله فتحت له ابواب النار، و شرعت له طرقها، و نظر الی ما اعدا الله له فیها ،فاستقبل کل مکروه و ترک کل سرور، کل هذا یکون عندالموت ،و عنده یکون الیقین"۔[25]

"جب تک انسان کو جنت یا جہنم میں اس کا مقام نھیں دکھادیا جاتا اس وقت تک اس کی روح مفارقت نھیں کرتی، اور یہ کہ وہ دشمن خدا ھے یا دوست خدا، اگر وہ دوست خدا ھے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ھیں اور اس کے راستے کھول دئے جاتے ھیں اور وہ خداوندعالم کی طرف سے تیار کردہ نعمتوں کو دیکھ لیتا ھے، وہ ہر کام سے فارغ ھوجاتا ھے او راس کی ہر مشکل دور ھوجاتی ھے، اگر وہ مرنے والا دشمن خدا ھے تو اس کے لئے جہنم کے دروازے کھول دئے جاتے ھیں اور اس کے راستے بتادئے جاتے ھیں، اور وہ خدا کی طرف سے تیار کردہ عذاب کو دیکھ لیتا ھے، تو اس کی پریشانیوں میں اضافہ ھوجاتا ھے اور ساری خوشیاں ختم ھوجاتی ھیں، یہ تمام چیزیں موت کے وقت ھوتی ھیں، اور وہ ان باتوں کا یقین کرلیتا ھے"۔

ب۔ مال و اولاد اور اعمال کا مجسم ھونا:

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

"ان العبد اذا کان فی آخر یوم من الدنیا ،واول یوم من آلاخرة،مثل له ماله وولده وعمله، فیلتفت الی ماله ویقول :والله انی کنت علیک حریصا شحیحاً فما لی عندک ؟فیقول :خذ منی کفنک قال فیلتفت الی ولده ،فیقول :والله انی کنت لکم محبا ،وانی کنت علیکم محامیا، فماذا لی عندکم؟ فیقولون :نودیک الی حفرتک ونواریک فیھا فیلتفت الی عمله فیقول :والله انک کنت علي لثقیلا ،وانی کنت فیک لزاھد ا،فماذا عندک ؟فیقول :انا قرینک فی قبرک ویوم نشرک حتّیٰ اعرض انا وانت علی ربک"۔[26]

"جب انسان کی زندگی کا آخری روز اور آخرت کا پہلا دن ھوتا ھے تو اس کا مال، اس کی اولاد اور اس کے اعمال مجسم ھوجاتے ھیں، چنانچہ اپنے مال کی طرف متوجہ ھو کر کہتا ھے: خدا کی قسم میں تیرے سلسلے میں بہت زیادہ حریص او رلالچی تھا، (تجھے حاصل کرنے کے لئے کتنی زحمتیں اٹھائیں ھیں؟) تو میری کیا مدد کر سکتا ھے؟ اس وقت مال کھے گا: میں تجھے کفن دے سکتا ھوں (اور بس) اس کے بعد اپنی اولاد کی طرف متوجہ ھو کر کہتا ھے: قسم خدا کی میں تم سے بہت محبت کیا کرتا تھا میں تمہاری حمایت او رمدد کیا کرتا تھا، آج تم میری کیا مدد کرسکتے ھو؟ تو اولاد کھے گی: ھم تجھے تیری قبر تک پہنچا سکتے ھیں اور تجھے قبر میں چھپا سکتے ھیں، اس کے بعد اپنے اعمال کی طرف متوجہ ھو کر کہتا ھے: قسم خدا کی، تم میرے لئے ثقیل اور گراں تھے اور میں تم سے دور رہتا تھا، آج تم کیا کروگے؟ اس وقت انسان کے اعمال کھیں گے کہ ھم تیرے ساتھ رھیں، قبر میں بھی اور روز محشر بھی، یہاں تک کہ ھم دونوں بارگاہ الٰھی میں پیش ھوں"۔

۴۔ نبی اکرم (ص) اور ائمہ علیھم السلام کا دیدار:

شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ھیں کہ اس سلسلے میں شیعہ امامیہ کا اتفاق ھے، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیھم السلام سے متواتر احادیث بیان ھوئی ھیں، نیز حضرت علی علیہ السلام نے حارث ھمدانی سے مشھور اشعار میں فرمایا:

یا حارِ همدان من یمُت یرنی
من مومن أو منافقٍ قبلا

یعرفني طرفه و أعرفه
بعینه و اسمه وما فعلا(27)

ابن ابی الحدید معتزلی نے حضرت علی علیہ السلام کے درج ذیل قول کے بعد چھ مصرعہ بیان کئے ھیں:

"فانکم لو قد عاینتم ما قد عاین من مات منکم،لجزعتم و وهلتم، وسمعتم واطعتم ولکن محجوب عنکم ما قد عاینوا ،و قریب ما یطرح الحجاب"۔[28]

اس کے بعد ابن ابی الحدید کہتے ھیں: ممکن ھے کہ اس کلام سے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے نفس کا ارادہ کیا ھو کہ اس وقت تک کوئی انسان نھیں مرتا جب تک کہ علی (علیہ السلام) اس کے پاس حاضر نہ ھوجائے۔

اس کے بعد ابن ابی الحدید اس قول کے صحیح ھونے پر استدلال کرتے ھوئے کہتے ھیں: یہ کوئی عجیب چیز نھیں ھے اگر حضرت نے یہ بات اپنے بارے میں کھی ھو کیونکہ قرآن مجید کی آیت اس بات پر دلالت کرتی ھے کہ اہل کتاب اس وقت تک نھیں مرتے جب تک وہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کی تصدیق نہ کردیں، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:

(وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا) [29]

چنانچہ بہت سے مفسرین کہتے ھیں کہ اس کا مطلب یہ ھے کہ یھود و نصاریٰ اور گزشتہ امت کے مرنے والے لوگ حالت احتضار میں حضرت عیسیٰ مسیح کو دیکھتے ھیں اور اس کی تصدیق کرتے ھیں جس نے فرائض اور تکالیف کے وقت جناب عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی ھو۔[30]

لیکن دیدار کی کیفیت کے کا صحیح علم ھمارے پاس نھیں ھے بلکہ اس مسئلہ میں اور اس جیسے غیبی مسائل میں صرف اجمالی تصدیق کافی ھے، اور اسی چیز پر ایمان رکھنا کافی ھے کیونکہ اس سلسلے میں ائمہ معصومین علیھم السلام سے صحیح احادیث بیان ھوئی ھیں۔

دوسری بحث: برزخ اور اس کا عذاب

برزخ کے معنی: دو چیزوں کے درمیان حائل چیز کو برزخ کہتے ھیں[31] یہ موت اور قیامت کے درمیان کا واسطہ ھے ، اور اسی عالم برزخ میں روز قیامت کے لئے انسان نعمتوں سے نوازا جائے گا یا اس پر عذاب ھوگا[32] خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

(مِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ) [33]

"اور ان کے مرنے کے بعد (عالم) برزخ ھے (جہاں) سے اس دن تک کہ دوبارہ قبروں سے اٹھائے جائےں گے "۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ھے کہ یہ عالم برزخ دنیاوی زندگی اور روز قیامت کے درمیان ایک زندگی کا نام ھے۔

عالم برزخ کے بارے میں حضرت امام صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ھیں:

"البرزخ:القبر ،وفیہ الثواب والعقاب بین الدنیا وآلاخرة"۔[34]

وحشت برزخ: جیسا کہ ھم بیان کر چکے ھیں کہ عالم آخرت کی زندگی موت سے شروع ھوتی ھے، انسان موت کے ذریعہ عالم آخرت میں پہنچ جاتا ھے، اور موت کے بعد درج ذیل قبر کے خوف و وحشت سے روبرو ھوتا ھے:

۱۔ وحشت قبر اور قبر کی تاریکی: قبر، معادکی وحشتناک منزلوں میں سے ایک منزل ھے، جب انسان کو ایک تاریک و تنگ کوٹھری میں رکھ دیا جاتا ھے جہاں پر اس کے مددگار صرف اس کے اعمال اور عذاب یا ثواب کے فرشتے ھوں گے۔

حضرت علی علیہ السلام اہل مصر کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ھیں:

"یا عباد الله،ما بعد الموت لمن لا یغفر له اشد من الموت؛القبر فاحذروا ضیقه و ضنکه وظلمته و غربته،ان القبریقول کل یوم :انابیت الغربة،انا بیت التراب،انا بیت الوحشة ،انا بیت الدود و الهوام"۔[35]

"اے بندگان خدا! اگر انسان کی بخشش نہ ھو تو پھر موت کے سے سخت کوئی چیز نھیں ھے، (لہٰذا قبر کی تاریکی، تنگی اور تنہائی سے ڈرو!! بے شک قبر ہر روز یہ آواز دیتی ھے: میں تنہائی کا گھر ھوں، میں مٹی کا گھر ھوں، میں خوف و حشت کا گھر ھوں، میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ھوں۔۔۔"۔(اے کاش ھم اس آواز کو سن لیں)

قارئین کرام! یھی وہ جگہ ھے کہ جب انسان زمین کے اوپر سے اس کے اندر چلا جاتا ھے، اہل و عیال اور دوستوں کو چھوڑ کر تنھا ھوجاتا ھے، روشنی کو چھوڑ کر تاریکی میں چلا جاتا ھے، دنیا کے عیش و آرام کو چھوڑ کر تنگی اور وحشت قبر میں گرفتار ھوجاتا ھے، اور اس کا سب نام و نشان ختم ھوجاتا ھے اور اس کا ذکر مٹ جائے گا اس کی صورت متغیر ھوجائے گی اور اس کا جسم ابدان بوسیدہ اور جوڑ جوڑ جدا ھوجائیں گے۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

"فکم اکلت الارض من عزیز جسد ،وانیق لون ،کان فی الدنیا غذی ترف ،وربیب شرف، یتعلل بالسرور فی ساعة حزنه و یفزع الی السلوة ان مصیبة نزلت به ،ضنا بغضارة عیشه وشحاحة بلهوه و لعبه۔۔۔"۔[36]

"اُف! یہ زمین کتنے عزیزترین بدن اور حسین ترین رنگ کھا گئی ھے جن کو دولت و راحت کی غذامل رھی تھی اور جنھیں شرف کی آغوش میں پالا گیا تھا جو حزن کے اوقات میں بھی مسرت کا سامان کیا کرتے تھے اور اگر کوئی مصیبت آن پڑتی تھی تو اپنے عیش کی تازگیوں پر للچائے رہنے واور اپنے لھو و لعب پر فریفتہ ھونے کی بنا پر تسلی کا سامان فراھم کرلیا کرتے تھے"۔

(زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے؟!!)

۲۔ فشار قبر:

احادیث میں وارد ھوا ھے کہ میت کو اس قدر فشار قبر ھوگا کہ اس کا گوشت پارہ پارہ ھوجائے گا، اس کا دماغ باھر نکل آئے گا اس کی چربی پگھل جائے گی، اس کی پسلیاں آپس میں مل جائیں گی، اس کی وجہ دنیا میں چغل خوری اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ

بداخلاقی، بہت زیادہ (بے هوده) باتیں کرنا، طهارت ونجاست میں لاپرواهی کرنا هے، اور کوئی انسان اس (فشار قبر) سے نهیں بچ سکتا مگر یہ کہ ایمان کے ساتھ دنیا سے جائے اور کمال کے درجات پر فائز هو۔

ابو بصیر کہتے هیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا کوئی شخص فشار قبر سے نجات پاسکتا هے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

"نعوذ بالله منها ما اقل من یفلت من ضغطة القبر۔۔۔"۔[37]

"هم الله کی پناه مانگتے هیں فشار قبر سے، بہت هی کم لوگ فشار قبر سے محفوظ رهیں گے"۔

صحابی رسول سعد بن معاذ / کو بھی فشار قبر کے بارے میں روایت میں ملتا هے کہ جب ان کا جنازه اٹھایا گیا تو ملائکہ تشییع جنازه کے لئے آئے اور خود رسول اکرم (ص) آپ کی تشییع جنازه میں پابرہنہ اور بغیر عبا کے شریک هوئے، یہاں تک کہ قبر تک لے آئے اور قبر میں رکھ دیا گیا تو امّ سعد نے کہا: اے سعد تمهیں جنت مبارک هو، تو اس وقت رسول اکرم نے فرمایا:

"یا ام سعد! مَہ لاتجزمي علی ربک ،فان سعدا قد اصابتہ ضمة"۔ وحینما سُئل عن ذلک، قال(ص) "انہ کان فی خلقہ مع اهلہ سوء"۔ [38]

"اے مادر سعد یہ نہ کهو، تم اپنے رب کے بارے میں یہ یقینی نهیں کہہ سکتی، سعد پر اب فشار قبر هورها هے"۔

اور جب رسول اکرم (ص) سے اس کی وجہ معلوم کی گئی تو آنحضرت (ص) نے فرمایا کہ سعد اپنے اهل و عیال کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آتے تھے"۔

رسول اکرم (ص) نے یہ بھی فرمایا:

"ضغطة القبر للمومن کفارة لما کان منه من تضییع النعم"۔[39]

"فشار قبر مومن کے لئے کفاره هے تاکہ اس کی نعمتوں میں کمی نہ هو۔"

۳۔ سوال منکر ونکیر:

خداوندعالم، انسان کی قبر میں دو فرشتوں کو بھیجتا هے جن کا نام منکر و نکیر هے، یہ دوفرشتے اس کو بٹھاتے هیں اور سوال کرتے هیں کہ تیرا رب کون هے ؟ تیرا دین کیا هے؟ تیرا نبی کون هے؟ تیری کتاب کیا هے؟ تیرا امام کون هے جس سے تو محبت کرتا تھا، تو نے اپنی عمر کو کس چیز میں صرف کیا، تونے مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا هے؟ اگر اس نے صحیح اور حق جواب دیا تو ملائکہ اس کو راحت و سکون اور جنت الفردوس کی بشارت دیتے هیں اور اس کی قبر کو تا حد نظر وسیع کردیتے هیں، لیکن اگر اس نے جواب نہ دیا یا ناحق جواب دیا، یا اس کا جواب نامفهوم هوا تو ملائکہ اس کی کھولتے هوئے پانی سے میزبانی کرتے هیں اور اس کو عذاب کی بشارت دیتے هیں۔

بے شک اس سلسلے میں نبی اکرم (ص) اور اہل بیت علیہم السلام سے صحیح روایت منقول ھےں جن پر سبھی مسلمین اتفاق رکھتے ھیں [40] اور اس مسئلہ کو ضرورت دین میں سے مانتے ھیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ھیں:

"من انکر ثلاثة اشیاء ،فلیس من شیعتنا المعراج ،والمساء لة فی القبر ، والشفاعة "۔[41]

"جو شخص تین چیزوں کا انکار کرے وہ ھمارا شیعہ نھیں ھے، معراج، سوال منکر ونکیر، اور شفاعت"۔

۴۔ قبر میں عذاب وثواب:

یہ عذاب وثواب عالم برزخ میں ایک مسلم حقیقت ھے ، اور لامحالہ واقع ھوگا، کیونکہ اس کا امکان پایا جاتا ھے، آیات قرآن مجید اورنبی اکرم اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے احادیث میں متواتر بیان ھوا ھے ، نیز اس سلسلے میں علماء کرام کا گزشتہ سے آج تک اجماع بھی ھے[42]

قرآنی دلائل: وہ آیات جن میں قبر میں ثواب و عذاب کے بارے میں بیان ھوا یا بعض آیات کی تفسیر عذاب وثواب کی گئی ھے، جن میں سے بعض کو ھم نے "روح کے مجرد ھونے" کی بحث میں بیان کیا ھے، ھم یہاں پر دو آیتوں کو پیش کرتے ھیں:

(وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ) [43]

"اور فرعونیوں کو برے عذاب نے (ہر طرف سے) گھیر لیا (اور اب تو قبر میں دوزخ کی) آگ ھے کہ وہ لوگ (ہر) صبح و شام اس کے سامنے لاکر کھڑے کئے جاتے ھیں اور جس دن قیامت برپا ھوگی (حکم ھوگا کہ) فرعون کو لوگوں کے سخت سے سخت عذاب میں جھونک دو"۔

یہ آیہ شریفہ وضاحت کرتی ھے کہ قبر میں ثواب و عذاب ھوگا کیونکہ اس آیت میں "واو" کے ذریعہ عطف کیا گیا ھے (وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ) جو اس بات کا تقاضا کرتا ھے کہ اس سے پہلے بیان شدہ ایک الگ چیز ھے اور اس کے بعد بیان ھونے والا مطلب الگ ھے، کیونکہ پہلے صبح و شام آگ نے گھیر رکھا ھے، اور اس کے بعد روز قیامت کے عذاب کے بارے میں بیان کیا گیا ھے، اسی وجہ سے پہلے جملے میں (عَرَضَ) (گھیرنے کے معنی) ھیں اور دوسرے جملہ میں (أَدْخِلُوا) (داخل ھوجاؤ) کا لفظ استعمال ھوا ھے۔[44]

اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ھے کہ آپ نے فرمایا:

"ان کانوا یعذبون فی النار غدوا و عشیا ففیما بین ذلک هم من السعداء لا ولکن هذا فی البرزخ قبل یوم القیامة ،الم تسمع قوله عزوجل: (وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ) ؟"۔[45]

"اگر وہ صبح و شام عذاب ینٹھوں گے اگرچہ ان کے درمیان کچھ نیک افراد بھی ھوں لیکن یہ سب برزخ میں ھوگا قبل از قیامت، کیا تو نے خداوندعالم کے اس فرمان کو نھیں سنا: "اور جب قیامت برپا ھوگی تو فرشتوں کو حکم ھوگا کہ فرعون والوں کو بدترین عذاب کی منزل میں داخل کردو"۔

۲۔ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

(وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى) [46]

"اور جس نے میری یاد سے منھ پھیرا تو اس کی زندگی بھت تنگی میں بسر ھوگی اور ھم اس کو قیامت کے دن اندھا (بنا کے) اٹھائیں گے"۔

بھت سے مفسرین کھتے ھیں کہ "سخت اور تنگ زندگی" سے مراد عذاب قبر اور عالم برزخ میں سختیاں اور بدبختی ھے، قرینہ یہ ھے کہ حرف عطف "واو" کے ذریعہ حشر کا ذکر کیا جو اس بات کا تقاضا کرتا ھے کہ یہ دونوں چیزیں الگ الگ ھوں۔ سخت زندگی سے دنیا کی پریشانیاں مراد نھیں لی جاسکتیں کیونکہ دنیا میں بھت سے کفار کی زندگی مومنین سے بھتر ھوتی ھے، اور ایسے چین و سکون کی زندگی بسر کرتے ھیں کہ اس میں کسی طرح کی کوئی پریشانی نھیں ھوتی ھے۔[47]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:

"واعلموا ان المعیشة الضنک التی قالها تعالیٰ: (فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا) هی عذاب القبر"۔[48]

جان لو کہ (مذکورہ بالا) آیت میں سخت اور تنگ زندگی سے مراد عذاب قبر ھے"۔

احادیث سے دلائل: قبر کے عذاب و ثواب پر دلالت کرنے والی متعدد احادیث شیعہ سنی دونوں طریقوں سے نقل ھوئی ھیں،[49] اور بڑی تفصیل کے ساتھ بیان ھوئی ھیں، بعض کو ھم نے "روح کے مجرد ھونے" کی بحث میں بیان کیا ھے، یھاں پر ان میں سے صرف تین احادیث کو بیان کرتے ھیں:

۱۔ حضرت رسول اکرم (ص) ارشاد فرماتے ھیں:

"القبر اما حفرة من حفرالنیران او روضة من ریاض الجنة"۔[50]

"قبر یا دوزخ کے گڈھوں میں سے ایک گڈھا ھے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ھے"۔

۲۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ھیں:

"یسلط علی الکافر فی قبره تسعة و تسعین تنینا،فینهشن لحمه ، و یکسرن عظمه ،و یترددن علیه کذلک الی یوم یبعث ،لوان تنینا منها نفخ فی الارض لم تنبت زرعا ابدا"۔[51]

"خداوندعالم کافر کی قبر میں ۹۹ اژدھے مسلط کرتا ھے، جو اس کے گوشت کو ڈستے ھوں گے اور اس کی ہڈیوں کو کاٹ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کردے ں گے، اور روز قیامت تک وہ اژدھے اس پر عمل کرتے رھیں گے کہ اگر وہ ایک پھونک زمین پر ماردیں تو کبھی بھی کوئی درخت اور سبزہ نہ اُگے"۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے درج ذیل آیت کے بارے میں سوال کیا گیا:

مِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ [52]

"اور ان کے مرنے کے بعد (عالم) برزخ ھے (جہاں) سے اس دن تک کہ دوبارہ قبروں سے اٹھایے جائے ں گے"۔

تو آپ نے فرمایا:

"هوالقبر،وان لهم فيه لمعيشة ضنكا ، والله ان القبر لروضة من رياض الجنة،اوحفرة من حفر النيران"۔[53]

"اس آیت سے مراد قبر ھے، اور کفار کے لئے سخت اور تنگ زندگی ھے، قسم بخدا، یھی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ھے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ھے ''۔

اعتراضات: قبر کے ثواب و عذاب کے بارے میں بعض اشکالات و اعتراضات کئے گئے ھیں جن میں سے اکثر عذاب و ثواب کی کیفیت کے بارے میں ھیں، کہ اس میں ثواب و عذاب کی کیفیت کیا ھوگی، لیکن اس سلسلے میں تفصیل معلوم کرنا ھمارے اوپر واجب نھیں ھے، بلکہ اجمالی طور پر قبر کے ثواب و عذاب پر عقیدہ رکھنا واجب ھے، کیونکہ یہ ممکن امر ھے، اور معصومین علیھم السلام نے اس سلسلے میں بیان کیا ھے، اور تمام غیبی امور اسی طرح ھیں کیونکہ غیبی امور عالم ملکوت سے تعلق رکھتے ھیں جس کو ھماری عقل اور ھمارے حواس نھیں سمجھ سکتے۔

ھم یہاں پر عالم برزخ پر ھونے والے بعض اھم اعتراضات بیان کرکے قرآن و حدیث کے ذریعہ جوابات پیش کرتے ھیں:

۱۔ جب انسان کا بدن ھی روح تک عذاب پہنچنے کا وسیلہ ھے تو بدن سے روح نکلنے کے بعد انسان پر کس طرح عذاب یا ثواب ھوگا، جب کہ بدن بوسیدہ ھوچکا ھوگا۔

جواب: احادیث اس بات پر دلالت کرتی ھیں کہ خداوندعالم انسان کو منکر نکیر کے سوالات کے لئے دوبارہ زندہ کرے گا، اور اگر وہ مستحق نعمت ھے تو اس کو ھمیشہ کے لئے حیات دے دی جائے گی، اور اگر عذاب کا مستحق ھے تو بھی ھمیشہ کے لئے اس کو عذاب میں باقی رکھا جائے گا، عذاب ھونے والا بدن، یھی دنیاوی بدن ھوگا یا اس بدن کے مثل ایک بدن ھوگا۔ احادیث میں ان دونوں کے سلسلے میں بیان کیا گیا ھے:

اول: یھی دنیاوی بدن زندہ کیا جاتے گا:

یعنی خداوندعالم انسان کی قبر میں اس کے بدن میں روح لوٹادے گا، اور متعدداحادیث اس بات پر دلالت کرتی ھیں، جیسا کہ حضرت رسول اکرم (ص) سے (ایک حدیث کے ضمن) مروی ھے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا:

"تعاد روحه فی جسده ،ویاتیه ملکان فیجلسانه"۔[54]

"(انسان کی) روح اس کے بدن میں لوٹا دی جائے گی اور دو فرشتے اس کو بٹھا کر سوال و جواب کریں گے"۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ھیں:

"فاذادخل حفرته ،ردت الروح فی جسده ،وجاء ھ ملکا القبر فامتحناه"۔[55]

"جب انسان کو اس کی قبر میں اتاردیا جائے گا تو اس کی روح اس کے بدن میں واپس لوٹا دی جائے گی اور دو فرشتے اس کے امتحان کے لئے آئیں گے"۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ھیں:

"ثم یدخل ملکا القبر ،وھما قعیدا القبر منکر و نکیر ،فیقعد انه و یلقیان فیه الروح الی حقویه"۔[56]

"۔۔۔ اس کے بعد قبر میں دو منکر و نکیر آئیں گے، اور قبر کے دونوں کناروں پر بیٹھیں گے اس کو بٹھائیں گے اور اس کے جسم میں ہنسلیوں تک روح داخل کردے ں گے"۔

اسی وجہ سے کھا گیا ھے کہ قبر کی حیات ،حیات برزخی اور ناقص ھے، اس میں زندگی کے تمام آثار نھیں ھوتے سوائے احساس درد و الم اور لذت کے، یعنی عالم برزخ میں روح کا بدن سے کمزور سا رابطہ ھوتا ھے، کیونکہ خداوندعالم قبر میں صرف اتنی زندگی عطا کرتا ھے جس سے درد و الم اور لذت کا احساس ھوسکے۔[57]

دوم: مثالی بدن کو عذاب یا ثواب دیا جائے گا:

احادیث میں وارد ھوا ھے کہ

خداوندعالم انسان کے لئے عالم برزخ میں ایک لطیف جسم مثالی میں روح کو قرار دے گا، ایسا مثالی بدن جو دنیا کے بدن سے مشابہ ھوگا، تاکہ قبر میں اس سے سوالات کئے جاسکیں اور اس کو ثواب یا عذاب دیا جا سکے، پس اسی عالم میں روز قیامت تک کے لئے اس کو ثواب یا عذاب دیا جائے گا، اور روز قیامت اسی بدن میں انسان کی روح لوٹائی جائے گی۔[58]

ابو بصیر سے روایت ھے کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے مومنین کی ارواح کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

"فی الجنة علی صورا بدانھم ،لورایته لقلت فلان"۔[59]

"جنت میں ان کی روح ان کے جسم میں لوٹائی جائے گی کہ اگر تم روح کو دیکھو گے تو کھو گے کہ یہ فلاں شخص ھے"۔

یونس بن ظبیان سے مروی ہے کہ میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، تو آپ نے فرمایا: مومنین کی ارواح کے سلسلے میں لوگ کیا کہتے ہیں؟ تو میں نے کہا: کہتے ہیں: عرش کے نیچے پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہےں، اس وقت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"سبحان اللہ ! المومن اکرم علی اللہ من ان یجعل روحہ فی حوصلة طیریا یونس ،المومن اذاقبضہ اللہ تعالیٰ صیر روحہ فی قالب کقالبہ فی الدنیا ،فیا کلون و یشربون ،فاذاقدم علیھم القادم عرفوہ بتلک الصورة التی کانت فی الدنیا"۔[60]

"سبحان اللہ! مومن خدا کے نزدیک اس سے کھیں زیادہ با عظمت ہے کہ اس کی روح کو پرندہ کے پوٹے میں رکھاجائے، اے یونس! جب خداوندعالم مومن کی روح قبض کرتا ہے تو اس کو دنیا کی طرح ایک قالب میں ڈال دیتا ہے، جس سے وہ کھاتا اور پیتا ہے، جب کوئی (دنیا سے جاتا ہے تو) اس کو پہچانتا ہے اور وہ اسی صورت میں رہتا ہے جس میں دنیا میں رہتا تھا"۔

اسی طرح امام صادق علیہ السلام سے ایک دوسری حدیث میں وارد ھوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"المومن اکرم علی اللہ من ان یجعل روحہ فی حوصلة طیر،ولکن فی ابدان کابدانھم"۔۔[61]

"مومن خدا کے نزدیک اس سے کھیں زیادہ با عظمت ہے کہ اس کی روح کو پرندہ کے پوٹے میںرکھے، بلکہ انسان کی روح دنیا کی طرح ایک بدن میں ھوتی ہے"۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث ھیں جو ھماری عرض کی ھوئی بات پر دلالت کرتی ھیں ۔[62]

قارئین کرام! مذکورہ باتوں کے پیش نظر احادیث میں بیان شدہ قبر کے ثواب و عذاب سے مراد عالم برزخ میں دوسری زندگی ہے جس میں انسان کی روح بدنِ مثالی میں قرار دی جائے گی ، لہٰذا آیات قرآن اور احادیث میں بیان شدہ روح کے مجرد ھونے اور عذاب و ثواب والا مسئلہ حل ھوجاتا ہے، کہ انسان کی روح مجرد بھی ہے لیکن اس پر عذاب و ثواب بھی ھوتا ہے اور اس کی روح پرواز بھی کرتی ہے اور اپنے اہل و عیال اور دوسروں کو دیکھتی بھی ہے۔

سائنس جسم مثالی کی تائید کرتا ہے : احضار روح کے ماہرین کے تجربوں سے اجسام مثالی کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ اس سلسلہ میں مشھور ماہرین کہتے ھیں: در حقیقت موت کچھ نھیں ہے مگر یہ کہ ایک مادی جسم سے دوسرے مادی جسم میں منتقل ھوجانا، لیکن وہ دوسرا (مادی جسم) اس دنیاوی جسم سے زیادہ واضح اور لطیف ھوتا ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ روح کے لئے ایک بہت زیادہ شفاف اور لطیف مادہ ھوتا ہے ، لہٰذا اس پر مادہ کے قوانین جاری نھیں ھوسکتے۔[63]

کیا یہ باطل تناسخ نھیں ہے؟

بعض لوگوں نے گمان کیا ھے کہ انسان کی روح کا اس دنیاوی بدن سے جدا ھونے کے بعد اسی جیسے بدن میں چلاجانا یہ وھی باطل تناسخ ھے، جو صحیح نھیں ھے، کیونکہ ضرورت دین اور اجماع مسلمین تناسخ کی نفی کرتے ھیں حالانکہ بہت سے متکلمین اور محدثین جسم مثالی کے قائل ھوئے ھیں، اور ائمہ معصومین علیھم السلام کی احادیث میں بیان ھوا ھے، لیکن تناسخ کے قائل لوگوں نے اس کا انکار کیا ھے اور اسی وجہ سے معاد اور ثواب و عذاب کا انکار کرتے ھیں، کہتے ھیں کہ یہ روح دوبارہ اسی دنیا میں دوسرے بدن میں آجاتی ھے، لہٰذا قیامت کا کوئی وجود نھیں ھے، نیز یہ لوگ تناسخ کے ذریعہ خالق اور انبیاء علیھم السلام کا بھی انکار کرتے ھیں، نیز لازمہ تناسخ وظائف اور تکالیف کا بھی انکار کرتے ھیں، اور اسی طرح کی دوسری بے ھودہ باتیں ھیں[64]

۲۔ اس سلسلے میں دوسرا اعتراض یہ ھے کہ قبر میں کس طرح ثواب و عذاب ھوگا حالانکہ جنت یا دوزخ موجود نھیں ھے۔

جواب: وہ قرآنی آیات اور احادیث جن کو ھم نے قبر کے ثواب و عذاب کے دلائل کے عنوان سے بیان کیا ھے وہ اس بات پر دلالت کرتی ھیں کہ جنت اور دوزخ مخلوق (اور موجود) ھیں، اسی طرح امام صادق علیہ السلام سے مروی روایت بھی اس بات پر دلالت کرتی ھے کہ جب آپ سے مومنین کی روحوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

"فی حجرات فی الجنة ،یاکلون من طعامها ،و یشربون من شرابها"۔[65]

"(مومنین کی روحیں) جنت کے بالا خانوں میں رہتی ھیں جنت کا کھانا کھاتی ھیں اور جنت کا شربت پیتی ھیں"۔

اسی طرح امام صادق علیہ السلام کی دوسری حدیث:

"ان ارواح الکفار فی نارجهنم یعرضون علیها"۔[66]

"کفار کی ارواح کو جہنم کی آگ کی سیر کرائی جاتی ھے"۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ھیں: جنت و جہنم کے سلسلے میں ھمارا یہ عقیدہ ھے کہ یہ دونوں مخلوق ھیں اور ھمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب جنت کی سیر فرما چکے ھیں، اور جہنم کو بھی دیکھ چکے ھیں، اور اس وقت تک انسان اس دنیا سے نھیں جاتا جب تک جنت یا دوزخ میں اپنا ٹھکانا، نہ دیکھ لے"۔[67]

علامہ خواجہ نصیر الدین طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ھیں: آیات و روایات جنت و دوزخ کے مخلوق ھونے پر دلالت کرتی ھیں، (یعنی جنت و نار اس وقت بھی موجود ھیں) لہٰذا جو روایات اس مفھوم کے مخالف اور متعارض ھیں ان کی تاویل کی جائے گی، علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی شرح میں اختلاف کو بیان کرتے ھوئے فرمایا ھے: لوگوں کے درمیان یہ اختلاف ھے کہ جنت و نار اس وقت موجود اور مخلوق ھیں یا نھیں؟ بعض لوگوں کا عقیدہ ھے کہ جنت و نار مخلوق شدہ ھیں اور اس وقت موجود ھیں، اس قول کو ابو علی اختیار کرتے ھیں، لیکن ابو ہاشم اور قاضی قائل ھیں کہ غیر مخلوق ھے (یعنی اس وقت موجود نھیں ھے۔

پہلا نظریہ رکھنے والوں نے درج ذیل آیات سے استدلال کیا ھے:

(أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ) [68]

"اور ان پرهیزگاروں کے لئے مهیا کی گئی هے"۔

(أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ) [69]

"اور کافروں کے لئے تیار کی گئی هے"۔

(يَاآدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ) [70]

"اے آدم تم اپنی بیوی سمیت بهشت میں رهاسهاکرو اور جهاں تمهارا جی چاهے"۔

(عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى) [71]

"اسی کے پاس تو رہنے کی بهشت هے"۔

جنة الماوی یهی دار ثواب هے جو اس بات پر دلالت کرتا هے کہ یہ اس وقت آسمان میں موجود هے۔

ابو ہاشم نے اپنے نظریہ کے اثبات کے لئے درج ذیل آیت سے استناد کیا هے:

(كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلاَّ وَجْهَه) [72]

"اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا هونے والی هے"۔

چنانچہ ابوہاشم نے کها هے کہ اگر اس وقت جنت موجود هوتی تو اس (روز قیامت) کا ہلاک اور نابود هونا ضروری هوتا، لیکن یہ نتیجہ باطل هے، چونکہ خداوندعالم فرماتا هے:

(أُكُلُهَا دَائِمٌ) [73]

"اور اس کے پهل دائمی هونگے"۔

چنانچہ علامہ حلّی علیہ الرحمہ نے جواب دیتے هوئے فرمایا: اس کے پهل دائمی هونے کا مطلب یہ هے کہ اس قسم کے پهل همیشہ رهیں گے، کیونکہ اس طرح کے پهل همیشہ پیدا هوتے رهیں گے، اور جنت کے پهل کهانے سے ختم هوجاتے هیں لیکن خداوندعالم دوبارہ ان جیسے پهل پیدا کردیتا هے، یهاں پر ہلاک هونے کے معنی "فائدہ پہنچانے سے رک جانا" هیں، بے شک مکلفین کے ہلاک هونے سے جنت بهی غیر قابل انتفاع هوجائے گی، پس اس معنی کے لحاظ سے جنت بهی ہلاک هوجائے گی۔[74]

تیسری بحث: قیامت کی نشانیاں

اشتراط الساعۃ کے لغوی معنی تمام شرائط کا جمع ہونا ہے، یہاں پر نشانی مراد ہے، لہٰذا اشتراط الساعۃ کے معنی قیامت کی نشانیاں یا قیامت پر دلالت کرنے والی علامتیں ہیں، ابن عباس سے مروی ہے کہ قیامت کی نشانیاں جیسا کہ خداوندعالم نے ارشاد فرمایا ہے:

(فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا فَأَنَّى لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ) [75]

"تو کیا یہ لوگ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ان پر اک بارگی آجائے تو اس کی نشانیاں آہی چکی ہیں تو جس وقت قیامت ان (کے سر) پر آپہنچے گی پھر انھیں نصیحت کہاں مفید ہو سکتی ہے"۔

یہ آیہ شریفہ قیامت کی دو نشانیاں بیان کرتی ہیں:

۱۔ قیامت اچانک اور ناگہانی طور پر آئے گی، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

(لاَتَأْتِيكُمْ إِلاَّ بَغْتَةً) [76]

"وہ تمہارے پاس بس اچانک آجائے گی"۔

یہ آیت اس بات پر (بھی) دلالت کرتی ہے کہ قیامت کے آنے کا وقت صرف خداوندعالم کے پاس ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

(قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّی لاَيُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلاَّ هُوَ) [77]

"تم کہہ دو کہ اس کا علم بس فقط میرے پروردگار ہی کو ہے وہی اس کے معین وقت پر اس کو ظاہر کردے گا"۔

۲۔ جس وقت قیامت کے آثار نمایاں ہوجائیں اور اس کی نشانیاں دکھائی دینے لگیں تو پھر ایمان لانا یا گناہوں سے توبہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، جیسا کہ خداوندعالم فرماتا ہے:

(يَومَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّکَ لاَيَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِی إِيمَانِهَا خَيْرًا) [78]

"(یہ صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس ملائکہ آجائیں یا خود پروردگار آجائے) یا اس کی بعض نشانیاں آجائیں تو جس دن اس کی بعض نشانیاں آجائیں گی اس دن جو نفس پہلے سے ایمان نہیں لایا ہے یا اس نے ایمان لانے کے بعد کوئی بھلائی نہیں کی ہے اس کے ایمان کا کوئی فائدہ نہ ہوگا"۔

قیامت کی نشانیاں ظاہر ہونے کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور نہ ہی کسی کا ایمان لانا مفید ہوگا۔

نشانیوں کے اقسام:

قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں قیامت کی نشانیوں کو دو قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے:

اول:

پہلی نشانی آخر الزمان میں لوگوں کے کردار سے مخصوص ھے، اور اسی سے متعلق ھے، چاھے اس سلسلے میں متعدد احادیث میں آخر الزمان میں لوگوں کے اعمال اور کردار کی باتیں کی گئی ھوں یا حوادث اور جنگوں کے بارے میں بیان کیا گیا ھو، (لہٰذا ھم ذیل میں چند ایک احادیث بیان کرتے ھیں:)

۱۔ابن عباس، حضرت رسول اکرم (ص)سے روایت کرتے ھیں کہ آنحضرت نے فرمایا:

"من اشراط الساعة :اضاعة الصلوات ،واتباع الشهوات والميل الى الاهواء،و تعظيم اصحاب المال، و بيع الدين بالدنيا ، فعندهايذاب قلب المومن فى جوفه كما يذاب الملح بالماء ،مما يرى من المنكر فلا يستطيع ان يغيره"۔[79]

"قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ھیں: نماز کو ضایع کیا جائے گا، شھوت پرستی کی پیروی کی جائے گی، ھوا و ھوس کی طرف رغبت ھونے لگے گی، مالدار لوگوں کا (ان کے مال کی وجہ سے)احترام کیا جائے گا، دین کو دنیا کے بدلے فروخت کیا جائے گا، پس وقت مومن کا دل اس کے اندراس طرح ذوب (پانی) ھوجائے گا جس طرح پانی میںنمک ، اس وقت برائیوں کو دیکھنے والا ان کو بدل نھیں سکے گا"۔

۲۔ اسی طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اذا عملت امتى خمس عشرة خصلة حل بها البلاء" قيل: يا رسول الله وما هى؟ قال:"اذاكانت المغانم دولا،والامانة مغنما،والزكاة مغرما، وأطاع الرجل زوجته و عق امه، وبر صديقه ،وكان زعيم القوم ارذلهم ،و اكرمه القوم مخافة شره ،و ارتفعت الاصوات فى المساجد،ولبسوا الحرير ،واتخذوا القينات ،وضربوا بالمعازف ،ولعن آخر هذه الامة اولها، فليرتقب عند ذلک الريح الحمراء اوالخسف اوالمسخ "۔[80]

"جب میری امت میں ۱۵ /عادتیں پیدا ھوجائےں تو ان پر بلائیں نازل ھونا جائز ھے"۔تو لوگوں نے سوال کیا یا رسول اللہ وہ کیا ھیں؟تو آنحضرت (ص)نے فرمایا: جب مال غنیمت کا ناجائز استعمال کیا جانے لگے، اور امانت کو غنیمت سمجھا جانے لگا، زکوٰة کی ادائیگی نہ کی جائے، جب شوھر اپنی زوجہ کی اطاعت اور اپنے والدین کی نافرمانی کرنے لگے ، دوست سے نفرت کی جائے، پست و ذلیل لوگ قوم کی سرپرستی کریں، شریف ترین لوگ ان کے خوف سے سھم جائیں، مسجد میں آوازیں بلند ھونے لگے، حریر کا لباس پہنا جانے لگے، ناچ گانے کا سازو سامان جمع کیا جانے لگے، اس امت کے بعد والے پہلے والوں پر لعنت کرنے لگےں، اس وقت سرخ آندھی ، سورج گرہن اور مسخ ھونے کا انتظار کرو"۔

دوم:

قیامت کی دوسری نشانی زمینی اور فلکی حوادث ھیں جیسا کہ بعض احادیث میں بیان ھوا ھے:

۱۔ حیوان کا نکلنا، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ہے:

(وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنْ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لاَيُوقِنُونَ) [81]

"اور جب ان لوگوں پر (قیامت کا) وعدہ هوگا تو هم ان کے واسطے زمین سے ایک چلنے والا نکال کھڑا کریں گے جو ان سے یہ باتیں کرے گا کہ (فلاں فلاں) لوگ هماری آیتوںپر یقین نهیں رکھتے تھے"۔

۲۔ امام مہدی (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کا ظهور، قیامت سے پہلے امام زمانہ (عج) کے ظهور کے سلسلے میں بہت (هی)زیادہ احادیث بیان هوئی هیں، جن میں حضرت رسول اکرم (ص)کی مشهورومعروف یہ حدیث ہے:

"لاتقوم الساعة حتی یخرج رجل من عترتی (اوقال من اهل بیتی) یملو ها قسطا و عدلاً کما ملئت ظلما و عدواناً"۔[82]

"اس وقت تک قیامت نهیں آئے گی جب تک میری عترت میں سے ایک شخص قیام نہ کرے، جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری هوگی"۔

۳۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا (آسمان سے) نزول هوگا، جیسا کہ درج ذیل آیت کی تفسیر میں یہ بات کهی گئی ہے:[83]

(وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلاَتَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ) [84]

"اور وہ تو یقینا قیامت کی ایک روشن دلیل ہے تم لوگ اس میں ہر گز شک نہ کرو اور میری پیروی کرو۔یهی سیدها راستہ ہے"۔

مذکورہ بالا حدیث کے سلسلے میں بہت سے مفسرین نے کها ہے کہ یہ آیت حضرت عیسی علیہ السلام کے آخر الزمان میں نزول سے مخصوص ہے۔[85]

۴۔ یاجوج و ماجوج کا خروج،[86]جیسا کہ ارشاد الٰهی هوتا ہے:

(حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَ مَأْجُوجُ وَهُم مِن كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ وَ اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا) [87]

"بس اتنا (توقف توضرور هوگا) کہ جب یاجوج و ماجوج (سد سکندری کی قید سے) کھول دیئے جائیں اور یہ لوگ (زمین کی) ہر بلندی سے دوڑتے هوئے نکل پڑیں اور قیامت کا سچا وعدہ نزدیک آجائے پھر تو کافروں کی آنکھیں ایک دم سے پتھرا هی جائیں"۔

۵۔ بہت زیادہ دهواں اٹھے گا، خداوندعالم کا فرمان ہے:

(فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ) [88]

"تو تم اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان سے ظاہر بظاہر دهواں نکلے گا(اور) لوگونکو ڈھانک لے گا یہ دردناک عذاب ہے"۔

احادیث میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ھے کہ (قیامت سے پہلے) مشرق و مغرب تک دھواں پھیل جائے گا اور یہ دھواں چالیس دن تک رھے گا۔[89]

۶۔ ان کے علاوہ قیامت کے سلسلے میں احادیث میں دوسری بہت سی نشانیاں بھی ذکر ھوئی ھیں، جیسے قعر عدن سے ایسی آگ کا نکلنا، جو لوگوں کو محشر کی طرف ڈھکیلے گی، جس کے پیچھے کوئی نھیں رہ جائے گا، اور جب لوگ رکیں گے تو وہ بھی رک جائے گی اور جب لوگ چلنے لگیں گے تو بھی چلنے لگے گی، مغرب سے سورج نکلے گا، تین سورج گہن ھوں گے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرہ عرب پر، دجال[90] ظاھر ھوگا، فالج کی بیماری اور اچانک موتیں زیادہ ھوں گی[91] (ومدار) ستارہ طلوع کرے گا، بے موسم میں بارشیں ھوگی[92] اور کالی آندھی چلے گی۔[93]

چوتھی بحث: روز قیامت کا مشاہدہ

قیامت، یعنی وہ روز جب تمام مخلوق خدا کے حضور میں حاضر ھوں گے، کھاگیا ھے کہ لفظ قیامت نحوی اعتبار سے مصدر ھے، جیسے کھاجاتا ھے: قام الخلق من قبورھم قیامۃً" ایک قول یہ ھے کہ یہ سریانی زبان کا لفظ "قیمثا" ھے جس کو عربی بنا لیا گیا ھے۔[94]

حضرت رسول اکرم (ص) سے سوال کیا گیا کہ قیامت کو "قیامت" کیوں کہتے ھیں تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: "لان فیھا قیام الخلق للحساب"۔[95]

"کیونکہ اس روز مخلوق، حساب کے لئے جمع کی جائے گی"۔

قرآن مجید میں بہت سے الفاظ کے ذریعہ قیامت کی طرف اشارہ کیا گیا ھے جیسا کہ الازفة، والحاقة، والقارعة، والطامة الکبریٰ، والواقعة، والصاخّة، والساعة،و یوم الجمع، ویوم التغابن،ویوم الموعود، ویوم المشھود، ویوم التلاقی، ویوم التنادی، ویوم الحساب، ویوم الفصل،و یوم الحسرة،و یوم الوعید۔

قیامت انسان کے لئے ایک سخت منزل ھے کیونکہ اس دن خوف و ہراس، نالہ و فریاد اور طولانی مدت تک قیام ھوگا، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

یَاأَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیمٌ یَوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکَارَی وَمَا ھُمْ بِسُکَارَی وَلَکِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِیدٌ[96]

"اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرتے رھو (کیونکہ) قیامت کا زلزلہ (کوئی معمولی نھیں) ایک بڑی سخت چیز ھے جس دن تم اسے دیکھ لوگے تو ہر دودھ پلانے والی (ڈر کے مارے) اپنے دودھ پیتے (بچے) کو بھول جائیں گی اور ساری حاملہ عورتیں اپنے اپنے حمل

(دہشت سے) گرادیں گی اور (گھراہٹ میں) لوگ تجھے متوالے معلوم ھونگے حالانکہ وہ متوالے نھیں ھیں بلکہ خدا کا عذاب بہت سخت ھے"۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:

"کل شيء من الدنیا سماعہ اعظم من عیانہ، وکل شيء من آلآخرة عیانہ اعظم من سماعہ ۔ فیلکفیکم من العیان السماع ومن الغیب الخبر"۔[97]

"(یاد رکھو!) دنیا میں ہر شے کا سننا اس کے دیکھنے سے عظیم تر ھوتا ھے او رآخرت میں ہر شے کا دیکھنا اس کے سننے سے بڑھ چڑھ کر ھوتا ھے لہٰذا تمہارے لئے دیکھنے کے بجائے سننا اور غیب کے مشاہدہ کے بجائے خبر ھی کو کافی ھوجانا چاہئے"۔

قیامت کے مواقف (قیام کی جگہ) زیادہ ھوں گی اور دیر دیر تک کھڑا ھونا پڑے گا، جس کے مختلف مقامات ھیں، جیسا کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ھیں:

"حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا علیھا ،فان للقیامة خمسین موقفا،کل موقف مقدارہ الف سنة"، ثم تلا قولہ تعالیٰ: (تَعْرُجُ الْمَلاَئِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِی يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ) [98]

"اپنے نفس کا حساب کرو قبل اس کے کہ تمہارا حساب کیا جائے، کیونکہ قیامت کے پانچ موقف ھوں گے، اور ہر موقف ایک ہزار سال کا ھوگا، اس کے بعد آنحضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

"جس طرف فرشتے اور روح الامین چڑھتے ھیں (اور یہ) ایک دن میں (اتنی مسافت طے کرتے ھیں) جس کا اندازہ ہزار برس کا ھوگا"۔

قارئین کرام !ھم ذیل میں قیامت کے مواقف کو بیان کرتے ھیں کہ جب صور پھونکی جائے گی اور اس کو یا جنت میں سعادت اور کامیابی یا جہنم میں بد بختی کا پیغام سنایا جائے گا:

۱۔ صور پھونکا جائے گا: جیسا کہ ارشاد الٰھی ھے:

(وَنُفِخَ فِی الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِی الْأَرْضِ إِلاَّ مَنْ شَاءَ اللهُ) [99]

"اور (جب پہلی بار) صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمانوں میں ھیں اور جو لوگ زمین میں ھیں (موت سے) بیھوش ھو کر گر پڑینگے (ہاں) جس کو خدا چاھے (وہ البتہ بچ جائے گا)"۔

نیز ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(مَا يَنظُرُونَ إِلاَّ صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ فَلاَيَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلاَإِلَى أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ) [100]

"(اے رسول) یہ لوگ ایک سخت چنگھاڑ (صور) کے منتظر ھیں جو انھیں (اس وقت) لے ڈلے گی جب یہ لوگ باھم جھگڑ رھے ھوں گے پھر نہ تو یہ لوگ وصیت ھی کرنے پائیں گے اور نہ اپنے اہل و عیال ھی کی طرف لوٹ کر جا سکیں گے "۔

تفاسیر میں بیان ھوا ھے کہ "صور" سے مراد وہ قرن (سنکھ) ھے جس سے (صور) پھونکا جائے گا، اور یہ بھی کھا گیا ھے کہ "صور" صورت کی جمع ھے یعنی خداوندعالم قبر میں انسانوں کی صورت خلق فرمائے گا جس طرح سے شکم مادر میں انسانوں کی صورت خلق کرتا ھے، اور پھر ان میں روح پھونکے گا جیسا کہ صورت بننے کے بعد شکم مادر میں روح پھونکتا ھے۔[101]

لیکن قرآن مجید کی آیتوں کے ظھور اور احادیث کی صراحت پہلے معنی پر دلالت کرتے ھیں، جیسا کہ متضافرہ (یعنی تواتر کے حد سے کم اور واحد کے حد سے زیادہ) احادیث میں وارد ھوا ھے کہ خداوندعالم نے اسرافیل کو خلق فرمایا تو اس کے ساتھ ایک صور کو بھی خلق فرمایا جس کے دو گوشے ھیں ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں، اور اسرافیل اس صور کو لئے حکم خدا کے منتظر ھیں، جس وقت خدا وندعالم حکم فرمائے گا تو اسرافیل صور پھونک دیں گے۔[102]

صور پھونکنے کا نتیجہ یہ ھوگا کہ زمین و آسمان کے درمیان تمام ذی روح کو موت آجائے گی، کوئی زندہ نھیں بچے گا زندگی کے کوئی آثار نھیں بچےں گے، مگر جو خدا وندعالم چاھے:

(لاَإِلَهَ إِلاَّ هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلاَّ وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ)[103]

"اس کے سوا کوئی قابل پرستش نھیں اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ھونے والی ھے، اس کی حکومت ھے اور تم لوگ اسی کی طرف (مرنے کے بعد) لوٹائے جاوگے "۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:

"وانه سبحانه یعود بعد فناء الدنیا وحده لا شيء معه کما کان قبل ابتداء ها ،کذلک یکون بعد فناء ها بلا وقت ولا مکان ،ولا حین ولا زمان ،عدمت عند ذلک الاجال و الاوقات،وزالت السنون والساعات، فلا شيء الا الله الواحد القهار الذی الیه مصیر جمیع الامور"۔[104]

"وہ خدائے پاک و پاکیزہ ھی ھے جو دنیا کے فنا ھوجانے کے بعد بھی رہنے والا ھے،اس کے ساتھ کوئی رہنے والا نھیں ھے جیساکہ ابتداء میں بھی ایسا ھی تھا اور انتھا میں بھی ایسا ھی ھونے والا ھے، اس کے لئے نہ وقت ھے نہ مکان، نہ ساعت ھے نہ زمان، اس وقت مدت اور وقت سب فنا ھوجائیں گے، اور ساعت و سال سب کا خاتمہ ھوجائے گا، اس خدائے واحد و قہار کے علاوہ کوئی خدا نھیں ھے اسی کی طرف تمام امور کی بازگشت ھے"۔(ص ۳۶۵ ترجمہ علامہ جوادی)

۲۔ نظام کائنات کی تبدیلی: عالم آخرت کی زندگی ایک نئے نظام کے تحت ھوگی جو ھمیشہ کے لئے ھوگی، یا فقط سعادت و نیک بختی ھوگی یا عذاب و بد بختی، اور یہ نظام اس دنیاوی نظام کے خاتمہ پر ھوگا، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

(يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ) [105]

"(مگر کب) جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین کر دی جائے گی اور (اسی طرح) آسمان (بھی بدل دیئے جائیں گے) اور سب لوگ یکتا قہار خدا کے روبرو (اپنی اپنی جگہ سے) نکل کھڑے ھوں گے"۔

خداوندعالم نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں زمین و آسمان کے تبدیلی کا ذکر فرمایا ھے، جن کا مضمون اس بات پر دلالت کرتا ھے کہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑدیں گے اور بیابان بن جائیں گے یا ریتیلے ٹیلے کی شکل اختیار کرلیں گے اور دھنکی ھوئی روئی کی طرح اڑنے لگیں گے، سمندروں میں طوفان پیدا ھونے لگے گا زمین چٹیل میدان بن جائے گی، کچھ بھی دکھائی نھیں دے گا، زلزلہ آئے گا، زمین میں لرزش پیدا ھوجائےگی، سورج چاند میں گہن لگ جائے گا ستارے ڈوب جائیں گے، نور چلا جائے گا آسمان سرخ ھوجائے گا، چاروں طرف دھواں ھی دھواں پھیلا ھوگا، آسمان گرجائے گا، اور ایک طومار کی طرح لپیٹ دیا جائے گا۔

حضرت علی علیہ السلام اس دن کے متعلق یوں فرماتے ھیں:

"يوم عبوس قمطرير،ويوم كان شره مستطيرا، ان فزع ذلک اليوم ليرهب الملائكة الذين لا ذنب لهم و ترعد منه السبع الشداد ،والجبال الاوتاد ،والارض المهاد ، وتنشق السماء فهی يومئذ واهية،و تتغير فكانها وردة كالدهان ،و تكون الجبال كثيبا مهيلا بعد ما كانت صما صلاباً"۔[106]

"قیامت کا دن وہ دن ھوگا جب انسان کی شکل بگڑ جائے گی اور ھوائیاں اڑنے لگیں گی، اس کی سختی ہر طرف پھیل جائے گی، اس روز کے خوف و وحشت سے بے گناہ فرشتے بھی ڈرنے لگیں گے، شدید قسم کی بھوک و پیاس ھوگی، پہاڑوں کی کیلیں ہلنے لگے گی، زمین خاک بن جائے گی، آسمان پھٹ جائے گا، آسمان تیل کی طرح سرخ ھوجائے گا، پہاڑ ریت کے ٹیلوں اور موج کی طرح ھوجائیں گے، جبکہ اس سے پہلے وہ بہت قوی ھوں گے"

۳۔ زندگی کا صور پھونکا جانا: دوسری مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو تمام مخلوق عالم آخرت کے لئے زندہ ھوجائے گی، جیسا کہ ارشاد الٰھی ھوتا ھے:

(وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنْ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ# قَالُوا يَاوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ# إِنْ كَانَتْ إِلاَّ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ) [107]

"اورپھر (جب دوبارہ) صور پھونکا جائے گا تو اسی دم یہ سب لوگ (اپنی اپنی) قبروں سے (نکل نکل کے) اپنے پروردگار (کی بارگاہ) کی طرف چل کھڑے ھوں گے اور حیران ھوکر کھیں گے کہ ہائے افسوس ھم تو پہلے سو رہے تھے ھمیں ھماری خوابگاہ سے کس نے اٹھایا (جواب آئے گا) کہ یہ وھی (قیامت کا) دن ھے جس کا خدا نے (بھی) وعدہ کیا تھا اور انبیاء نے بھی سچ کہا تھا (قیامت تو) بس ایک سخت چنگھاڑ ھوگی پھر ایکا ایکی یہ لوگ سب کے سب ھمارے حضور میں حاضر کئے جائیں گے"۔

نیز ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(وَنُفِخَ فِی الصُّورِ ذَلِکَ یَوْمُ الْوَعِیدِ وَجَاءَ تْ کُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِیدٌ) [108]

"اور صور پھونکا جائے گا یھی (عذاب کے) وعدہ کا دن ھے اور ہر شخص (ھمارے سامنے اس طرح حاضر ھو گا کہ اس کے ساتھ ایک (فرشتہ)ہنکانے والا ھوگا اور ایک (اعمال کا) گواہ"۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:

"لا تنشق الارض عن احد یوم القیامة الا و ملکان آخذان بضبعیه، یقولان :اجب رب العزة"۔[109]

"روز قیامت زمین پھٹتے ھی فرشتے اس کے بازو پکڑلیں گے اور کھیں گے: چلو اپنے پروردگار کے سامنے حساب و کتاب دو"۔

"پس اس وقت منادی پکارے گا بعد اس کے کہ زمین پھٹنے لگے گی، حساب و کتاب کی طرف جلدی چلو ، حالانکہ ان کی آنکھیں دھنسی ھوں گی رسوائی چھائی ھوگی، ٹڈی دل کی طرح منتشر ھوجائیں گے۔

(یَوْمَ یَخْرُجُونَ مِنْ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا کَأَنَّهُمْ إِلَی نُصُبٍ یُوفِضُونَ# خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَلِکَ الْیَوْمُ الَّذِی کَانُوا یُوعَدُونَ) [110]

"اسی طرح یہ لوگ قبروں سے نکال کر اس طرح دوڑیں گے گویا وہ کسی جھنڈے کی طرف دوڑے چلے جا تے ھیں (ندامت سے) ان کی آنکھیں جھکی ھوئی ھوں گی ان پر رسوائی چھائی ھوئی ھوگی ۔یہ وھی دن ھے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا"۔

۴۔ حشر: حشر کے معنی جمع کرنے کے ھیں، یہاں پر حشر سے مراد یہ ھے کہ تمام مخلوق بغیر کسی استثناء کے جمع ھوگی کوئی باقی نھیں بچے گا، جیسا کہ ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا) [111]

"اور ھم ان سبھوں کو اکٹھا کریں گے تو ان میں سے ایک کو نہ چھوڑیں گے"۔

پرندے، حیوانات اور درندے سبھی محشور کئے جائیں گے، چنانچہ خداوندعالم ارشادفرماتا ھے:

(وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ) [112]

"اور جس طرح وحشی جانور اکٹھا کئے جائیں گے"۔

نیز خدا وندعالم کا یہ فرمان:

(وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْأَرْضِ وَلاَطَائِرٍ یَطِیرُ بِجَنَاحَیْهِ إِلاَّ أُمَمٌ أَمْثَالُکُمْ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ إِلَی رَبِّهِمْ یُحْشَرُون) [113]

"زمین میں جو چلنے والے پھرنے والا (حیوان) یا اپنے دونوں پروں سے اڑنے والا پرندہ ھے ان کی بھی تمہاری طرح جماعتیں ھیں (اور سب کے سب لوح محفوظ میں موجود ھیں) ھم نے کتاب (قرآن) میں کوئی بات فرو گذاشت نھیں کی ھے پھر سب کے سب (چرند ھوں یا پرند) اپنے پروردگار کے حضور میں لائے جائیں گے"۔

حشر اس مقام کا نام ھے کہ جہاں پر عقلیں حیران ھوجائیں گی اور انسان کے دل ہل جائیں گے اس طرح کہ انسان ہر طرف بری طرح سے چیخ پکار کرتا ھوگا، ننگے پاؤں بے کسی کے عالم میں تھکا ھوگا اور پسینہ سے شرابور ھوگا۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

"وذلک یوم یجمع الله فیه الاولین والاخرین ،لنقاش الحساب و جزاء الاعمال، خضوعا، قیاما، قد الجمهم العرق ،و رجفت بهم الارض، فاحسنهم حالاً من وجد لقدمیه موضعا ولنفسه متسعاً"۔[114]

"(روز قیامت) وہ دن ھوگا جب پروردگار اوّلین و آخرین کو دقیق ترین حساب اور اعمال کی جزا کے لئے اس طرح جمع کرے گا کہ سب خضوع و خشوع کے عالم میں کھڑے ھوں گے، پسینہ ان کے دہن تک پھونچا ھوگا اور زمین لرز رھی ھوگی، بہترین حال اس کا ھوگا جو اپنے قدم جمانے کی جگہ حاصل کرلے گا اور جسے سانس لینے کا موقع مل جائے گا"۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ھے کہ آپ نے فرمایا:

"مثل الناس یوم القیامة اذا قاموارب العالمین ،مثل السهم فی القرب ،لیس له من الارض الا موضع قدمه کالسهم فی الکنانة ،لا یقدر ان یزول هاهنا ولا ها هنا"۔[115]

"انسان روز قیامت اس طرح اپنے پروردگار کے سامنے حاضر ھوگا جیسے پہلو میں تیر، کہ صرف کھڑے ھونے کی جگہ ھوگی، جس طرح ترکش میں تیر ھوتا ھے کہ وہ ادھر آسکتا ھے اور نہ اُدھر جاسکتا ھے"۔

تمام لوگ اپنے رب کے فیصلہ کے منتظر ھوں گے وہاں پر نہ مال کام آئے گا اور نہ مقام، اور نہ ھی ان کی کوئی چیز پوشیدہ ھوگی:

(يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لاَتَخْفَى مِنْكُمْ خَافِيَة) [116]

"اس دن تم سب کے سب (خدا کے سامنے)پیش کئے جاو گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نھیں رھے گی"۔

مخفی چیزیں ظاہر ھوجائیں گی، اور سب راز کھل جائیں گے:

(يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ) [117]

"جس دن دلوں کے بھید جانچے جائیں گے"۔

اس وقت انسان کے تمام اعمال و عقائد بالکل ظاہر ھوجائیں گے جن کا وہ دنیا میں مالک تھا:

(يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لاَيَخْفَى عَلَى اللهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ) [118]

"جس دن وہ لوگ (قبروں سے) نکل پڑیں گے (اور) ان کی کوئی چیز خدا سے پوشیدہ نھیں رھے گی"۔

لیکن روز قیامت کا حال انسان کے اعمال کے لحاظ سے ھوگا، اس روز (مومن و) متقی افراد سواری پر محشور ھوں گے:

(يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا) [119]

"جس دن پرھیزگاروں کو (خدائے) رحمان کے سامنے مھمانوں کی طرح جمع کریں گے"۔

اور ان کے چھروں پر خوشی و مسرت کے آثار ظاھر ھوں گے:

(وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ# ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ) [120]

"بہت سے چھرے تو اس دن خنداں شاداں اور چمکتے ھوں گے (یھی نیکوکار ھیں)''۔

کیونکہ انھوں نے دنیا میں رہ کر ثواب و عظیم کامیابی کا راستہ اپنایا تھا، ان کے لئے ایک نور ھوگا جس کے سھارے وہ اہل قیامت کے سامنے سے گزر جائیں گے:

(يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ) [121]

"جس دن تم مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کانور ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رھا ھوگا"۔

لیکن کافر و مشرک مجرمین اپنے شیطان و ستم گر دوستوں کے ساتھ محشور کئے جائیں گے:

(فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا) [122]

"(اے رسول) تمہارے پروردگار کی (اپنی) قسم ھم ان کو اور شیطانوں کو اکٹھا کریں گے پھر ان سب کو جہنم کے گردا گرد گھٹنوں کے بل حاضر کریں گے"۔

اور خدا کو چھوڑ کر جس کی وہ عبادت کرتے تھے، ان کے ساتھ محشور کیا جائے گا:

(وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ) [123]

"اور جس دن خدا ان لوگوں کو اور جس کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر پرستش کیا کرتے ھیں"۔

اہل محشر ان کے سیاہ چھروں اور ظاھری صورت کو دیکھ کر سمجھ جائیں گے (کہ یہ لوگ جہنمی ھیں):

(وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍعَلَيْهَا غَبَرَةٌ# تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ) [124]

"اور بہت چھرے ایسے ھوں گے جن پر گرد پڑی ھوگی۔ ان پر سیاھی چھائی ھوئی ھوگی"۔

ان کے چھروں کو دوزخ کی طرف گھسیٹا جائے گا اور وہ حواس باختہ ھوں گے:

(وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا) [125]

"اور قیامت کے دن ھم ان لوگونکو منھ کے بل اوندھے اندھے اور گونگے اور بہرے قبروں سے آٹھائیں گے"۔

۵۔عدالت الٰهیہ: خداوندعالم ارشاد فرماتا هے:

(وَأَشْرَقَتْ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِیءَ بِالنَّبِیِّینَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لاَیُظْلَمُونَ# وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُونَ) [126]

"اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (لوگوں کے سامنے) رکھدی جائے گی، اور پیغمبر اور گواہ لاحاضر کئے جائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر (ذرہ برابر) ظلم نهیںکیا جائے گا۔اور جس شخص نے جیسا کیا هو اسے اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ یہ لوگ کرتے هیں وہ اس سے خوب واقف هے"۔

یہ عدالت الٰهیہ هوگی جو دنیاوی عدالتوں کی طرح نهیں هوگی، کیونکہ روز قیامت کا قاضی خائن آنکھ کو پہچانتا هے اور دلوں کے راز سے آگاہ هے، اس کے گواہ انبیاء و مرسلین (علیهم السلام) هوں گے، اور انسان کے اعضاء و جوارح اس کی گواهی دیں گے نیز اس کے کئے اعمال بھی وہاں اس کے سامنے مجسم هوں گے، اور اس کا نامہ اعمال اس کے سامنے موجود هوگا جس میں سب کچھ لکھا هوگا، کوئی چھوٹی بڑی چیز ایسی نہ هوگی جو اس میں لکھی نہ گئی هو، اس وقت انسان (اپنے اعمال کا) انکار کیسے کرے گا؟ جبکہ اس کے اعمال حاضر هوں گے، نامہ اعمال پیش نظر هوگا، گواہ، گواهی دے چکے هوں گے اور اعضاء و جوارح بول چکے هوں گے؟!

قارئین کرام! ذیل میں هم ان چیزوں کو بیان کرتے هیں جن کے ذریعہ عدالت الٰهی همیں فیصلہ هوگا، کیا کیا سوال هوگا، کیسا حساب هوگا اور کون کون گواهی دے ں گے:

۱۔ سوال: تمام هی مخلوقات سے سوال هوگا:

(فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِینَ عَمَّا كَانُوا یَعْمَلُون) [127]

"تو (اے رسول) تمہارے هی پرور دگار کی (اپنی) قسم کہ هم ان سے جو کچھ یہ کرتے تھے (اس کے متعلق بہت سختی سے) ضرور باز پرس کرینگے"۔

نیز ارشاد هوتا هے:

(فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِینَ أُرْسِلَ إِلَیْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِینَ) [128]

"پھر هم تو ضرور ان لوگوں سے جن کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے، سوال کریں گے اور خود پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے"۔

یعنی دین کے بارے میں سوال هوگا، لیکن گناهوں کے بارے میں سوال نهیں هوگا مگر جس کا حساب هوچکا هو اور جس کا حساب هوگا اس پر عذاب ضرور هوگا چاهے طولانی مدت تک کا قیام هی کیوں نہ هوں۔[129]

اعضاء و جوارح سے سوال ھوگا جیسا کہ درج ذیل آیت :

(إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُوْلَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئولاً) (130)

"(کیونکہ) کان اور آنکھ اور دل ان سب کی (قیامت کے دن)یقینا باز پرس ھوتی ھے "۔

کے بارے میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا:

"یسال السمع عما سمع ،والبصر عما یطرف ،والفواد عما یعقد علیه"۔(131)

"آنکھوں سے سوال ھوگا کہ انھوں نے کیا دیکھا، کانوں سے سوال ھوگا کہ انھوں نے کیا سنا اور دل سے سوال ھوگا کہ اس نے کس چیز پر عقیدہ رکھا"۔

یہ سوال انسان کے پورے وجود اور اس کے اعتقاد سے ھوگا جیسا کہ رسول اکرم سے مروی ھے کہ آنحضرت (ص)نے فرمایا:

"لا تزول قدما عبد یوم القیامة حتی یسال عن اربع :عن عمره فیما افناه وعن جسده فیما ابلاه و عن ماله مما اکتسبه وفیم انفقه ، وعن حبنا اهل البیت"۔(132)

"روز قیامت انسان سے چار چیزوں کے بارے میں سوال ھوگا: (الف) کس چیز میں عمر گزاری،(ب) اعضاء و جوارح سے کیا کام لیا،(ج) مال کو کس طرح جمع کیا اور کہاں خرچ کیا، (د) اور ھم اہل بیت کی محبت کے بارے میں سوال ھوگا"۔

جن اہل بیت علیھم السلام کی محبت کے بارے میں سوال ھوگا، وھی اہل بیت علیھم ا لسلام ھیں جن کی عصمت کے بارے میں خدا وندعالم نے آیہ تطھیر میں وضاحت فرمائی ھے:

(إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمْ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) (133)

"اے (پیغمبر کے)اہل بیت خدا تو بس یہ چاہتا ھے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ھے ویسا پاک و پاکیزہ رکھے"۔

وھی اہل بیت علیھم السلام جن کے ذریعہ پیغمبر اکرم (ص) نے نصاری نجران کے مقابلہ میں مباہلہ کیا، ارشاد ھوتا ھے:

(فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَائَنَا وَأَبْنَائَكُمْ وَنِسَائَنَا وَنِسَائَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ(

(134 (

"تو کھو کہ (اچھا میدان میں)آو ھم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو اور ھم اپنی عورتوں کو (بلائیں) اور تم اپنی عورتونکو اور ھم اپنی جانوں کو (بلائیں) اور تم اپنی جانوں کو اس کے بعد ھم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں "۔

اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ، حضرت علی علیہ السلام، جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، امام حسن علیہ السلام ،امام حسین علیہ السلام اورآپ کی ذریت کے نو امام معصوم علیہم السلام هیں، ان کے علاوہ کوئی اہل بیت میں شامل نهیں هے۔

انهی اہل بیت علیہم السلام کی محبت کے بارے میں خداوندعالم سوال کرے گا کیونکہ اس نے محبت اہل بیت کو مخلوق پر واجب قرار دیا هے، جیسا کہ ارشاد خداوندی هوتا هے:

(قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلَّاالْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبَیٰ) [135]

"اور(اے رسول)تم کہدو کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابتداروں (اہلبیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نهیں مانگتا"۔

جس طرح پیغمبر اکرم (ص) نے دل و جان سے اسلام اور ایمان کے قبول کرنے کی دعوت دی هے اور آنحضرت (ص) نے اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرنے پر زور دیا هے جیسا کہ بہت سی احادیث میں بیان هوا هے، آنحضرت (ص)فرماتے هیں:

"احبوا الله لما يغذوكم من نعمه ،وا حبونی لحب الله ،و احبوا اهل بيتی لحبی"۔[136]

"خدا سے محبت کرو کیونکہ وهی تمہارے لئے رزق کا انتظام کرتا هے، اور مجھ سے خدا کی محبت کے لئے محبت کرو اور میرے اہل بیت (علیہم السلام) سے میری محبت کی وجہ سے محبت کرو"۔

صرف ان کی محبت کے بارے میں سوال نهیں هوگا بلکہ رسول اکرم (ص) کے بعد ان کی ولایت و امامت اور وصی بر حق هونے کے اعتقاد کے سلسلے مینسوال هوگا، جیسا کہ آنحضرت (ص)سے درج ذیل آیت :

(وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْوولُونَ) [137]

"اور(ہاں ذرا)انهیں ٹهہراو توا ن سے کچھ پوچھنا هے"۔

کے بارے میں سوال کیا کہ روز قیامت کس چیز کے بارے میں سوال هوگا تو آنحضرت (ص)نے فرمایا:

"يعنی عن ولاية علی بن ابی طالب"۔[138]

"ولایت علی بن ابی طالب کے بارے میں سوال هوگا"۔

۲۔ حساب: جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا هے:

(إِنَّ إِ لَيْنَا إِ يَا بَهُمْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَاحِسَابَهُمْ) [139]

"بیشک ان کو هماری طرف لوٹ کر آنا هے ،پھر ان کا حساب همارے ذمہ هے"۔

حساب کے معنی یہ هیں کہ انسان کے اعمال اور اس کی جزا کو تولا جائے گا، تاکہ نیک اعمال پر جزا دی جائے اور بُرے اعمال پر سزا دی جائے، جس کے نیک اعمال هوں اس کی مدح و ثنا هوگی، اور اس کو نیک جزا کا مستحق قرار دیا جائے گا۔[140]

خداوندعالم اولین و آخرین سے اپنے حساب کے لئے ایک آواز دے گا جس کو سب سنیں گے لیکن سوچیں گے کہ میرے علاوہ کسی دوسرے کو کھاجارھاھے، اور خداوندعالم کا خطاب میرے علاوہ کسی دوسرے سے ھے، اور خدا کو کوئی مشغول نھیں کرسکتا، خداوندعالم تمام اولین و آخرین کا حساب دنیا کے ایک گھنٹے میں کرلے گا۔[141]

جب معصوم سے (وَاللهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ) [142](''اور خدا بہت جلد حساب لینے والا ھے''۔) کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ اس سے مراد پلک جھپکتے ھی خداوندعالم حساب کرلے گا یا ایک روایت کے مطابق بکری کو دوہنے کے برابر وقت میں حساب کرے گا۔[143]

حضرت امام صادق سے درج ذیل آیہ شریفہ کے بارے میں سوال کیا:

(فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ) [144]

''ایک دن میں، جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کا ھوگا''۔

تو امام علیہ السلام نے جواب دیا:

''لو ولی الحساب غیر الله لمکثوا فیه خمسین الف سنة من قبل ان یفرغوا ،والله سبحانه یفرغ من ذلک فی ساعة''۔[145]

''اگر اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا حساب کرے تو واقعاً وہ پچاس ہزار سال سے پہلے حساب نھیں کرسکے گا، لیکن خداوندعالم ایک ساعت میں تمام مخلوق کے حساب و کتاب سے فارغ ھوجائے گا''۔

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اتنی کثیر مخلوق کا کس طرح حساب کرے گا تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

''کما یرزقهم علی کثرتهم '' قیل: فکیف یحاسبهم ولایرونه؟ قال: ''کما یرزقهم ولا یرونه''۔[146]

''جس طرح وہ ان کی کثرت کے باوجود ان کو رزق دیتا ھے''، سوال کیا گیا کہ خدا کس طرح حساب کرے گا حالانکہ وہ ان کو دیکھ بھی نھیں رھا ھوگا؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ''جس طرح ان کو رزق پہنچاتا ھے اور ان کو دیکھنے کی ضرورت نھیں ھوتی''۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ھے:

''ان اول ما یحاسب به العبد الصلاة،فان قبلت قبل ما سواها''۔[147]

''سب سے پہلے (روز قیامت) بندوں سے نماز کے بارے میں سوال ھوگا اگر نماز قبول ھے تو دوسرے اعمال بھی قبول ھیں''۔

روز قیامت کے خوف و ہراس سے کوئی نجات نھیں پائے گا مگر وہ شخص جس نے دنیا میں اپنے اعمال و اقوال کو شریعت کی میزان میں پرکھ لیا ھو، جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

"عباد الله زنوا انفسکم من قبل ان توزنوا ،و حاسبوها من قبل ان تحاسبوا وتنفسوا قبل ضیق الخناق ،و انقاد وا قبل عنف السیاق"۔[148]

"بندگان خدا! اپنے آپ کو تول لو قبل اس کے کہ تمہارا وزن کیا جائے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرو قبل اس کے تمہارا حساب کیا جائے، گلے کا پھندا تنگ ھونے سے پہلے سانس لے لو اور زبردستی لے جائے جانے سے پہلے از خود جانے کے لئے تیار ھوجاؤ۔۔۔"۔

۳۔ شھود اور تطائر کتب: یہ بھی قیامت کی وحشت و خوف و ہراس کی منزل ہیں ھے، کیونکہ اس وقت انسان بہت سے گواھوں کے مدمقابل ھوگا جن کی دلیل کو ردّ نھیں کرسکتا، اور نہ ھی ان کو جھٹلاسکتا ھے، لہٰذا اسے اپنے گناھوں اور خطاؤں کا اقرار کرنا ھوگا، گواھی کون کون دےں گے:

الف: خداوندعالم خود گواہ ھوگا: کیونکہ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ھے، اس کا علم سب چیزوں پر احاطہ کئے ھوئے ھے، انسان کی خلوت کو بھی دیکھتا ھے اور اس کے دل میں پوشیدہ اسرار سے بھی آگاہ ھے، وہ انسان کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ھے، چنانچہ خداوندعالم فرماتا ھے:

(وَلاَتَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلاَّ کُنَّا عَلَيْکُمْ شُهُودًا) [149]

"اور (لوگو) تم کوئی سا بھی عمل کر رہے ھو ھم (ھمہ وقت) جب تم اس کام میں مشغول ھوتے ھو تم کو دیکھتے رہتے ھیں "۔

نیز ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(مَا يَکُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلاَثَةٍ إِلاَّ هُوَ رَابِعُهُمْ وَلاَخَمْسَةٍ إِلاَّ هُوَ سَادِسُهُمْ وَلاَأَدْنَى مِنْ ذَلِکَ وَلاَأَکْثَرَ إِلاَّ هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا کَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللهَ بِکُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ) [150]

"جب تین (آدمیوں) کا خفیہ مشورہ ھوتا ھے تو وہ (خدا) ان کا ضرور چوتھا ھے اور جب پانچ کا (مشورہ) ھوتا ھے تو وہ ان کا چھٹا ھے اور اس سے کم ھوں یا زیادہ اور چاھے جہاں کھیں ھوں وہ ان کے ساتھ ضرور ھوتا ھے پھر جو کچھ وہ (دنیا میں) کرتے رہے قیامت کے دن ان کو اس سے آگاہ کردے گا بیشک خدا ہر چیز سے خوب واقف ھے"۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

"اتقوا معاصی الله فی الخلوات ،فان الشاهد هو الحاکم"۔[151]

"تنہائی میں بھی خدا کی نافرمانی سے ڈرو کہ جو دیکھنے والا ھے وھی فیصلہ کرنے والا ھے"۔

ب: انبیاء اور اوصیاء الٰھی: قرآن کریم کی آیات اس بات پر دلالت کرتی ھیں کہ خداوندعالم کے سامنے ہر نبی اپنی امت کے اعمال پر گواھی دے گا، اور ھمارا نبی اکرم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے اعمال کی گواھی دیں گے، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

(فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِکَ عَلَى هَؤُلاَءِ شَهِيدًا) [152]

"بھلا اس وقت کیا حال ھوگا جب ھم ہر گروہ کے گواہ طلب کریں گے اور (اے محمد) تم کو ان سب پر گواہ کی حیثیت میں طلب کریں گے"۔

نیز خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

(وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِی كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِکَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلاَءِ) [153]

"اور (وہ دن یاد کرو جس دن ھم ہر ایک گروہ میں سے انھیںمیں کا ایک گواہ ان کے مقابل لا کھڑا کریں گے اور (اے رسول)تم کو ان لوگوں پر (ان کے)مقابل میں گواہ بنا کر لاکھڑا کریں گے"۔

قارئین کرام! یہ آیہ مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ھے کہ ہر زمانہ میں ایک ایسی شخصیت کا ھونا ضروری ھے جس کا قول اس زمانہ کے افراد کے لئے حجت ھو اور وہ خدا کے نزدیک عدل (بہت زیادہ عادل) ھو، اسی مطلب کو جبّائی صاحب اور اکثر اہل عدل مانتے ھیں، اور یھی قول علمائے شیعہ کی نظر کے موافق ھے، اگرچہ اختلاف پایا جائے جاتا ھے کہ وہ عدل اور حجت (خدا) کون ھے؟۔[154]

یہ بات واضح ھے کہ تمام امت کا انتخاب نھیں کیا جاسکتا اور نہ تمام امت عادل ھوسکتی ھے جن کو لوگوں کے لئے گواہ بنایا جاسکے، بہت سے ایسے ھیں کہ جن کی حالت لوگوں پر مخفی نھیں ھے، لہٰذا یہ صفات بعض افراد سے مخصوص ھےں، پس انھیں بعض لوگوں کو انتخاب کیا جائے گا۔

تفسیر عیاشی میں درج ذیل آیت :

(وَكَذَلِکَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا) [155]

"(اور جس طرح تمہارے قبلہ کے بارے میں ہدایت کی)اسی طرح تم کو عادل امت بنایا تاکہ اور لوگوں کے مقابلہ میں گواہ بنیں"۔

کی تفسیر میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ھے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

"فان ظننت أن الله تعالیٰ عنی بهذه الآیة جمیع أهل القبلة من الموحّدین، أفتری أن من لاتجوز شهادته فی الدنیا علی صاع من تمر، یطلب الله شهادته یوم القیامة، و یقبلهامنه بحضرة جمیع الأمم الماضیة؟ کلا لم یعن الله مثل هذا من خلقه، یعنی الأمة التي وجبت لهادعوة ابراهیم علیه السلام (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) [156]

وهم الأمة الوسطیٰ، وهم خیر اُمّة اُخرجت للناس"۔[157]

"کیا تم یہ گمان کرتے ھو کہ خداوندعالم کی اس آیت سے تمام اہل قبلہ مراد ھیں، واقعاً یہ بہتان ھے کہ جس کی گواھی دنیا میں ایک صاع خرمہ کے بارے میں قبول نہ ھو خداوندعالم روز قیامت اس کو گواہ قرار دے، اور اس کی تمام گزشتہ امتوں کے بارے میں گواھی قبول کرے، ہرگز خدا نے (تمام اہل قبلہ) کا ارادہ نھیں کیا ھے، یعنی وہ امت جس پر ملت ابراھیم علیہ السلام کی پیروی کرنا واجب ھے، (ترجمہ آیت:) "تم اچھے گروہ ھو کہ لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیدا کئے گئے ھو"۔ وہ امت وسطیٰ ھے اور یھی لوگوں کی ہدایت کے واسطہ بہترین افراد ھیں"۔

حضرت امام باقر علیہ السلام سے مروی ھے:

"نحن الا مة الوسطی ، ونحن شهداء الله علی خلقه،و حججه فی ارضه"۔[158]

"ھم امت وسطیٰ ھیں، ھم اللہ کی طرف سے لوگوں پر گواہ ھیں اور زمین پر اس کی حجت ھیں"۔

ج۔ ملائکہ اور فرشتے: خداوندعالم نے ہر انسان کے لئے دو فرشتوں کو مقرر کیا ھے کہ ھمیشہ اس کے ساتھ رھیں اور اس کے تمام اعمال کو لکھتے رھیں، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

(إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنْ الْيَمِينِ وَعَنْ الشِّمَالِ قَعِيدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلاَّ لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ) [159]

"جب (وہ کوئی کام کرتا ھے تو) دو لکھنے والے (کراماً کاتبین) جو (اس کے) داہنے بائیں بیٹھے ھیں لکھ لیتے ھیں کوئی بات اس کی زبان پر نھیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ھے"۔

یھی ملائکہ روز قیامت انسان کے کئے اعمال (چاھے وہ نیک اعمال ھوں یا بُرے اعمال) کی گواھی دیں گے، ارشاد خداوندعالم ھے:

(وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذَلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ وَجَاءَ تْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ) ۔[160]

"اور صور پھونکا جائے گا یھی (عذاب کے) وعدہ کا دن ھے اور ہر شخص (ھمارے سامنے اس طرح) حاضر ھوگا کہ اس کے ساتھ ایک (فرشتہ) ہنکانے والا ھوگا اور ایک (اعمال کا) گواہ"۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:

"سائق یسوقها الی محشر ها ،و شهید یشهد علیها بعملها"۔[161]

"انسان کے لئے قیامت کی طرف ایک (فرشتہ) ہکانے والا ھے اور ایک گواہ ھے جو روز قیامت اس کے اعمال کی گواھی دے گا"۔

د: اعضاء و جوارح: خداوندعالم قیامت میں بعض مقامات پر انسان کے منہ پر مہر لگادے گا اور خود انسان کے ہاتھ اور تمام اعضاء و جوارح ان سے کئے ھوئے اعمال کی گواھی دیں گے، جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے:

(يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) [162]

"جس دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاوں ان کی کارستانیوں کی گواھی دینگے"۔

یہاں پر اعضاء و جوارح کی بُرائیوں پر گواھی سے مراد انھیں (اعضاء) کے لحاظ سے ھوگی پس جو گناہ انسان نے زبان سے کئے ھیں جیسے کسی پر قذف، جھوٹ کی تھمت لگانا یا کسی کی غیبت کرنا وغیرہ تو ان کی گواھی خود زبان دے گی، (یعنی اس زبان کی مہر ہٹالی جائے گی) اور اگر دوسرے اعضاء و جوارح سے گناہ کئے ھیں جیسے چوری، چغل خوری کے لئے جانا یا تھمت وغیرہ کے لئے جانا تو انسان کے دوسرے اعضاء گواھی دیں گے"۔[163]

ھ: نامہ اعمال: جیسا کہ ھم نے پہلے بھی ذکر کیا کہ انسان کے تمام اعمال و اقوال فرشتوں کے ذریعہ نامہ اعمال میں لکھے جاتے ھیں، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

(وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ كِرَاماً كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ) [164]

"حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ھیں بزرگ (فرشتے سب باتوں کے) لکھنے والے (کراماً کاتبین) جو کچھ تم کرتے ھو وہ سب جانتے ھیں"۔

یہ نامہ اعمال قیامت کے روز انسان کے سامنے پیش کردئے جائیں گے، اس وقت خداوندعالم ہر امت کے لئے ایک کتاب نکالے گا جو تمام لوگوں کے اقوال و افعال کی حقیقت کے بارے میںبولے گی جیسا کہ ارشاد خداوندی ھے:

(وَتَرَى كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَى إِلَى كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ هَذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ) [165]

"اور (اے رسول) تم ہر امت کو دیکھو گے کہ (فیصلہ کی منتظر ادب سے) گھٹنوں کے بل بیٹھی ھوگی اور ہر امت اپنے نامہ اعمال کی طرف بلائی جائے گی جو کچھ تم لوگ کرتے تھے آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا یہ ھماری کتاب (جس میں اعمال لکھے ھیں) تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رھی ھے جو کچھ بھی تم کرتے تھے ھم لکھتے جاتے تھے"۔

ہر انسان کا نامہ اعمال جس میں تمام چھوٹے بڑے اعمال کو لکھا گیا ھے اس کے سامنے پیش کردیا جائے گا، خداوندعالم ہر انسان کو اپنے نفس کے حساب کے لئے قاضی اور حاکم قرار دے گا، جیسا کہ ارشاد خداوندی ھے:

(وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا) [166]

"اور ہم نے ہر آدمی کے نامہ اعمال کو اس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے (کہ اس کی قسمت اس کے ساتھ رہے) اور قیامت کے دن ہم اس کے سامنے نکال رکھ دیں گے کہ وہ اس کو ایک کھلی ہوئی کتاب اپنے روبرو پائے گا (اور ہم اس سے کہیں گے کہ) اپنا نامہ اعمال پڑھ لے اور آج اپنا حساب لینے کے لئے آپ ہی کافی ہے"۔

چنانچہ کفار و مشرکین اس دقیق حساب و کتاب کو دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے:

(وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَاوَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لاَيُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلاَكَبِيرَةً إِلاَّ أَحْصَاهَا) [167]

"اور لوگوں کے اعمال کی کتاب (سامنے) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروںکو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہے (دیکھ کر) سہمے ہوئے ہیں اور کہتے جاتے ہیں ہائے ہماری شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹے ہی گناہ کو بے قلمبند کئے چھوڑتی ہے نہ بڑے گناہ کو"۔

و: خود اعمال کا ظاہر اور مجسم ہونا: جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ہے:

(يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتاً لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ) [168]

"اس دن لوگ گروہ گروہ (اپنی قبروں سے) نکلیں گے تاکہ اپنے اعمال کو دیکھیں"۔

نیز ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

(يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا) [169]

"(اور اس دن کو یاد رکھو) جس دن ہر شخص جو کچھ اس نے (دنیا میں) نیکی کی ہے' اور جو کچھ برائی کی ہے 'اس کو موجود پائے گا (اور) آرزو کرے گا کہ کاش اس کی بدی اور اس کے درمیان میں زمانہ دراز (حائل) ہو جاتا"۔

پس معلوم یہ ہوا کہ انسان کے یہی اعمال روز قیامت خود گواہی دیں گے، البتہ مفسرین کے درمیان اختلاف ہے کہ یہ اعمال کس طرح مجسم ہوں گے، چنانچہ بعض افراد نے کہا ہے کہ انسان کے اعمال جزا یا سزا کی شکل میں حاضر ہوں گے یا نامہ اعمال حاضر کئے جائےں گے جس میں تمام نیکیاں اور بُرائیاں موجود ہیں، اس چیز پر بنا رکھتے ہوئے کہ اعمال "اعراض" ہیں جو نابود ہوجاتے ہیں[170] یا خود اعمال ظاہر ہوں گے، کیونکہ اعمال کا مجسم ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خود اعمال موجود اور محفوظ ہیں، لیکن وہ اس دنیا میں دکھائی نہیں دیتے، جن کو خداوندعالم روز قیامت حاضر کرے گا، اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ نامہ اعمال میں خود اعمال کی حقیقت موجود ہوگی۔[171]

پس خود اعمال کا ظاہر ھونا اس بات پر دلالت کرتا ھے کہ یہ اعمال غائبانہ طورپر ایک عالم خارجی میں محفوظ ھوجاتے ھیں، اسی بات کو ذہن قبول کرتا ھے، اوریھی اعمال روز قیامت انسان کے سامنے پیش ھوں گے جن کو وہ ظاہر بظاہر دیکھے گا اور اس کے لئے کوئی بہانہ باقی نھیں رھے گا۔

۶۔ میزان: لغت میں میزان ، اس شیئ کو کہتے ھیں جس کے ذریعہ مختلف چیزوں کو تولا جا سکے، جس سے مختلف چیزوں کے معیار کا پتہ چلتا ھے، قیامت میں بھی تمام لوگوں کے لئے میزان قرار دے گا جس سے اہل ایمان و اہل اطاعت کو کفار اور گناہگاروں سے جدا کرے گا، ارشاد ھوتا ھے:

(وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطِ لِیَوْمِ الْقِیَامَةِ فَلاٰ تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَ إِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَیْنَا بِهَا وَ کَفٰی بِنَا حَاسِبِیْنَ) [172]

"اور ھم قیامت کے روز انصاف کی ترازو قائم کریں گے اور کسی نفس پر ادنیٰ ظلم نھیں کیا جائے گا اور کسی کا عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ھے تو ھم اسے لے آئیں گے اور ھم سب کا حساب کرنے کے لئے کافی ھیں"۔

اور قیامت میں کفار و مشرکین کے اعمال کا وزن ھی نھیں کیا جائے گابلکہ ان کے اعمال باطل ھوجائینگے، اور ان کو فوج در فوج جہنم میں بھیج دیاجائے گا، ارشاد الٰھی ھوتا ھے :

(أُولَئِکَ الَّذِینَ کَفَرُوا بِآیَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلاَنُقِیمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَزْنًا) [173]

"یھی وہ لوگ ھیں جنھوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں سے اور (قیامت کے دن) اس کے سامنے حاضر ھونے سے انکار کیا تو ان کا سب کیا کرایا اکارت ھو اتو ھم اس کے لئے قیامت کے دن میزان حساب بھی قائم نہ کریں گے"۔

حضرت امام سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام ایک حدیث کے ضمن میں فرماتے ھیں:

"اعلموا عباد الله ان اهل الشرک لا تنصب لهم الموازین ،ولا تنشرلهم الدواوین ،وانما یحشرون الی جهنم زمرا ،وانما نصب الموازین و نشر الدواوین لاهل الا سلام ،فاتقواالله عباد الله"[174]

"اے بندگان خدا! جان لو کہ (کفار و)مشرکین کی میزان نصب نھیں کی جائے گی ، اور نہ ھی ان کے لئے فیصلہ کیا جائے گا بلکہ ان کو فوج در فوج جہنم میں بھیج دیا جائے گا ، میزان اور فیصلہ تو اہل اسلام کے بارے میں ھوگا پس اے بندگان خدا ، خدا سے ڈرو۔()

اصلِ میزان کی حقیقت کے بارے میں امت کے مختلف فرقوں میں کوئی اختلاف نھیں پایا جاتا، کیونکہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث معصومین علیھم السلام اس کے وجودپر دلالت کرتی ھیں، لیکن اس کے معنی اور مفھوم کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ھے، جن میں سے بعض کو احادیث سے مستند کیاجاتا ھے جن میں سے چند اھم یہ ھیں:

پہلا قول: قیامت کی میزان بھی دنیا کی میزان کی طرح ھے، ہر میزان میں ایک زبان ھوتی ھے اور دوپلڑے،چنانچہ اسی میزان میں انسان کے اعمال (اچھائیوں اور برائیوں) کو تولا جائے گا، اس قول میں صرف اس لفظ "میزان" کے ظاہر کو لیا گیا ھے، لیکن تُلنے والی چیز کے بارے میں اختلاف ھے کہ وہ اعمال ھیں یا نامہ اعمال ھیں یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز ھے۔[175]

دوسرا قول: میزان "عدل الٰھی" کی طرف،کنایہ اور اشارہ ھے یعنی خداوندعالم کسی ایک پر بھی ظلم نھیں کرے گا، میزان یعنی عدل الٰھی ، پلڑا وہ بھاری ھوگا جس میں نیکیاں اور حسنات زیادہ ھوں گے لیکن بُرائیوں کا پلڑا ہلکا ھوگا، یعنی ترجیح عدل کے ساتھ ھوگی، جس کے حسنات کے غلبہ اور زیادتی کی وجہ سے اعمال کو ترجیح ھوگی تو وھی لوگ کامیاب ھوں گے، اور جن لوگوں کے اعمال کو حسنات کی وجہ سے ترجیح نہ ھوگی وھی لوگ خسارہ میں ھوں گے۔[176]

اسی دوسرے قول کی تائید امام صادق علیہ السلام سے مروی حدیث سے بھی ھوتی ھے کہ جب ایک زندیق نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا اعمال کا وزن نھیں ھوگا؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

"لا ،ان الاعمال ليست باجسام ،و انما هى صفة ما عملوا وانما يحتاج الى وزن الشيء من جهل عدد الاشياءولا يعرف ثقلها اوخفتها، وان الله لايخفى عليه شىء،قال فمامعنى الميزان؟، قال:"العدل"،قال فما معناه فى كتابه (فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ) [177]؟قال:فمن رجح عمله "۔[178]

"نھیں، اعمال کا کوئی جسم نھیں ھے، بلکہ اعمال اس صفت کانام ھے جس کو لوگ انجام دیتے ھیں، کسی چیز کا وزن کرنا اور تولنا تو اس شخص کے لئے ضروری ھے جو چیزوں کی حقیقت سے جاہل ھو اور اس کے وزن کو نہ جانتا ھو، بے شک اللہ تعالیٰ پر کسی چیز کا علم مخفی نھیں ھے، زندیق نے سوال کیا تو پھر میزان کے کیا معنی ھیں؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: میزان کے معنی "عدل" کے ھیں، پھر وہ بولا تو پھر قرآن مجید کی اس آیت کے کیا معنی ھیں:"پھر تو جن کے (نیک اعمال کے) پلے بھاری ھوں گے "،تو امام علیہ السلام نے فرمایا: جس کے عمل کی ترجیح ھوگی "۔

تیسرا قول: میزان کے معنی حساب کے ھیں، اور میزان کا بھاری اور ہلکا ھونا حساب کے کم یا زیادہ ھونے کا کنایہ و اشارہ ھے، جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ھے :

"ومعنى قوله: (فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ) ، (وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ) فهو قلة الحساب و كثرته، والناس يومئذ على طبقات ومنازل ،فمنهم من يحاسب حساباًيسيراو ينقلب الى اهله مسروراً، ومنهم الذين يدخلون الجنة بغير حساب ،لانهم لم يتلبسوا من امرالدنيا بشىء ،وانما الحساب هناک على من تلبس هاهنا،ومنهم من يحاسب على النقير والقطمير،ويصيرالى عذاب السعير،ومنهم ائمة الكفرو قادةالضلال،فاولئک لايقيم لهم وزناً ولايعبابهم،لانهم لم يعبأ وابامره ونهيه،فهم فى جهنم خا لد و ن ، تلفح وجوههم النار ،وهم فيها كالحون"۔[179]

"ان دونوں آیتوں سے مراد حساب کا کم یا زیادہ ھونا ھے، کیونکہ لوگوں کی کئی قسمیں ھیں ایک گروہ وہ ھوگا جن کا حساب بہت آسان ھوگا، اور وہ اپنے اہل و عیال کے پاس خوشحال واپس آئیں گے، ان میں سے ایک گروہ ایسا ھوگا جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ھوجائے گا کیونکہ وہ دنیا کی کسی چیز میں مشغول نھیں ھوئے ھیں، بے شک حساب ان لوگوں کا ھوگا جو دنیاوی کاموں میں مشغول رھے ھیں، ان میں سے ایک گروہ وہ ھوگا جس کا حساب سخت ھوگا اور ان کو جہنم کے دردناک عذاب میں بہت جلد بھیج دیا جائے گا، یہ گروہ گمراہ اور ضلالت کے سرداروں کا ھوگا، پس یھی لوگ بے اھمیت ھوں گے اور ان پر کوئی توجہ نھیں دی جائے گی کیونکہ انھوں نے خداوندعالم کے احکام پر کوئی توجہ نھیں کی ھے، یھی لوگ ھمیشہ کے لئے جہنم میں رھیں گے، اور ان کے چہرے جہنم کی آگ میں جلتے رھیں گے اور یھی لوگ جہنم کے دردناک عذاب میں گرفتار رھیں گے"۔

چوتھا قول: میزان اور موازین (صیغہ جمع) سے مراد انبیاء اور اوصیاء ھیں جیسا کہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس آیت (نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطِ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ) کی تفسیر کے بارے میں بیان ھوا ھے:

تو امام علیہ السلام نے فرمایا:"الموازین :الا نبیاء والاوصیاء"۔[180]

"موازین (جمع میزان) سے مراد انبیاء اور اوصیاء الٰھی ھیں"۔

پس انبیاء اور اوصیاء علیھم السلام وہ پیمانے ھیں جن کے ذریعہ حق و عدل کی شناخت ھوگی، اور وہ اعمال کے لئے رجحان ھیں اور یہ رجحان ان کے ایمان کے برابر ھوگا اور جتنا انبیاء و اوصیاء علیھم السلام سے محبت اور ان کی اطاعت و پیروی ھوگی اسی لحاظ سے ھوگا۔

قارئین کرام! میزان کے سلسلے میں (چار) اھم قول اور احادیث تھیں کہ بعض مصادیق کو آپ حضرات نے سمجھ لیا ھے، لیکن میزان کی تفصیل کے بارے میں عقیدہ رکھنا ضروری نھیں ھے بلکہ کسی تفصیل اور حقیقت و ماھیت کے بغیر صرف اجمالی طور پر "میزان" کے اوپر عقیدہ رکھنا واجب ھے۔

۷۔ صراط: صراط کے لغوی معنی راستہ یا واضح راستہ کے ھیں، جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ھے:

(اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ) [181]

"تو ھم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ"۔[182]

صراط بھی آخرت کی ایک منزل ھے، اور صراط سے مقصود جہنم پر بچھایا جانے والا پُل ھے جس پر سے تمام مخلوق کو گزرنے کا حکم دیا جائے گا، جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ھوگا، اہل جنت بغیر کسی خوف و خطر کے وہاں سے گزر جائیں گے ، لیکن کفار خوف و عقاب میں زیادتی کی وجہ سے گزارے جائیں گے، اور جب وہ جہنم میں اپنی جگہ کے سامنے تک پہنچیں گے تو اسی پُل صراط سے گرپڑیں گے۔[183]

پُل صراط سے گزرنے کی رفتار، دنیا میں کئے گئے اعمال کی وجہ سے مختلف ھوگی، اور مومنین بجلی کی طرح بہت تیز اس پُل سے گزرجائیں گے اور اور کفار پہلے ھی قدم سے لڑکھڑا جائیں گے اور جہنم میں گرجائیں گے، حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ھیں:

"الناس یمرون علی الصراط طبقات ،والصراط ادق من الشعرة، واحد من السیف ،فمنهم من یمر مثل البراق، ومنهم من یمرّ مثل عدوالفرس ،ومنهم من یمرحبواً،ومنهم من یمر مشیاً،ومنهم من یمر متعلقاً،قد تاخذ النار منه شیئاً وتترک شیئاً"۔[184]

"پُل صراط سے گزرنے والوں کی قسمیں ھوں گی، پُل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ھے، پس بعض لوگ اس پر سے بجلی کی طرح گزر جائیں گے، ان میں سے کچھ لوگ گھوڑے کی چال کی طرح اور کچھ لوگ رینگتے ھوئے گزریں گے اور کچھ لوگ آہستہ گزریں گے، اور کچھ لوگ ھوں گے جو صراط کو پکڑے ھوئے چلیں گے جب کہ ان کے پیر ادھر ادھر ڈگمگاتے ھوں گے، جہنم کی آگ ان میں سے کچھ کو اپنے اندر کھینچ لے گی اور کچھ کو چھوڑ دے گی"۔

ایک قول یہ ھے کہ پُل صراط بھی دنیا کے پُلوں کی طرح ھے جو شخص اس دنیا میں صراط مستقیم پر قائم رھا اس کے لئے پُل صراط سے گزرنا آسان ھے اور وہ نجات پاجائے گا، لیکن جو شخص دنیا میں صراط مستقیم پر نھیں چلا او را پنے کو گناھوں او ر معصیتوں سے سنگین کرلیا تو ایسا شخص پہلے قدم پر ھی ڈگمگا جائے گا اور (جہنم میں گرپڑے گا)[185]

حضرت امام صادق علیہ السلام پُل صراط کے معنی بیان کرتے ھوئے فرماتے ھیں:

"هو الطریق الی معرفة الله عز وجل ،وهما صراطان: صراط فی الدنیا ،و صراط فی آلاخرة، واما الصراط الذی فی الدنیا فهو الامام المفترض الطاعة ،من عرفه فی الدنیا و اقتدی بهداه ،مر علی الصراط الذی هو جسر جهنم فی الاخرة ،ومن لم یعرفه فی الدنیا زلت قدمه عن الصراط فی آلاخرة ، فتردی فی نار جهنم"۔[186]

"یہ خدا کی معرفت کا راستہ ھے، اور وہ دو صراط ھیں، ایک صراط دنیا میں اور ایک آخرت میں، لیکن وہ صراط جو دنیا میں ھے وہ امام واجب الاطاعۃ ھے، جس نے دنیا میں اس کو پہچان لیا اور اس کی پیروی کی تو ایسا شخص اس پُل صراط سے گزرجائے گا جو جہنم کے اوپر واقع ھوگا، لیکن جو شخص اس دنیا میں (امام کو) نہ پہچانے تو اس کے قدم پُل صراط پر لڑکھڑا جائیں گے اور وہ جہنم میں گرجائے گا"۔

اسی مطلب پر آنحضرت (ص)کی یہ حدیث (بھی) دلالت کرتی ھے:

"اذ اکان یوم القیامة ،ونصب الصراط علی شفیر جهنم ،لم یجز الا من معه کتاب علی بن ابی طالب"۔[187]

"جب روز قیامت جہنم کے اوپر پُل بچھایا جائے گا، تو اس سے کوئی نھیں گزر سکتا مگر جس کے پاس (حضرت) علی بن ابی طالب کا خط ھوگا"۔

قارئین کرام! ائمہ معصومین علیھم السلام کا راستہ وہ واضح راستہ ھے جس کو ان کی محبت میں صراط مستقیم اور اعتدال سے تعبیر کیا گیا ھے، جس میں نہ افراط ھو اور نہ تفریط، نہ غلو ھو اور نہ ھی تقصیر، کیونکہ خداوندعالم نے ان کی محبت کو ھم پر واجب کیا ھے اور ان پر عقیدہ رکھنا ضروری ھے اور اسی حال میں ھم خداوندعالم سے ملاقات کریں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ھیں:

"الصراط المستقیم هو صراطان :صراط فی الدنیا،وصراط فی آلاخرة،فاما الصراط المستقیم فی الدنیا ،فهو ما قصر عن الغلو،و ارتفع عن التقصیر،و استقام فلم یعدل الی شیء من الباطل،اما الصراط الآ خرة فهو طریق المومنین الی الجنة ،الذی هو مستقیم لا یعدلون عن الجنة الی النار،ولا الی غیر النار سوی الجنة"۔[188]

"صراط مستقیم دو صراط ھیں: ایک صراط دنیا میں اور ایک صراط آخرت میں، لیکن وہ صراط جو دنیا میں ھے اس میں نہ غلو ھو اور نہ تقصیر (اور کمی)، انسان اسی پر قائم رھے اور باطل کی طرف نہ مڑے، لیکن آخرت کی صراط، سے مراد جنت تک جانے کے لئے مومنین کا راستہ ھے، جو سیدھا ھے جو جنت سے جہنم کی طرف نھیں مڑتا اور نہ ھی جہنم سے کسی دوسری طرف مڑتا ھے"۔

پُل صراط کی گھاٹیاں: پل صراط سے گزرنا بہت سخت اور دشوار منزل ھے، کیونکہ اس میں بہت خطرناک گھاٹیاں ھوں گی جن سے ہر انسان کو گزرنا ھوگا، جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

"واعلموا ان مجازکم علی الصراط ،ومزالق دحضه ،و اهاویل زلله، وتارات اهواله "۔[189]

"یاد رکھو! تمہاری گذرگاہ صراط اور اس کی ہلاکت خیز لغزشیں ھیں، تمھیں ان لغزشتوں کے ھولناک مراحل اور طرح طرح کی خطرناک منازل سے گذرنا ھے"۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ھیں: "پُل صراط پر گھاٹیاں ھوں گی جو اوامر و نواھی کے نام پر ھوں گی، جیسے نماز، زکوٰۃ، صلہ رحم، امانت اورولایت، لہٰذا جس شخص نے ان چیزوں میںسے کسی میں بھی تقصیر کی ھوگی تو وہ شخص اس گھاٹی میں گِھر جائے گا، اور وہاں پر حق خداوندی کا مطالبہ کیا جائے گا، اگر وہاں سے ان اعمال صالحہ کے ذریعہ جن کو پہلے سے بھیجا گیا ھے یا رحمت خدا کے ذریعہ وہاں سے گزر کر دوسری گھاٹیتک پہنچ جائے گا، اسی طرح تمام گھاٹیوں سے گذرنا پڑے گا، جب ان تمام سے صحیح و سالم گذرجائے گا تو "دار بقاء" (بہشت) تک پہنچ جائے گا اور اس کو ھمیشہ کے لئے زندگی مل جائے گی اور ایسی سعادت و خوشبختی نصیب ھوگی جس میں شقاوت کا ذرا بھی شائبہ نہ ھوگا، لیکن اگر وہ ان گھاٹیوںسے نہ گذرپایا تو اس کے قدم لڑکھڑا جائیں گے اور وہ نارِ جہنم میں گرپڑے گا"۔[190]

اسی طرح شیخ مفید علیہ الرحمہ پل صراط کی گھاٹیونکے بارے میں فرماتے ھیں: عقبات (یعنی گھاٹیوں) سے مراد واجب اعمال ھیں جن کے بارے میں سوال ھوگا، اور ان کی تائید ضروری ھے، اور ان گھاٹیونسے مراد پہاڑ نھیں ھیں جن سے گزرنا پڑے گا بلکہ یہ وھی اعمال ھےں جو گھاٹی کی طرح دکھائی دیں گے، لیکن ان کو یہ صفت دی گئی ھے چونکہ اگر انسان نے خدا کی اطاعت میں تقصیر کی ھو تو اس کو وہ گھاٹیوں کی طرح دکھائی دےں گی جن سے نکلنا اور گزرنا مشکل ھوتا ھے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ھوتا ھے:

(فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ #وَمَا أَدْرَاکَ ماَ الْعَقَبَةُ #فَکُّ رَقَبَةٍ) [191]

"پھر وہ گھاٹی پر سے ھو کر (کیوں) نھیں گزرا اور تم کو کیا معلوم کہ گھاٹی کیا ھے، کسی کی گردن کا (غلامی یا قرض سے) چھڑانا"۔

خداوندعالم نے انسان پر واجب کردہ اعمال کو گھاٹی کا نام دیا ھے کیونکہ یہ بھی گھاٹیوں اور پہاڑوں سے شباہت رکھتے ھیں، اور انسان کو ان کے ادا کرنے میں اسی طرح زحمت ھوتی ھے جس طرح گھاٹیوں پر چڑھنے میں زحمت ھوتی ھے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

"ان امامکم عقبة کووداً ومنازل مھولة ،لابد لکم من الممربھا، والوقوف علیھا،فاما برحمة من اللہ نجوتم ،واما بھلکة لیس بعد ھا انجبار"۔

"بندگان خدا! تمہارے سامنے گھاٹیاں ھیں جس طرح سخت وادی کی منزل ھوتی ھے، جن سے تمھیں گذرنا ھوگا، اور وہاں قیام کرنا ھوگا ، لیکن خدا کی رحمت سے وہاں سے نجات پاجاؤگے ، اوراگر انسان ان میں ہلاک ھوگیا (یعنی ان میں گھرگیا) تو اس کے بعد پھر نجات نھیں پاسکتے"۔

قارئین کرام! یہاں پر امام علیہ السلام کی گھاٹیوں سے مراد انسان کی قیامت کے روز سخت مشکلات ھیں۔[192]

پانچویں بحث: اہل جنت اور اہل جہنم

روز قیامت کے خوف و حشت اور حساب وکتاب اور میزان و صراط کی منزلوں کو طے کرنے کے بعد انسان کو ایک ھمیشگی جگہ پر پہنچادیا جائے گا اور وہ یا تو جنت کی نعمتوں میں ھوگا یا جہنم کے دردناک عذاب میں۔

اول: جنت کی صفت، اہل جنت اور اس کی نعمتیں

جنت کی صفت: جنت وہ جگہ ھے جس کو خدا کی معرفت حاصل کرنے والے اور اس کی عبادت کرنے والے مومنین، متقین اور صالحین کے لئے خداوندعالم نے آمادہ کررکھا ھے، اس کی نعمتیں ھمیشہ ھمیشہ کے لئے ھیں اور یہ ھمیشہ باقی رہنے والی جگہ ھے، یھی "دار البقاء" اور "دار السلامة" ھے جہاں نہ موت ھے اور نہ کوئی پریشانی و مصیبت اور نہ ھی مرض و آفت، اور نہ ھی کوئی غم و

غصہ ، نہ ھی کوئی حاجت ھے اور نہ ھی محتاجگی، یہ غنیٰ اور سعادت کا گھر ھے ، یہ عظمت و کرامت کا گھر ھے، یہاں نہ کوئی بیماری ھوگی اور نہ ھی تھکن، یہاں پر اہل بہشت کی خواہش کے مطابق ہر چیز موجود ھوگی، اور وہ یہاں ھمیشہ رھیں گے، اہل بہشت خدا کے ھمسایہ اور اس کے اولیاء اور اس کے دوست اور اہل کرامت ھوں گے۔[193]

اہل جنت: أُوْلَئِکَ هُمْ الْوَارِثُونَ الَّذِینَ یَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیهَا خَالِدُونَ [194]

"در حقیقت یھی وہ وارثان جنت ھیں جو فردوس کے وارث بنیں گے اور اس میں ھمیشہ ھمیشہ رہنے والے ھیں "۔

خداوندعالم نے جنت الفردوس میں جانے والوں کے صفات بیان کئے ھیں: وہ ایمان لانے والے اور عمل صالح کرنے والے ھیں، وہ اپنے خدا سے ڈرنے والے ھیں، وہ خدااور رسول پر ایمان لانے والے ھیں، وہ اللہ و رسول کی اطاعت کرنے والے ھیں، وہ مصیبتوں پر صبر کرنے والے ھیں، وہ نماز قائم کرنے والے ھیں، وہ خدا کے عطا کردہ رزق سے مخفی طور پر اور ظاہر بظاہر خیرات کرنے والے ھیں۔

وہ شہدا اور صدیقین ھیں، وہ اپنے پروردگار کی عظمت کے سامنے ڈرنے والے اور ھوائے نفس پر کنٹرول کرنے والے ھیں، وہ کہتے ھیں کہ ھمارا رب اللہ ھے اور پھر اس پر قائم رہتے ھیں، وہ راہ خدا میں ہجرت کرتے ھیں اس کے بعد قتل ھوجاتے ھیں یا مرجاتے ھیں، وہ خدا کے مخلص بندے ھیں، وہ خدا کی آیات پر ایمان رکھتے ھیںاور مسلمان ھیں، وہ لوگ اپنے مومن و صالح آباء و اجداد، ازواج اور ذریت کے ساتھ جنت میں رھیں گے ، وہ اپنے نفس کی حفاظت کرنے والے ھیں ، وہ از غیب اپنے پروردگار سے ڈرنے والے ھیں اور قلب سلیم رکھتے ھیں۔[195]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے درج ذیل آیت:

(وَسِیقَ الَّذِینَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَی الْجَنَّةِ زُمَرًا) [196]

(''اور جو لوگ اپنے پر وردگار سے ڈرتے تھے وہ گروہ بہشت کی طرف (اعزازو اکرام) سے بلائے جائیں گے"۔) کے سلسلے میں اہل جنت کے دنیا میں صفات بیان کرتے ھوئے فرمایا:

"قد اُمِن العذاب ،وانقطع العتاب، وزُحزحوا عن النار،واطمأنّت بهم الدار ،ورضوا المثوی والقرار،الذین کانت أعمالهم فی الدنیا زاکیة،وأعینهم باکیة،وکان لیلهم فی دنیاهم نهاراً،تخشّعا واستغفاراً، وکان نهارهم لیلاً توحّشاً وانقطاعاً،فجعل الله لهم الجنة مآباً،والجزاء ثواباً،وکانوا أحق بهاواُهلها، فی ملک دائم،ونعیم قائم "[197]

"جہاں عذاب سے محفوظ ھوں گے اور عتاب کا سلسلہ ختم ھوچکا ھوگا، جہنم سے الگ کردئے جائیں گے اور اپنے گھر میں اطمینان سے رھیں گے، جہاں اپنی منزل اور اپنے مستقر سے خوش ھوں گے یھی وہ لوگ ھیں جن کے اعمال دنیا میں پاکیزہ تھے اور جن کی آنکھیں خوف خدا سے گریاں تھیں، جن کی راتیں خشوع اور استغفار کی بنا پر دن جیسی تھیں اور ان کے دن وحشت و گوشہ

نشینی کی بنا پر رات جیسے تھے، اللہ نے جنت کو ان کی بازگشت کی منزل بنادیا ھے اور جزائے آخرت کو ان کا ثواب" یہ حقیقتاً اسی انعام کے حقدار اور اہل تھے"، جو ملک دائم اور نعیم ابدی میں رہنے والے ھیں"۔

اہل بہشت کی قسمیں: شیخ مفید علیہ الرحمہ نے جنت میں رہنے والوں کی تین قسمیں بیان کی ھیں:[198]

۱۔ جو لوگ مخلصین خدا ھوں گے، یہ لوگ عذاب خدا سے محفوظ رہتے ھوئے جنت میں داخل ھونگے۔

۲۔ جن لوگوں نے نیک اعمال کے ساتھ بُرے اعمال بھی انجام دئے ھیں، اور وہ توبہ کرنے کا ارادہ رکھتے ھوں، لیکن انھیں قبل اس کے کہ وہ توبہ کرتے موت نے آلیا، پس انھیں عذاب کا خوف دنیا و آخرت میں لاحق ھوا یا صرف دنیا میں، اس کے بعد خدا کی بخشش یا اس کے عذاب کے بعد یہ لوگ جنت میں داخل ھوں گے۔

۳۔ جس شخص نے دنیا میں عمل صالح انجام نھیں دئے ھیں، لیکن ان پر خدا اپنا فضل و کرم کرے گا، جنت میں ھمیشہ رہنے والے لڑکے (غلمان) ھیں جنھیں خدا نے اہل جنت کے اعمال کے ثواب کے لئے ان کی خدمت اور ان کی حاجتیں پورا کرنے کے لئے مقرر کیا ھے، جن کے تصرف میں انھیں کوئی زحمت و مشقت نھیں ھوگی، کیونکہ ان کی خلقت ھی مومنین کی خدمت اور ان کی مدد کرنے کے لئے ھوئی ھوگی۔

جنت کی نعمتیں: جنت میں مختلف قسم کی نعمتیں اور لذتیں ھیں جن سے جنت میں رہنے والے ھمیشہ لذت حاصل کریں گے، جنت میں وہ جو چاھیں گے اور انھیں جس چیز کی خواہش ھوگی وہ موجود ھے، جیسا کہ خداوندعالم فرماتا ھے:

(فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ) [199]

"اور جس سے آنکھیں لذت اٹھائیں (سب موجود ھے)"۔

(لَهُمْ مَا يَشَاوونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ) [200]

"اس میں یہ لوگ جو چاھیں گے ان کے لئے حاضر ھے اور ھمارے ہاں تو (اس سے بھی) زیادہ ھے"۔

خداوندعالم نے اپنے متقین بندوں کے لئے جنت میں وہ نعمتیں آمادہ کررکھیں ھیں جن کی الفاظ کے ذریعہ توصیف بیان نھیں کی جاسکتی اور نہ ھی کسی انسان سے اب تک سنا ھے، جیسا کہ خداوندعالم کا ارشاد ھے:

(فَلاَتَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) [201]

"ان لوگوں کی کارگذاریوں کے بدلے میں کیسی کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے ڈھکی چھپی رکھی ھے اس کو تو کوئی جانتا ھی نھیں ھے"۔

حدیث قدسی میں بیان ھوا ھے:"قال الله تعالی :اعددت لعبادی الصالحین ما لاعین رات،ولااذن سمعت،ولاخطر علی قلب بشر"۔[202]

"خداوندعالم فرماتا ہے: میں نے اپنے صالح بندوں کے لئے وہ چیز آمادہ کر رکھی ہے جس کو کسی آنکھ نے (ابھی تک) نہیں دیکھا ہے، اور نہ ہی کسی کان سے سنا ہے، اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا تصور آیا ہے"۔

حسی لذات: اہل جنت کھانے پینے کی چیزوں سے لذت حاصل کریں گے اور وہاں کے مناظر اور حوروں سے لذت حاصل کریں گے، اور جس چیز کی خواہش ہوگی وہ سب ان کے لئے حاضر ہوگا۔(203)

ہم یہاں پر قرآن مجید میں بیان شدہ بعض لذتوں کو بیان کرتے ہیں:

۱۔ کھانے پینے کی چیزیں: اہل جنت کو جنت میں کھانے پینے کی چیزیں بے حساب ملےں گی، اور وہ کبھی ختم نہیں ہوں گی، اور وہ جس طرح کی کھانے پینے کی چیزوں کی خواہش کریں گے وہ سب موجود ہوگی، اپنے مرضی سے جو پھل چاہےں گے مل جائے گا، ان کے سروں پر قریب ترین سایہ ہوگا اور اور میوے بالکل ان کے اختیار میں کردئے جائیں گے۔(204)

اہل بہشت کے لئے شراب طہور ہوگی، جن سے انھیں سیراب کیا جائے گاجن کے پیالے پر مشک کی مہر لگی ہوگی، اس سے ان کی عقلیں زائل نہ ہونگی، اور نہ وہ بے ہودہ باتیں کریں گے، وہاں جام بہت خوبصورت اور دل پذیر ہوں گے، جن پر کافور اور زنجبیل کی خوشبو ہوگی، جہاں بہت سی نہریں اور چشمے ہوں گے، صاف و شفاف پانی کی نہریں ہوں گی دودھ کی نہریں ہوں گی جس کا ذائقہ کبھی نہیں بدلے گا، شراب کی وہ نہریں ہوں گی جس سے پینے والوں کو مزہ آجائے گا، اور بہترین شہد کی نہریں ہوں گی، کوثر و تسنیم اور سلسبیل ہوں گی، اہل جنت سے کھاجائے گا کہ کھاؤ اور پیئو، ان اعمال کے بدلے میں جو تم انجام دیتے تھے(205)

۲۔ لباس اور حلّے: اہل بہشت کے لئے جنت الفردوس میں بہترین قسم کے نازک کپڑے ہوں گے جیسے حریر اور ریشم، جس میں انھیں سونے چاندی کے کنگن اور موتیوں سے سجائے ہوئے لباس پہنائے جائےں گے۔(206)

لذت بخش مناظر: اہل بہشت جنت میں نہروں کے کنارے بیٹھے لذت محسوس کریں گے اور ہمیشگی بہترین سایہ میں ہوں گے جہاں پر نہ سورج دکھائی دے گا اور نہ ہی سورج کی گرمی ہوگی، بہتی ہوئی نہروں اور جاری چشموں کو دیکھیں گے، اور انگور، خرمہ اور انار کے باغات ہوں گے جو پھلوں سے لدے ہوں گے۔(207)

۴۔ جنت کے محلوں اور اس کے وسائل سے محظوظ ہونا:

مومنین اس جنت میں داخل ہوں گے جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہوگی، اس کے دروازے کھلیں ہوں گے، اور دروازوں پر ملائکہ استقبال کے لئے کھڑے ہوں گے، جنت میں بہت سے درجے ہوں گے جن میں سے بعض بعض پر فوقیت رکھتے ہوں گے دنیا میں جیسے اعمال انجام دئے ہوں گے ویسے ہی درجے، محل اور مکانوں میں ان کو رکھا جائے گا، ہمیشہ کے لئے عالی وبہترین مسکن ہوں گے جن کے کمرے ایک دوسرے کے اوپر بنے ہوں گے،جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گے، اہل بہشت

بہترین اور خوبصورت بساط پھیلائے ہوئے بیٹھے ہوں گے، ان کے استبرق و حریر کے استر ہوں گے، بہترین اور اونچے تکیے لگائے ہوں گے، حالانکہ ایک دوسرے کے روبرو بیٹھے ہوں گے، اور خدام جنت اہل جنت کے گرد سونے اورچاندی کے بڑے بڑے پیالے، ظرف اور لوٹے لے کر طواف کرتے ہونگے، یعنی ان کی خواہش کے مطابق سب چیزیں مہیا ہوں گی۔[208]

۵۔ ہمیشہ رہنے والے نوجوان: جنت میں اہل جنت کی خدمت کے لئے غِلْمان (نوجوان لڑکے) ہوں گے جو بہترین حسن و جمال اور خوبصورتی کے مظہر ہوں گے جیسا کہ خداوندعالم ارشاد فرماتا ہے:

(وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنثُورًا) [209]

"اور ان کے سامنے ہمیشہ ایک حالت پر رہنے والے نوجوان لڑکے چکر لگاتے ہوں گے کہ جب تم ان کو دیکھو تو سمجھو کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں"۔

۶۔ ازواج اور حور عین: اہل جنت کے لئے پاک و پاکیزہ ازواج "حور عین" ہوں گی جو خیموں میں تکیہ لگائے بیٹھی ہوں گی، خداوندعالم نے ان کو جوان خلق کیا ہے جو اپنے شوہروں کی منتظر اورچاہنے والی ہوں گی، صرف اپنے شوہر کی طرف دیکھتی ہوں گی، عمر میں اپنے شوہر کے برابر ہوں گی، وہ باکرہ اور دوشیزہ ہوں گی جن کو اس سے پہلے کسی جن و انس نے ہاتھ نہ لگایا ہوگا، اپنے جمال میں جادو رکھتی ہوں گی گویا وہ یاقوت اور مرجان ہوں گی، یا لولو اور سفید مکنون کی طرح ہوں گی۔[210]

روحی لذتیں: ان سب کے علاوہ اہل بہشت جنت میں روحانی یا عقلی نعمتوں سے محظوظ ہوں گے، جو خدا کی رضوان اوراس کی رحمت و مغفرت ہوگی اور وہ ملائکہ اور حوروں کی ہمراہی میں خوشی و مسرت کا احساس کریں گے، اور ان کی یہ سعادت و خوشبختی ہمیشگی ہوگی، اور وہ وہاں پر عذاب، حزن و ملال اور ہر طرح کے لغو و بے ہودہ چیزوں سے امان میں ہوں گے۔[211]

دوم: جہنم کے صفات، اہل جہنم اور اس کے صفات

جہنم کے صفات: جہنم کفار اور گناہگاروں کے لئے انتقام اور خوف و وحشت کی جگہ ہے قرآن کریم نے اس کی ایک قید کی طرح توصیف کی ہے جو کافروں پر محیط اور ان کو گھیرے ہوئے ہے، اس میں پردے ہوں گے جو ان کو گھیرے ہوئے ہوں گے، وہ آگ لمبے لمبے ستون کے ساتھ ان کو گھیرے ہوگی، وہاں پر کسی طرح کا سایہ نہ ہوگا، اور وہ عذاب کی شدت میں گرفتار ہوں گے، اس میں آگ کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس کی شدت کبھی ختم نہ ہوگی، اور جب آگ خاموش ہونا چاہے گی تو اس میں اور اضافہ ہوجائے گا، دردناک عذاب کے فرشتے غیض و غضب کے ساتھ ان پر عذاب کرتے رہیں گے، یہ فرشتے امر خدا کی معصیت نہیں کریں گے اور جو انہیں حکم دیا جائے گا اس کو انجام دیں گے، جہنم کے سات دروازے ہوں گے جس سے ایک گروہ داخل ہوگا۔[212]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ھیں:

"ان جهنم لها سبعة ابواب اطباق بعضها فوق بعضفاسفلها جهنم، وفوقهالظی،و فوقها الحطمة،و فوقها سقر، وفوقها الجحیم ،و فوقها السعیر،و فوقها الهاویه''و فی روایة :''اسفلها الهاویة،واعلاها جهنم"۔[213]

""جہنم کے سات دروازے ھیں، اس کے چند طبقہ ھیں جس کا سب سے نیچے کا طبقہ جہنم ھے، اس کے اوپر "لظی" ھے اس کے اوپر "حطمہ" ھے "اس کے اوپر "سقر" ھے، اس کے اوپر "جحیم" ھے اس کے اوپر "سعیر" ھے اور اس کے اوپر "ہاویہ" ھے"

ایک روایت میں اس طرح آیا ھے کہ سب سے نیچے والے حصہ کا نام "ہاویہ" ھے اور سب سے اوپر والے طبقہ کا نام ""جہنم" ھے"۔

نیز حضرت جہنم کی وصف کرتے ھوئے فرماتے ھیں:

"فاحذروا ناراً قعرها بعید،و حرها شدید،و عذابها جدید ،دارلیس فیها رحمة،ولا تسمع فیها دعوة ، ولا تفرج فیها کربة"۔[214]

" اس جہنم سے ڈرو جس کی گہرائی بہت دور تک ھے اور اس کی گرمی بے حد شدید ھے اور اس کا عذاب بھی برابر تازہ ھوتا رھے گا، وہ ایساگھر ھے جہاں نہ رحمت کا گذر ھے اور نہ وہاں کوئی فریاد سنی جاتی ھے، اور نہ کسی رنج و غم کا کوئی امکان ھے۔۔۔"۔

اہل نار:

(أُوْلَئِکَ الَّذِینَ اشْتَرَوْا الضَّلاَلَةَ بِالْهُدَی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَی النَّارِ) [215]

"یھی وہ لوگ ھیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراھی مول لی اور بخشش (خدا) کے بدلے عذاب ،پس وہ لوگ دوزخ کی آگ کو کیونکر برداشت کریں گے"۔

قرآن کریم کی آیات سے یہ بات واضح ھوجاتی ھے کہ خداوندعالم نے جہنم کو کفار، راہ خدا کو مسدود کرنے والے اور کفر کی حالت میں مرنے والوں کے لئے آمادہ کررکھا ھے، نیز ان مشرکین کے لئے جنھوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا ھے، اور منافقین، متکبرین، ظالمین، طغیان کرنے والے، خدا و رسول کی تکذیب کرنے والے اور خدا و رسول کی نافرمانی کرنے والے، اور حدود خدا سے تجاوز کرنے والے، اس کی عبادت سے منھ موڑنے والے، اور خدا کے راستہ کو مسدود کرنے والے، ذکر خدا سے اعراض کرنے والے، اس کے حضور میں پیش نہ ھونے کی امیدنہ رکھنے والے، روز قیامت کا انکار کرنے والے، دنیاوی زندگی اس کی زرق و برق اور اس پر اطمینان کرنے والے، اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والے، برائیوں اور خطاؤں سے بھرے ھوئے، دین خدا سے پھرنے والے اور کفر پر مرنے والے، مال حرام کھانے والے، یا یتیموں کا مال کھانے والے، کسی مرد مومن کو ناحق قتل

کرنے والے، سونے چاندی (اور مال دولت) جمع کرکے ان کو راہ خدا میں خرچ نہ کرنے والے، ظلم و ستم کے بانی اور سردار اور نماز کو ترک کرنے والوں کے لئے جہنم تیار کررکھا ہے۔[216]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انی سمعت رسول اللہ یقول:یوتی یوم القیامہ بالامام الجائر ولیس معہ نصیر ولا عاذر فیلقی فی نار جھنم فیدورفیھا کما تدورالرحی ،ثم یربط فی قعرھا"۔[217]

"میں نے رسول اکرم (ص)کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ روز قیامت ظالم رہنما کو اس عالَم میں لایا جائے گا کہ نہ کوئی اس کا مددگار ہوگا اور نہ عذر خواہی کرنے والا، اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا ، اور وہ اس طرح چکر کھائے گا جس طرح چکّی ، اس کے بعد اسے قعر جہنم میں جکڑدیا جائے گا"۔

اسی طرح امام علیہ السلام اپنے اصحاب کو وعظ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تعاھدوا امرالصلاة،وحافظوا علیھا،واستکثروامنھا،وتقربوا بھا ، فانھا کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً،الا تسمعون الی جواب اھل النار حین سئلوا: (ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین) ؟!''۔[218]

"دیکھو! نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت کرو، زیادہ سے زیادہ نمازیں پڑھو اور اسے تقرب الٰھی کا ذریعہ قرار دو، کہ یہ صاحبان ایمان کے لئے وقت کی پابندی کے ساتھ واجب کی گئی ہے، کیا تم نے اہل جہنم کا جواب نہیں سنا ہے کہ جب ان سے سوال کیا جائے گا کہ تمھیں کس چیز نے جہنم تک پھونچادیا ہے تو کھیں گے: ''ھم نمازی نھیں تھے"۔

جہنم میں ھمیشہ رہنے والے: جہنم میں ھمیشہ ، صرف کفار و مشرکین رھیں گے، لیکن اہل توحید کے گناہگار لوگ جہنم سے رھا ھوجائیں گے یا تو رحمت خدا ان کے شامل حال ھوجائے گی یا اس کی شفاعت ھوگی۔[219]

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لا یخلد فی النار الا اھل الکفر والجحود ،واھل الضلال والشرک"۔[220]

''جہنم میں ھمیشہ رہنے والے صرف کفار و ملحد اور اہل شرک اور اہل گمراھی ھوں گے"۔

عذاب جہنم: اہل جہنم کے لئے مختلف روحی اور حسی عذاب ھوگا جس کو خداوندعالم نے عذاب مھین، عذاب غلیظ، عذاب الیم، عذاب عظیم اور عذاب شدید سے توصیف کیا ہے، جس وقت مجرمین کو گروہ درگروہ جہنم میں لے جایا جائے گا، تو عذاب کے فرشتے ان کو گھیر لیں گے اور ان کو جہنم میں ھمیشہ کے لئے ڈال دیا جائے گا ، واقعاً متکبرین کا بُرا ٹھکانا ہے، جہنم کی آگ دور ھی سے ان کے انتظار میں ھوگی، جب ان کو دیکھے گی تو شیر کی طرح اپنا منھ کھولے ھوئے غیظ و غضب کا اظہار کرے گی جس طرح شیر اپنے شکار پر ٹوٹ پڑتا ہے۔

ان کے لئے دروازے کھول دئے جائیں گے، ان کو شیاطین اور وہ جس کی عبادت کیا کرتے تھے ان کے ساتھ جہنم میں ڈال دیا جائے گا، پس یہ لوگ ایک دوسرے کے لئے ایندھن کا کام کرےں گے، اور جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی چیخ سنیں گے اور وہ جوش مارھا ھوگا، بلکہ قریب ھوگا کہ جوش کی وجہ سے پھٹ پڑے، اور جہنم کی آگ بھڑک اٹھے گی، اس کے شعلے بھڑک اٹھےں گے اور شرارہ تند ھوجائیں گے اور اپنی شدت کے ساتھ جہنمیوں کو اپنے اندر سمیٹ لے گی، ان کا کھانا، پینا اور لباس بھی جہنم ھوگا، جہنم ھی ان کا گھوارہ اوریھی ان کی چھت ھوگی، اور اوڑھنا بچھونا بھی یھی جہنم ھوگا، وہ طبقات جہنم میں چیختے چلاتے ھوں گے، لیکن عذاب ان کو نیچے اور اوپر سے گھیرے ھوگا، جہنم کے مختلف طبقات میں تارکول کے کپڑے ھوں گے، ان کی پیشانی پر ذلت کے نشان ھوں گے، ان کے چہرے جل رھے ھوں اور اور وہ آگ میں منقلب ھورھے ھوں گے، ان کے چہرے کالے پڑجائیں گے ان کے سر سے پیپ نکل رھی ھوگی۔

وہ ھمیشہ اسی دردناک عذاب میں رھیں گے، ہر طرف سے موت آتی دکھائی دے گی لیکن نھیں مریں گے، اور نہ ھی ان کے مرنے کی تمنا پوری ھوگی تاکہ وہ مرجائیں، نہ ھی ان کے عذاب میں کچھ کمی آئے گی اور نہ ھی ان کو مہلت دی جائے گی، جب ان کی جِلد (کھال) جل جائے تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا ھوجائے گی تاکہ ان کے عذاب میں ایک تازگی پیدا ھوجائے، اور جب وہ اس شدت عذاب سے گھبرا کر بھاگنا چاھیں گے تو ان کو واپس لوٹا دیا جائے گا، اور ان سے کھاجائے گا: بھڑکتی ھوئی آگ کے عذاب کا مزہ چکھو۔

یہ سب ایک طرف، دوسری طرف ان کو ہتھکڑیوں، بیڑیوں اور طوق میں جکڑدیا جائے گا، ان کو تنگ جگہ میں رکھا جائے گا، کھولتا ھوا پانی ان کے اوپر ڈال دیا جائے گا، پھر پیشانی اور پیروں سے پکڑلئے جائیں گے، اس کے بعد آگ بھڑک اٹھے گی، لوھے کے درّوں سے پیشانی پھٹ جائے گی، ان کے سروں پر گرما گرم پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کے پیٹ کے اندر جو کچھ ھے اور ان کی جلدیں سب گل جائیں گی۔

اور اگر وہ لوگ پیاس کی شدت سے استغاثہ بلند کریں گے تو ان کو جواب میں پیپ دار پانی پلایا جائے گا جس کے بعد سے پھر استغاثہ بلند نھیں کریں گے، یا گرما گرم پانی پلایا جائے گا جس سے ان کے اندر کا سب کچھ گل جائے گا، یا پگھلتے ھوئے تانبے کی طرح کھولتے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی، ان کو نہ ٹھنڈا پانی پلایا جائے گا اور نہ ھی شربت، سوائے گرما گرم کھولتے پانی اور پیپ کے، لیکن وہ اس کو پیاسے اونٹ کی طرح پی جائیں گے۔

اور اگر بھوک کی شدت سے کھانا طلب کرےں گے تو ان کو درخت زقوم کا دھوون دیا جائے گا، یہ ایسا درخت ھے جو جہنم کی تہہ سے نکلتا ھے اس کے پھل ایسے ھوں گے جیسے شیاطین کے سر، لیکن اس کے باوجود بھی یہ لوگ اسی کو کھائیں گے، اسی سے اپنا پیٹ بھریں گے اور اسی ماء حمیم کو پئیں گے۔

وہاں پر خوف و وحشت هوگا اور طبقات جہنم میں چیختے چلاتے رهیں گے ، ان کے اوپر کھولتا هوا پانی ڈالا جائے گا، ان کے نالہ و فریاد اور چیخنے چلانے کی آوازیں بلند هوں گی لیکن (اس دن) ان کی کوئی بات نهیں سنی جائے گی۔[221]

حضرت علی علیہ السلام جہنم کے عذاب کے بارے میں فرماتے هیں:

"اما اهل المعصیة فانزلهم شر دار ،وغل الایدی الی الأعناق و قرن النواصی بالاقدام، والبسهم سرابیل القطران ،و مقطعات النیران ،فی عذاب قد اشتد حره و باب قد اطبق علی اهله فی نار لها کلب ولجب، ولهب ساطع ،و قصیف هائل ،لا یظعن مقیمها،ولا یفادی اسیرها ،ولا تفصم کبولها ،لا مدة للدار فتفنی ولا اجل للقوم فیقضی"۔ [222]

"لیکن اہل معصیت کے لئے بدترین منزل هوگی جہاں ہاتھ گردن سے بندھے هوں گے اورپیشانیوں کو پیروں سے جوڑدیا جائے گا، تارکول اور آگ کے تراشیدہ لباس پہنائے جائیں گے اس عذاب میں جس کی گرمی شدید هوگی اور جس کے دروازے بند هوں گے اور اس جہنم میں جس میں شرارہ بھی هوں گے اور شور و غوغا بھی، بڑھکتے هوئے شعلے بھی هوں گے اور هولناک چیخیں بھی، نہ یہاں کے رہنے والے کوچ کریں گے اور نہ هی یہاں کے قیدیوں سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ یہاں کی بیڑیاں جدا هوسکتی هیں نہ اس گھر کی کوئی مدت هے جو تمام هوجائے اور نہ اس قوم کی کوئی اجل هے جو ختم کردی جائے۔

روحانی عذاب: اس روحانی عذاب کی مختلف صورتیں هیں، جن میں سے خسارہ، ندامت، خوف و وحشت کا احساس هوگا، جنت اور اس کی نعمتوں سے محرومی کی حسرت هوگی، اور لقاء اللہ اور اس کی رضا کے فوت هونے کا افسوس هوگا، رحمت و مغفرت کے بدلے ناامیدی اور مایوسی هوگی، اپنے کو ذلت و ندامت هوگی جس وقت ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور ذلت کی وجہ سے نظریں جھکائے هوں گے[223]

جس وقت ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور عذاب جہنم کو دیکھیں گے تو حسرت و یاس اور ندامت سے ان کی سانسیں رک جائیں گی اس وقت وہ اپنے سرداروں اور رہبروں سے برائت کا اظہار کریں گے، اور ان کی زبان پر "اے کاش اے کاش" هوگا اور کهیں گے:

(یَالَیْتَنَا أَطَعْنَا اللهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُول) [224]

"اے کاش هم نے خدا کی اطاعت کی هوتی اور رسول کا کہنا مانا هوتا"۔

ان میں سے ہر ایک کهے گا:

(یٰالَیْتَنِی قَدَّمْتُ لِحَیَاتِی) [225]

"کاش میں نے اپنی اس زندگی کے واسطے کچھ پہلے بھیجا ھوتا"۔

(يَاوَيْلَتىٰ لَيْتَنِى لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا) [226]

"ہائے افسوس کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا بے شک یقینا اس نے ھمارے پاس نصیحت آنے کے بعد مجھے بہکایا"۔

بے شک یہ لوگ ندامت کے عالم میں بڑی پریشانی کا سامنا کریں گے۔

دنیا میں لوٹنے کی حسرت کرتے ھوئے چلائیں گے کہ ھمیں دنیا میں لوٹادیا جائے تاکہ ھم نیک اعمال انجام دیں اور مومنین میں سے ھوجائیں اور پکاریں اور چلائیں گے:

(فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ) [227]

"تو کاش ھمیں اب دنیا میں دوبارہ جانے کا موقع ملتا تو ھم (ضرور) ایمان داروں میںسے ھوتے"۔

(رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِى كُنَّا نَعْمَل) [228]

"پروردگارا اب ھم کو (یہاں سے) نکال دے تو جو (برے کام) ھم کیا کرتے تھے اسے چھوڑ کر نیک کام کریں گے"۔

لیکن ان کی یہ آرزوئیں سراب ھوجائیں گی کیونکہ آخرت میں اطاعت، توبہ اور اظہار پشیمانی کا کوئی فائدہ نھیں ھوگا، اگر وہ صادق ھوتے تو دنیا میں جہاں اعمال کی جگہ تھی توبہ اور ندامت کا اظہار کرتے:

(وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ) [229]

"اور (ھم جانتے ھیں کہ) یہ لوگ (دنیا میں) لوٹا بھی دیئے جائیں تو بھی جس چیز کی مناھی کی گئی ھے اسے کرینگے (اور ضرور کریں گے) اور اس میں شک نھیں کہ یہ لوگ ضرور جھوٹے ھیں"۔

لیکن اس موقع پر جواب دیا جائے گا:

(فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُون) [230]

"ہاں (بالکل سچ) ھے تب خدا فرمائے گا چونکہ (دنیا میں) اس سے انکار کرتے تھے"۔

اور ان سے کھاجائے گا:

(اخْسَئُوا فِيهَا وَلاَتُكَلِّمُونِ) [231]

"خدا فرمائے گا دور ھو جاو اسی میں (تم کو رہنا ھوگا) اور (بس) مجھ سے بات نہ کرو"۔

اس وقت ان کے دل میں حسرت رسوائی میں اضافہ ھوجائے گا اور رحمت و مغفرت سے محرومی اور ناامیدی ھوگی پس اس وقت جہنم میں مذمت، ملامت اور مردود کی حالت میں داخل ھوں گے۔

اور جیسے ھی ملائکہ ان کو جہنم کی طرف لے کر چلیں گے تو ان کے دل میں خوف و وحشت طاری ھوگا، اور اپنے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔

ارشاد خداوندی ھوتا ھے۔

(كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ) (232)

"جب کسی گروہ کو اس میں ڈالا جائے گا تو اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نھیں آیا تھا؟"۔

اور وہ اعتراف و اقرار کریں گے:

(بَلَى قَدْ جَاءَ نَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلاَّ فِي ضَلاَلٍ كَبِيرٍ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ) (233)

"ہاں ھمارے پاس ڈرانے والا تو ضرور آیا تھامگر ھم نے اس کو جھٹلادیا اور کھاخدا نے تو کچھ نازل نھیں کیا تم تو بڑی (گہرائی کے ساتھ) گمراھی میں (پڑے) ھواور (یہ بھی) کھیں گے کہ اگر (ان کی بات) سنتے یا سمجھتے تب تو (آج) دوزخیوں میں نہ ھوتے۔غرض وہ اپنے گناہ کا اقرار کر لیں گے تو (تب بھی) دوزخیوں کو خدا کی رحمت سے دوری ھے"۔

اور جس وقت وہ یاس و ناامید میں گھر جائیں گے تو داروغہ جہنم سے کھیں گے:

(يَامَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ) فيقول لهم (إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ) (234)

"اے مالک اگر تمہارا پروردگار ھمیں موت دیدے تو بہت اچھا ھو، لیکن جواب ملے گا کہ تم اب یھیں رہنے والے ھو"۔

خداوندعالم ھم سب کو روز قیامت کے خوف و وحشت اور آتش جہنم کے شر سے محفوظ رکھے، اور اپنی رحمت واسعہ کے دائرہ میں لے لے اور ھمارے نبی اکرم اور آپ کی عترت اطہار علیھم السلام کی شفاعت نصیب فرمائے۔

(آمین یا رب العالمین، بحق مُحَمَّد و آله الطاهرین)

.................................تمام شد.................................

---

(1) من لا یحضرہ الفقیہ، شیخ صدوق، ج ۱ ص ۳۶۲/ ۸۰۔دار الکتب الاسلامیہ۔تہران۔

(2) کنزل العمال / متقی ہندی ۴۲۱۲۳/ ۱۵:۵۴۸۔

(3) غرر الحکم ۳ الامدی ۱:۲۳ / ۳۷۱۔

(4) سورہ غافر آیت۶۸۔

(5) سورہ سجدۃ آیت ۱۱۔

(6) سورہ انعام آیت ۶۱۔

(7) سورہ زمر آیت ۴۲۔

(8) من لا یحضرہ الفقیہ، شیخ صدوق ۱:۸۲/۳۷۱۔

(9) سورہ جمعہ آیت۸۔

(10) نہج البلاغہ / صبحی الصالح: ۳۴۱۔ خطبہ نمبر (۲۲۱)۔

(11) خصال شیخ صدوق، ص ۱۱۹، ۱۰۸، بحار الانوار ج ۶ص ۱۵۹ حدیث ۱۹۔

(12) سورہ نحل آیت ۳۲۔

(13) سورہ انفال آیت ۵۰۔ ۵۱۔ اسی طرح درج ذیل آیات کو بھی ملاحظہ فرمائیں:

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمْ الْمَلاَئِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ فَأَلْقَوْا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ بَلَى إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ (سورہ نحل آیت۲۸۔ ۲۹)

"یہ وہ لوگ ھیں کہ جب فرشتے ان کی روح قبض کرنے لگتے ھیں (اور یہ لوگ کفر کر کرکے) آپ اپنے اوپر ستم ڈھاتے رہے تو اطاعت پر آمادہ نظر آتے ھیں اور (کہتے ھیں کہ) ھم تو (اپنے خیال میں) کوئی برائی نھیں کرتے تھے (تو فرشتے کہتے ھیں) ہاں جو کچھ تمہاری کرتوتیں تھیں خدا اس سے خوب اچھی طرح واقف ھے (اچھا تو لو) جہنم کے دروازوں میں داخل ھو جاواور اس میں ھمیشہ رھوگے غرض تکبر کرنے والوں کا بھی کیا برا ٹھکانا ھے"۔

ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ (سورہ محمد آیت۲۸)

"یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ھوتا ھے اس کی تو یہ پیروی کرتے ھیں اور جس میں خدا کی خوشی ھے اس سے بیزار ھیں تو خدا نے ان کی کارستانیوں کو اکارت کردیا"۔

(14) سورہ ق آیت ۱۹۔

(15) نہج البلاغہ / صبحی الصالح: ۱۱۳۔ خطبہ نمبر (۸۳)۔ ترجمہ علامہ جوادی ص ۱۴۵۔

(16) کنزل العمال، متقی ہندی ۱۵:۵۶۹/۴۲۲۰۸۔

(17) سورہ واقعہ آیت ۸۳۔ ۸۷۔

(18) نہج البلاغہ / صبحی الصالح: ۱۶۰۔ ۱۰۹۔ خطبہ نمبر ۱۰۹۔ (ترجمہ علامہ جوادی، ص ۲۱۵)

(19) امالی شیخ طوسی: ۴۳۲/۹۶۷۔

(20) من لایحضرہ الفقیہ، شیخ صدوق ۳۶۶/ ۱:۸۱، الکافی ۳ الکلینی ۱۱/ ۳:۱۳۴۔

(21) رجوع فرمائیں: تصحیح الاعتقاد / الشیخ المفید:۹۵۔

(22) معانی الاخبار، شیخ صدوق، ج ۱، ص ۲۸۷، علل الشرائع، شیخ صدوق ۲۹۸: ۱۔ باب (۲۳۵)/ ح ۲، العقائد، شیخ صدوق:۵۴۔

(23) سورہ ق آیت ۲۲۔

(24) مسند احمد ۲:۵۱۔ دار الفکر، بیروت، احیاء التراث العلوم / الغزالی ۳:۳۱۶۔ ۵۔ دار الوعی۔ حلب، کنزل العمال ۳ المتقہ الہندی ۱۵:۶۴۱ / ۴۲۵۲۹۔ مسند احمد ۲:۵۱۔ دار الفکر، بیروت، احیاء التراث العلوم / الغزالی ۳:۳۱۶۔ ۵۔ دار الوعی۔ حلب، کنزل العمال ۳ المتقہ الہندی ۱۵:۶۴۱ / ۴۲۵۲۹۔

(25) الامالی / المفید:۲۶۳۔ ۲۶۴۔

(26) من الایحضرہ الفقیہ، شیخ صدوق ۸۲: ۱۔ ۳۷۳/ ۸۳، الکافی الکلینی ۱/ ۲۳۱: ۳، یہ اس روایت اور اس کے مثل روایت کے لحاظ سے ھے، اس سلسلہ میں میں دوسری بحثیں بھی ھیں کہ جن کو ھم اختصار کی وجہ سے ذکر نھیں کر سکتے۔

(27) مزید احادیث کے سلسلہ میں رجوع فرمائیں: الکافی / الکلینی ۱۲۸: ۳۔ ۱۳۵۔ باب مایعاین المومن والکافر، بحار الانوار / علامہ مجلسی ۱۷۳: ۶۔ ۲۰۲ باب (۷)۔

(28) اوائل المقالات / الشیخ المفید:۷۳۔ ۷۴۔ نشر موتمر الشیخ المفید۔ قم

(29) سورہ نساء آیت ۱۵۹۔

(30) شرح ابن ابی الحدید ۲۹۹: ۱۔ ۳۰۰ (خطبہ نمبر ۲۰)۔

(31) لسان العرب / ابن منظور۔ برزخ، ۳:۸۔

(32) تفسیر المیزان ۳ طباطبائی ۳۴۹: ۱۔

(33) سورہ مومنون آیت ۱۰۰۔

(34) تفسیر قمی، ج ۱، ص ۱۹، بحار الانوار ۳ علامہ مجلسی، ج ۶، ص ۱۲/ ۲۱۸۔

"برزخ سے مراد قبر ھے جس میں انسان کو قیامت تک کے لئے ثواب یا عذاب دیا جائے گا"۔

(35) امالی شیخ طوسی: ۲۸/۳۱، بحار الانوار ۱۳/ ۲۱۸: ۶۔

(36) نہج البلاغہ / صبحی الصالح: ۳۴۰/ خطبہ نمبر (۲۲۱)۔

(37) اصول کافی / الکلینی ۶/ ۲۳۶: ۳۔

(38) علل الشرائع: ۳۰۹/۴ امالی الصدوق: ۴۶۸/۶۲۳، امالی شیخ طوسی: ۴۲۷/۹۵۵۔

(39) ثواب الاعمال، شیخ صدوق:۱۹۷۔منشورات الرضی ۔قم، علل الشرائع، شیخ صدوق:۳۰۹/۳،امالی الصدوق:۶۳۲/۸۴۵۔

(40) اصول کافی / الکلینی ۱/۲۳۲:۳و۷/۲۳۶و۱۰/۲۳۸و ۱۲/۲۳۹، الاعتقادات، شیخ صدوق:۵۸، تصحیح الاعتقاد/ المفید:۹۹۔۱۰۰،شرح الموقف / الجرجانی ۸:۳۱۷۔۳۲۰۔

(41) امالی شیخ صدوق:۳۷۰/۴۶۴۔

(42) کشف المراد / العلامہ الحلی:۴۵۲،المسائل السرویہ / المفید:۶۲۔مسالۃ(۵)، الاربعین ۳، البہائی: ۲۸۳ و۳۸۷،حق الیقین ۳ عبد اللہ شبر ۲:۶۸۔

(43) سورہ غافر آیت ۴۵۔۴۶۔

(44) تفسیر المیزان / علامہ طباطبائی ۱۷:۳۳۵۔

(45) مجمع البیان ۳ الطبرسی ۸:۸۱۸۔

(46) سورہ طہ آیت ۱۲۴۔

(47) اربعین، شیخ بہائی:۴۸۸۔

(48) شرح ابن ابی الحدید ۶:۶۹۔داراحیاء الکتب العربیہ۔مصر، امالی شیخ طوسی:۲۸/۳۱۔

(49) اصول کافی / الکلینی ۳:۲۳۱۔۲۴۴،۲۳۹۔۲۴۵و۱۰/۲۵۳،المحاسن / البرقی:۱۷۴۔۱۷۸۔دارالکتب الاسلامیہ۔قم،بحارالانوار / مجلسی ۶:۲۰۲باب(۸)، سنن النسائی ۴:۹۷۔۱۰۸۔کتاب الجنائز۔دارالکتاب العربی۔بیروت،کنزل العمال/ المتقی الہندی ۱۵:۶۳۸ و غیرھا۔

(50) سنن الترمذی ۴:۶۴۰/۴۶۰۔کتاب صفۃ القیامۃ۔داراحیاء التراث العربی۔بیروت، حیاء علوم الدین/ الغزالی ۵:۳۱۶۔

(51) امالی شیخ طوسی:۲۸/۳۱۔

(52) سورہ مومنون آیت ۱۰۰۔

(53) الخصال، شیخ صدوق:۱۲۰/۱۰۸۔

(54) درالمنثور ۱۳، سیوطی، ج۵،ص۲۸۔

(55) اصول کافی، شیخ کلینی، ج ۳ص ۲۳۴/۳۔

(56) اصول کافی / الکلینی ۳:۲۳۹/۱۲۔

(57) اربعین، شیخ بہائی:۴۹۲۔

(58) اوائل المقالات، شیخ مفید:۷۷، تصحیح الاعتقاد، شیخ مفید ۸۸۔۸۹، المسائل السرویہ، شیخ مفید: ۶۳۔ ۶۴۔ المسالۃ(۵)، الاربعین، شیخ بہائی:۵۰۴۔

(59) تہذیب ، شیخ طوسی ،ج ۱،ص۱۷۲ / ۴۶۶۔

(60) تہذیب ، شیخ طوسی ۱۷۱/۱:۴۶۶، الکافی / الکلینی ۶/۳:۳۴۵۔

(61) اصول کافی / الکلینی ۱/۳:۲۵۵

(62) اصول کافی / الکلینی ۳/۳:۲۴۴و۷/۳۴۵۔

(63) دائرۃ معارف القرن العشرین / وجدی ۴:۳۷۵۔

(64) حق الیقین / عبد اللہ شبر ۲:۵۰، الاربعین / البہائی :۵۰۵، بحار الانوار ۶:۲۷۱و۲۷۸۔

(65) اصول کافی / الکلینی ۴/۳:۲۴۴۔

(66) اصول کافی / الکلینی ۲/۳:۲۴۵۔

(67) الاعتقادات ، شیخ صدوق:۷۹۔

(68) سورہ آل عمران آیت۱۳۳ ۔

(69) سورہ بقرۃ آیت۲۴۔

(70) سورہ بقرۃ آیت۳۵۔

(71) سورہ نجم آیت۱۵ ۔

(72) سورہ قصص آیت۸۸۔

(73) سورہ رعد آیت۳۵۔

(74) کشف المراد / العلامہ الحلی :۴۵۳، رجوع کریں: شرح المواقف / الجرجانی ۸:۳۰۱۔۳۰۳۔

(75) سورہ محمد آیت۱۸ ۔

لسان العرب، ابن منظور ۔ شرط ۔ ۷:۳۲۹۔۳۳۰، مجمع البیان ، طبرسی، ج۹، ص۱۵۴، تفسیر المیزان، علامہ طباطبائی، ج۱۸، ص۲۳۶۔

(76) سورہ اعراف آیت۱۸۷ ۔

(77) سورہ اعراف آیت۱۸۷ ۔

(78) سورہ انعام آیت۱۵۸ ۔

(79) تفسیر قمی ۲:۳۰۳، بحار الانوار ۶/۳۰۶:۶۔

(80) خصال شیخ صدوق: ۱/۵۰۰و۲۔

(81) سورہ نمل آیت ۸۲۔، مزید تفصیل کے لئے رجوع فرمائیں: "کتاب الرجعة"، مرکز الرسالة: ۲۷ ۔ ۳۲ ۔

(82) مسند احمد ۳:۳۶، صحیح ابن حبان ۶۲۸۴/۲۹۰:۸،ا۔ مستدرک علی الصحیحین ۴:۵۵۷۔

(83) خصال شیخ صدوق: ۴۴۹/۵۲، جامع الاصول / ابن الاثیر ۱۱:۸۷ ۔داراحیاء التراث العربی، بیروت۔

(84) سورہ زخرف آیت ۶۱۔

(85) معالم التنزیل / البغوی ۵:۱۰۵۔دار الفکر ۔ بیروت، الکشاف / الزمخشری ۴:۲۶،تفسیر الرازی ۲۷: ۲۲۲، تفسیر القرطبی ۱۶:۱۰۵ ۔داراحیاء التراث العربی ۔ بیروت ،تفسیر ابی السعود ۸:۵۲۔داراحیاء التراث العربی۔ بیروت۔

(86) راجع: الخصال، شیخ صدوق :۴۳۱/۱۳، الدر المنثور / السیوطی ۶:۳۸۰۔

(87) سورہ الانبیاء آیت ۹۶۔۹۷۔

(88) سورہ دخان آیت ۱۰ ۔ ۱۱

(89) تفسیر الطبری ۲۵:۶۸۔دار المعرفة۔ بیروت۔

(90) الخصال، شیخ صدوق: ۴۳۱/۱۳، الدر المنثور / السیوطی ۶:۳۸۰، مسند احمد ۲:۲۰۱، جامع الاصول / ابن الاثیر ۱۱:۸۷۔

(91) اصول کافی / الکلینی ۲۶۱/۳۹:۳۔

(92) تفسیر القمی ۲:۳۰۴و۳۰۶۔

(93) بحار الانوار ۳۱۵/۲۴:۶۔

(94) لسان العرب / ابن منظور ۔ قوم ۔ ۱۲:۵۰۶ ۔

(95) علل الشرائع، شیخ صدوق: ۴۷۰۔

(96) سورہ حج آیت ۱ ۔ ۲۔

(97) نہج البلاغہ / صبحی الصالح: ۱۷۰/ خطبہ نمبر (۱۱۴)۔

(98) الکافی / الکلینی ۱۴۳/۱۰۸:۸، امالی شیخ طوسی :۳۶/۳۸،، سورہ معارج ،آیت ۴۔

(99) سورہ زمر آیت ۶۸۔

(100) سورہ یس آیت ۴۹۔ ۵۰۔

(101) مجمع البیان / الطبرسی ۶:۷۶۶۔

(102) تفسیر قمی ۲:۲۵۷، بحار الانوار ۲/۳۲۴:۶۔

(103) سورہ قصص آیت ۸۸۔

(104) نہج البلاغہ / صبحی الصالح: ۲۷۶/ خطبہ نمبر (۱۸۶)

(105) سورہ ابراھیم آیت ۴۸۔

(106) امالی شیخ طوسی: ۲۸/۳۱۔

(107) سورہ یس آیت ۵۱۔۵۳۔

(108) سورہ ق آیت ۲۰۔ ۲۱۔

(109) الامالی، شیخ صدوق: ۴۹۷/۶۸۱۔

(110) سورہ معارج آیت ۴۳۔ ۴۴۔

(111) سورہ کہف آیت ۴۷۔

(112) سورہ تکویر آیت ۵۔

(113) سورہ انعام آیت ۳۸۔

(114) نہج البلاغہ، ص ۱۴۷/ خطبہ نمبر (۱۰۲)۔

(115) اصول کافی ۳/ الکلینی ۱۱۰/۱۴۳:۸۔

(116) سورہ حاقہ آیت ۱۸۔

(117) سورہ طارق آیت ۹۔

(118) سورہ غافر آیت ۱۶۔

(119) سورہ مریم آیت ۸۵۔

(120) سورہ عبس آیت ۳۸۔ ۳۹۔

(121) سورہ حدید آیت ۱۲۔

(122) سورہ مریم آیت ۶۸۔

(123) سورہ فرقان آیت ۱۷۔

(124) سورہ عبس آیت ۴۰۔ ۴۱۔

(125) سورہ اسراء آیت ۹۷۔

(126) سورہ زمر آیت ۶۹ ۔ ۷۰ ۔

(127) سورہ حجر آیت ۹۲۔۹۳۔

(128) سورہ اعراف آیت ۶۔

(129) الاعتقادات ، شیخ صدوق :۷۴۔

(130) سورہ اسراء آیت ۳۶۔

(131) تفسیر العیاشی ۲:۲۹۲/۷۵۔

(132) خصال، شیخ صدوق:۲۵۳/۱۲۵،الامالی / شیخ طوسی :۵۹۳/۱۲۳۷، معجم الکبیر / طبرانی ۳:۸۱۱/۱۱۱۷۷ ۔ داراحیاء التراث العربی ۔ بیروت ، مجمع الزوائد / ھیثمی ج۱۰، ص۳۴۶، دار الکتاب العربی ۔ بیروت۔

(133) سورہ احزاب آیت ۳۳۔

(134) سورہ آل عمران آیت ۶۱۔

(135) سورہ شوریٰ آیت ۲۳۔

(136) سنن الترمذی ۵:۶۶۴/۳۷۸۹۔دار احیاء التراث العربی۔ بیروت، حلیۃ الاولیاء/ابو نعیم ۳: ۲۱۱ ۔ دار الکتاب العربی ۔ بیروت ،تاریخ بغداد / الخطیب ۴:۱۵۹۔دار الکتب العلمیہ ۔ بیروت ،اسد الغابہ / ابن الاثیر ۲:۱۳۔دار احیاء التراث العربی ۔ بیروت ،المستدرک / الحاکم ۳:۱۵۰و صححہ ۔دارالمعرفۃ۔ بیروت۔

(137) سورہ صافات آیت ۲۴۔

(138) عیون اخبار الرضا علیہ السلام ، شیخ صدوق ۱:۳۱۳/۸۶،معانی الاخبار ، شیخ صدوق :۶۷/ ۷ الصواعق المحرقہ / الیتمی :۱۴۹ باب ۱۱ فصل ا قال :اخرجہ الیلمی ، الامالی / شیخ طوسی :۲۹۰/۵۶۴،تفسیر الجبری: ۳۱۲/۶۰موسسہ آل البیت ۔ قم ، المناقب / ابن شہر آشوب ۲:۱۵۲دارالاضواء۔ بیروت ،مناقب علی بن ابی طالب / الخوارزمی :۱۹۵،تذکرۃ الخواص / سبط ابن الجوزی:۱۷۔

(139) سورہ غاشیۃ آیت ۲۶۔

(140) تصحیح الاعتقاد / المفید:۱۱۳۔

(141) الاعتقادات ، شیخ صدوق:۷۵۔

(142) سورہ بقرۃ آیت ۲۰۲۔

(143) مجمع البیان / الطبرسی ۲:۵۳۱۔

(144) سورہ معارج آیت ۴۔

(145) مجمع البیان / الطبرسی ۱۰:۵۳۱۔

(146) نہج البلاغہ / صبحی الصالح :۵۲۸/ خطبہ نمبر(۳۰۰)۔

(147) اصول کافی / الکلینی ۳:۲۶۸/۴،التہذیب / شیخ طوسی ۲:۲۳۹/۹۴۶۔

(148) نہج البلاغہ / صبحی الصالح:۱۲۳/ خطبہ نمبر(۹۰)۔

(149) سورہ یونس آیت ۶۱۔

(150) سورہ مجادلۃ آیت ۷۔

(151) نہج البلاغہ / صبحی الصالح :۵۳۲/ الحکمۃ(۳۴۳)۔

(152) سورہ نساء آیت ۴۱۔

(153) سورہ نحل آیت ۸۹۔

(154) مجمع البیان ، علامہ طبرسی ، ج ۶،ص۵۸۴۔

(155) سورہ بقرۃ آیت ۱۴۳۔

(156) سورہ آل عمران آیت ۱۱۰۔

(157) تفسیر العیاشی ۱:۶۳/۱۱۴۔

(158) اصول کافی / الکلینی ۱:۱۴۶/۲و ۱۴۷/۴،بصائر الدرجات / الصفار:۱۸۳/۱۱و۱۰۲/۳۔موسسہ الاعلمی۔تہران ،تفسیر العیاشی ۱:۶۲/۱۱۰۔

(159) سورہ ق آیت ۱۷۔۱۸۔

(160) سورہ ق آیت ۲۰۔۲۱۔

(161) نہج البلاغہ / صبحی الصالح:۱۱۶/خطبہ نمبر(۸۵)۔

(162) سورہ نور آیت ۲۴۔

(163) تفسیر المیزان / الطباطبائی ۱۵:۹۴۔

(164) سورہ انفطار آیت ۱۰۔۱۲۔

(165) سورہ جاثیہ آیت ۲۸۔۲۹۔

(166) سورہ اسراء آیت ۱۳۔۱۴۔

(167) سورہ کہف آیت ۴۹۔

(168) سورہ زلزال آیت ۶۔

(169) سورہ آل عمران آیت ۳۰۔

(170) مجمع البیان / الطبرسی ۲:۷۳۲،تفسیر الرازی ۸:۱۶۔

(171) المیزان ،علامہ طباطبائی ۳:۱۵۶و۱۳:۵۵۔

(172) سورہ انبیاء آیت۴۷۔

(173) سورہ کہف آیت ۱۰۵۔

(174) الکافی/ ۸:۲۹، الامالی ، شیخ صدوق:۵۹۵/۸۲۲۔موسسہ البعثۃ ۔قم

(175) رجوع فرمائیں:کشف المراد / العلامہ الحلی:۴۵۳،تفسیر المیزان / الطباطبائی ۸:۱۴،حق الیقین / عبداللہ شبر ۲:۱۰۹۔

(176) راجع: تصحیح الاعتقاد / المفید:۱۱۴، تفسیر المیزان / الطباطبائی ۸:۱۲۔۱۳۔

(177) سورہ اعراف آیت ۸۔

(178) الاحتجاج / الطبرسی:۳۵۱۔

(179) الاحتجاج / الطبرسی:۲۴۴۔

(180) اصول کافی / الکلینی ۱:۳۴/۳۶،معانی الاخبار / الصدوق:۳۱/۱،الاعتقادات / الصدوق:۷۴۔

(181) سورہ فاتحہ آیت ۶۔

(182) لسان العرب ۔ سرط ۔ ۷:۳۱۳۔۳۱۴۔

(183) کشف المراد / العلامہ الحلی :۴۵۳۔

(184) الامالی ، شیخ صدوق:۲۷۵/ ۲۴۲،تفسیر القمی ۲۹ :۱۔

(185) احیاء علوم الدین / الغزالی ۳۶۳:۵۔

(186) معانی الاخباری، شیخ صدوق: ۱/ ۳۲۔

(187) الصواعق المحرقہ / ابن حجر :۱۴۹ ، مناقب علی ابن ابی طالب / ابن المغازلی :۲۴۲/ ۲۸۹،فرائد السمطین / الجوینی۲۲۸/ ۲۸۹ :۱،الامالی / شیخ طوسی ۵۶۴/ ۲۸۹-۔

(188) معانی الاخبار ، شیخ صدوق:۴/ ۳۳۔

(189) نہج البلاغہ ، خطبہ نمبر (۸۳) ص ۱۴۱ ۔

(190) الا عتقادات ، شیخ صدوق: ۷۱ ۔ ۷۲۔

(191) سورہ بلد آیت ۱۱ ۔ ۱۲ ۔

(192) تصحیح الاعتقاد، شیخ مفید: ۱۱۲ ۔ ۱۱۳ ۔

(193) الا عتقادات، شیخ صدوق: ۷۶، تصحیح الاعتقاد / المفید: ۱۱۶ ۔

(194) سورہ مومنون آیت ۱۰ ۔ ۱۱ ۔

(195) رجوع فرمائیں: سورہ بقرہ آیت ۲۵،۳۸ ، سورہ آل عمران : آیت ۱۹۸ ، سورہ نساء : آیت ۱۳ و ۶۹ ، سورہ توبہ : آیت ۲۰ ، سورہ رعد : آیت ۲۲ ۔ ۲۴ ، سورہ طہ : آیت ۷۵ ، سورہ حج : آیت ۵۸ ، ، سورہ صافات : آیت ۴۰ ، سورہ غافر (مومن) : آیت ۸ ، سورہ زخرف : آیت ۶۹ ، سورہ احقاف : آیت ۱۳ ۔ ۱۴ ، سورہ فتح : آیت ۱۷ ، سورہ ق : آیت ۳۱ ۔ ۳۳ ، سورہ طور : آیت ۲۱ ، سورہ حدید : آیت ۲۱ ، سورہ نازعات : آیت ۴۰ ۔

(196) سورہ زمر آیت ۷۳۔

(197) نہج البلاغہ خطبہ نمبر (۱۹۰)، ص ۳۷۳۔

(198) تصحیح الا عتقاد / المفید: ۱۱۶ ۔ ۱۱۷ ۔

(199) سورہ زخرف آیت ۷۱۔

(200) سورہ ق آیت ۳۵۔

(201) سورہ سجدہ آیت ۱۷ ۔

(202) کنزل العمال / المتقی الہندی ۴۳۰۶۹/۷۷۸:۱۵، بحا رالانوار / علامہ مجلسی ۱۹۱: ۸ / ۱۶۸۔

(203) تصحیح الاعتقاد / المفید: ۱۱۷۔

(204) رجوع کریں: سورہ رعد: آیت ۳۵، سورہ حج: آیت ۵۰، سورہ یٰس: آیت ۵۷، سورہ ص: آیت ۵۴، سورہ غافر: آیت ۴۰، سورہ فصلت: آیت ۳۱، سورہ محمد: آیت ۱۵، سورہ طور: آیت ۲۲، سورہ رحمن: آیت ۵۲ سورہ واقعہ: آیت ۲۸،۳۳، ۲۱، سورہ دہر: آیت ۱۴، سورہ مرسلات: آیت ۴۲،۔

(205) رجوع کریں: سورہ صافات: آیت ۴۵، سورہ محمد: آیت ۱۵، سورہ طور: آیت ۱۹ و ۲۳، سورہ واقعہ: آیت ۱۷ ۔ ۱۹، سورہ انسان: آیت ۵۔ ۶ و ۱۷ ۔ ۱۸ و ۲۱، سورہ مرسلات: آیت ۴۳، سورہ مطففین: آیت ۲۵۔ ۲۸۔

(206) سورہ حج: آیت ۲۳، سورہ کہف: آیت ۳۱، سورہ فاطر- آیت ۳۳، سورہ دخان: آیت ۵۳، سورہ دہر: آیت ۱۲ و ۲۱۔

(207) رجوع کریں: سورہ رعد: آیت ۳۵، سورہ یٰس: آیت ۵۶، سورہ رحمن: آیت ۶۸، سورہ واقعہ: آیت ۳۰، سورہ دہر: آیت ۱۳، سورہ مرسلات: آیت ۴۱، سورہ نباء: آیت ۳۲۔

(208) سورہ آل عمران: آیت ۱۳۳، سورہ انفال: آیت ۴، سورہ توبہ: آیت ۷۲، سورہ مومنون: آیت ۱۰۳، سورہ عنکبوت: آیت ۵۸، سورہ صافات: آیت ۴۳۔ ۴۴، سورہ ص: آیت ۵۰۔ ۵۱، سورہ زمر آیت: ۲۰، سورہ زخرف: آیت ۷۱، سورہ طور: آیت ۲۰، سورہ رحمن: آیت ۵۴، سورہ واقعہ: آیت ۱۵ ۔ ۱۸ ۔ و ۳۴، سورہ صف: آیت ۱۲، سورہ دہر: آیت ۱۴ ۔ ۱۶، سورہ غاشیہ: آیت ۱۰ ۔ ۱۶۔

(209) سورہ دہر: آیت ۱۹۔

(210) رجوع کریں: سورہ یٰس: آیت ۵۶، سورہ صافات: آیت ۴۸۔ ۴۹، سورہ ص: آیت ۵۲، سورہ دخان: آیت ۵۴، سورہ طور: آیت ۲۰، سورہ رحمن: آیت ۵۶۔ ۵۸ و ۷۲، سورہ واقعہ: آیت ۲۲۔ ۲۳ و ۳۵۔ ۳۷، سورہ نساء: آیت ۳۳۔

(211) رجوع کریں: سورہ آل عمران: آیت ۱۵ و ۱۳۶، سورہ توبہ: آیت ۷۲، سورہ حجر: آیت ۴۷۔ ۴۸، سورہ مریم: آیت ۶۲، سورہ فاطر: آیت ۳۴۔ ۳۵ سورہ یٰس: آیت ۵۵، سورہ زمر: آیت ۷۳، سورہ دخان: آیت ۵۶، سورہ محمد: آیت ۱۵، سورہ طور: آیت ۱۸، سورہ مجادلہ: آیت ۲۲، سورہ نباء: آیت ۳۵، سورہ غاشیہ: آیت ۱۱۔

(212) رجوع کریں: سورہ بقرہ: آیت ۲۴، سورہ توبہ: آیت ۴۹، سورہ حجر: آیت ۴۴، ۴۳، سورہ اسراء: آیت ۸ و ۹۷، سورہ کہف: آیت ۲۹، تحریم: آیت ۶، سورہ مرسلات: آیت ۳۰۔ ۳۱، سورہ ھمزہ: آیت ۸۔ ۹۔

(213) مجمع البیان / علامہ طبرسی، ج ۶:۵۱۹۔

(214) نہج البلاغہ / صبحی الصالح: ۳۸۴۔ الکتاب (۲۷)۔

(215) سورہ بقرہ آیت ۱۷۵۔

(216) رجوع کریں: سورہ بقرہ: آیات ۸۱ و ۸۶ و ۱۶۱ ۔ ۱۶۲ و ۲۱۷، سورہ نساء: آیات ۱۰، و ۱۴ و ۵۶ و ۹۳ و ۱۴۵، سورہ توبہ: آیات ۳۴ و ۶۳، سورہ یونس: آیات ۷۔ ۸ و ۵۲، سورہ ھود: آیات ۱۵ ۔ ۱۶، سورہ نحل: آیت ۸۵، سورہ کہف: آیت ۱۰۲ ۔ ۱۰۶، سورہ طہٰ: آیت ۷۴ و ۱۲۴ ۔ ۱۲۷، سورہ فرقان: آیت ۱۱، سورہ سجدہ: آیت ۱۲ ۔ ۱۴، سورہ زمر: آیت ۵۰ و ۷۲، ۷۱، سورہ غافر: آیت ۶۰ و ۷۰۔ ۷۲، سورہ ق: آیت ۲۴۔ ۲۶، سورہ جن: آیت ۱۷ و ۲۳، سورہ مدثر: آیت ۴۱۔ ۴۶، سورہ نازعات: آیت ۳۷۔ ۳۹۔

(217) نہج البلاغہ / صبحی الصالح: ۲۳۵۔ خطبہ نمبر (۱۶۴)۔

(218) نہج البلاغہ / صبحی الصالح:۳۱۶۔خطبہ نمبر(۱۹۹)، سورہ مدثر: آیت ۴۲۔

(219) الاعتقادات ، شیخ صدوق:۷۷۔

(220) التوحید / الصدوق:۶/۴۰۷۔جامع مدرسین۔قم۔

(221) مزید تفصیلات کے لئے رجوع فرمائیں:سورہ بقرہ:آیات۹۰و۱۰۴و۱۱۴و۱۶۲، سورہ نساء:آیت ۵۶،سورہ انعام: آیت۷۰،سورہ اعراف: آیت ۴۱،سورہ ابراھیم: آیات۱۶، ۱۷ و۴۹۔۵۰،سورہ کہف: آیت ۲۹، سورہ طہ: آیت ۷۴،سورہ انبیاء: آیت۹۸۔۱۰۰، سورہ حج: آیت۱۰۔۲۲،سورہ مومنون آیت۱۰۴،سورہ فرقان: آیت ۱۲۔۱۴،سورہ عنکبوت: آیت۵۴۔۵۵،سورہ احزاب: آیت ۶۴ ۔ ۶۸، سورہ فاطر: آیت ۳۶۔۳۷،سورہ صافات: آیت ۶۲۔۶۸،سورہ ص: آیت۵۵۔۶۴،سورہ زمر: آیت ۷۱،سورہ غافر: آیت۷۰۔۷۶،سورہ دخان: آیت۴۳۔۵۰،سورہ محمد: آیت ۱۵،سورہ طور: آیت۱۳۔۱۶،سورہ قمر: آیت۴۷۔۴۸،سورہ رحمن: آیت ۴۱۔۴۴،سورہ واقعہ: آیات ۴۱۔ ۴۴ و ۵۱ ۔ ۵۶،سورہ ملک: آیت۵۔۱۱،سورہ حاقہ: آیت ۳۱،سورہ مزمل: آیت ۱۲۔۱۳ سورہ دہر: آیت ۴،سورہ مرسلات: آیت ۳۰۔۳۳،سورہ نباء: آیت ۲۱۔۳۰سورہ لیل: آیت۱۴۔۱۶،سورہ ھمزہ: آیت ۴۔۹۔

(222) نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۰۹،ص ۲۱۷۔

(223) سورہ بقرہ:آیات ۱۶۱و۱۶۶۔۱۶۷،سورہ انعام :آیات۲۷۔۳۱و۱۲۴،سورہ اعراف:آیت۵۳، سورہ ابراھیم:آیت۴۴،سورہ اسراء:آیت۱۸و۳۹،سورہ مومنون:آیت۱۰۳۔۱۰۸، سورہ شعراء:آیت ۹۵۔۱۰۲،سورہ عنکبوت:آیت۲۳،سورہ احزاب:آیت۶۶۔۶۸،سورہ سباء:آیت۳۳،سورہ فاطر: آیت ۳۶۔ ۳۷، سورہ زمر:آیت ۷۱،سورہ غافر:آیت ۷۳۔ ۷۶، سورہ شوریٰ:آیت۴۵،سورہ زخرف:آیت۷۷،سورہ ملک: آیت ۱۵،سورہ مطففین: آیت ۱۵۔۱۷۔

(224) سورہ احزاب آیت ۶۶۔

(225) سورہ فجر آیت۲۴۔

(226) سورہ فرقان آیت۲۸۔

(227) سورہ شعراء آیت ۱۰۲۔

(228) سورہ فاطر آیت ۳۷۔

(229) سورہ انعام آیت۲۸۔

(230) سورہ انعام آیت۳۰۔

(231) سورہ مومنون: آیت ۱۰۸۔

(232) سورہ ملک آیت ۸۔۱۱۔

(233) سورہ تحریم آیت ۸۔۱۱۔

(234) سورہ زخرف: آیت ۷۷۔، چونکہ اس آخری بحث کے مضامین(جنت و دوزخ کے اوصاف) قرآن کریم کی روشنی میں بیان کئے هیں اور ذیل میں قرآن مجید کے حوالے بھی نقل کئے هیں، اس سلسلے میں بیان شدہ احادیث کے لئے پر رجوع فرمائیں : بحار الانوار، علامہ مجلسی ج۸،ص ۱۱۶تا۲۲۲، ۳۲۹تا۳۸۰، احیاء علوم الدین، تالیف غزالی ج۵ص ۳۸۵، ۳۹۲، و ۳۷۴تا ۳۸۱ ۔

فہرست

مقدمہ ناشر.. 4

عرض مولف.. 6

پہلی فصل.. 9

تعریف معاد اور اس عقیدہ کے آثار و فوائد.. 9

پہلی بحث: معاد کے لغوی اور اصطلاحی معنی.. 9

معاد کے لغوی معنی:.. 9

معاد کے اصطلاحی معنی: 10

دوسری بحث: عقیدہ معاد کے آثار 11

۱۔ انسانی زندگی پر معاد کے آثار و فوائد.. 12

۲۔ انسانی زندگی پر قیامت کا اثر 18

دوسری فصل.. 24

ضرورت قیامت پر محکم دلائل و برہان.. 24

اول: قرآنی دلائل.. 24

دوسری دلیل: کلام معصوم.. 31

تیسری دلیل: اجماع 33

چوتھی دلیل: دلیل عقلی 33

۱۔ برہان مماثلة 34

۲۔برہان قدرت.. 36

۳۔ برہان حکمت 40

۴۔ برہان عدالت 42
۲۔ وجود قیامت ،عدل الٰھی کا تقاضا ھے 43
تیسری فصل 52
روح اور معاد کی حقیقت 52
گفتار اول: حقیقت روح اور اس کا مجرد ھونا 52
روح ایک پیچیدہ حقیقت ھے 52
روح ، قرآن و حدیث کی روشنی میں 52
روح کا مجرد ھونا 57
روح کے مجرد ھونے کے دلائل: 59
۱۔ قرآنی آیات: 60
۲۔ احادیث کے ذریعہ استدلال 63
۳۔ عقلی دلائل: 66
۴۔ علمی اور تجربی دلائل: 67
۱۔ احضار روح 68
۲۔ "مقناطیسی نیند" (ہپنوتیزم Hypnotism) 69
دوسری بحث: حقیقت ِمعاد 70
جسمانی معاد 70
آیات قرآن کریم: 71
احادیث معصومین علیھم السلام 73
جسمانی معاد کی حقیقت 74

دوسرا قول: معادِ روحانی 75

جسمانی معاد کا انکار 77

پہلا اعتراض: آکل و ماکول (124) 81

جواب : 82

دوسرا اعتراض: اعادہ معدوم 84

جواب: 84

تیسرا اعتراض: تعدد ابدان 86

جواب: 86

چوتھی فصل 95

منازل الآخرت 95

پہلی بحث : موت اور اس کی سختیاں 95

موت کی سختیاں 97

ب۔ مال و اولاد اور اعمال کا مجسم ھونا: 102

۴۔ نبی اکرم (ص)اور ائمہ علیھم السلام کا دیدار: 103

دوسری بحث : برزخ اور اس کا عذاب 104

۲۔ فشار قبر: 105

۳۔ سوال منکر و نکیر: 106

۴۔ قبر میں عذاب و ثواب: 107

اول: یھی دنیاوی بدن زندہ کیا جائے گا: 109

دوم: مثالی بدن کو عذاب یا ثواب دیا جائے گا: 110

کیا یہ باطل تناسخ نھیں ھے؟ 111
تیسری بحث: قیامت کی نشانیاں........ 113
نشانیوں کے اقسام:........ 114
اول: 115
دوم : 115
چوتھی بحث : روز قیامت کا مشاہدہ........ 117
۱۔ سوال : تمام ھی مخلوقات سے سوال ھوگا:........ 124
پانچویں بحث: اہل جنت اور اہل جہنم........ 138
اول: جنت کی صفت، اہل جنت اور اس کی نعمتیں 138
۴۔ جنت کے محلوں اور اس کے وسائل سے محظوظ ھونا: 141
دوم: جہنم کے صفات ، اہل جہنم اور اس کے صفات........ 142
اہل نار: 143